جسم و اعضائے مصطفوی کا حُسن و جمال صحابہ کی نظر میں

شاہکارِ ربوبیت

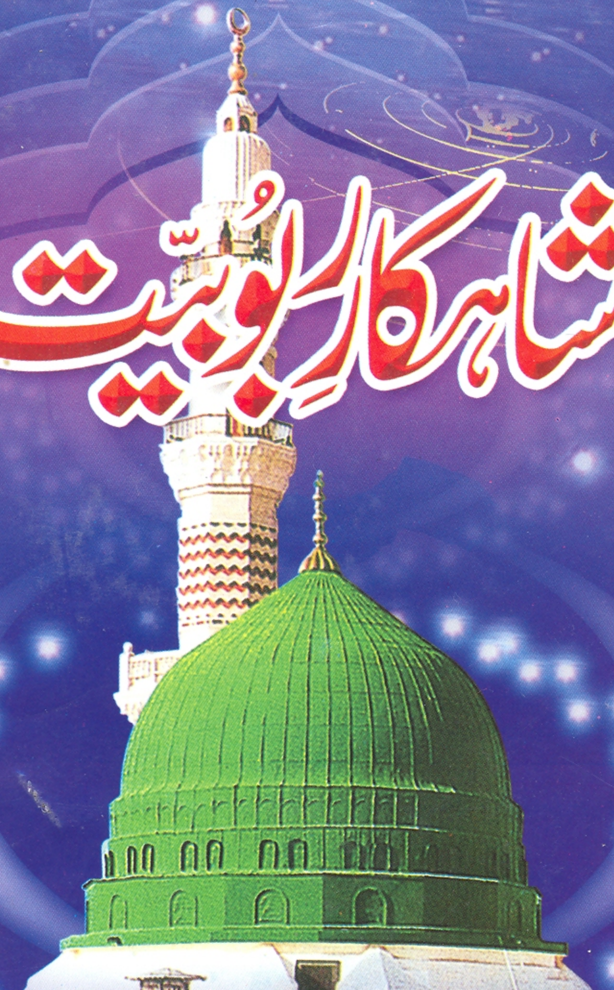

مفتی محمد خان قادری

کاروانِ اسلام پبلیکیشنز

جسم و اعضائے مصطفوی کا حُسن و جمال صحابہ کی نظر میں

شاہکارِ رُبوبیت

تصنیف

مُفتی محمد خان قادری

WWW.NAFSEISLAM.COM

کاروانِ اسلام پبلیکیشنز
جامعہ اسلامیہ لاہور ایچی سن ہاؤسنگ سوسائٹی (ٹھوکر نیاز بیگ) لاہور
0300-4407048-042-7580004/5300353-4

﴿جملہ حقوق محفوظ﴾

نام کتاب ---------- شاہکار ربوبیت ﷺ

مصنف ---------- مفتی محمد خان قادری

طابع ---------- محمد فاروق قادری

کاتب ---------- سید قمر الحسن ضیغم قادری

پروف ریڈنگ ---------- پروفیسر غفور احمد چشتی، علامہ ذوالفقار دستگیری

طباعت چہارم ---------- ۲۰۰۵ء

ناشر ---------- کاروان اسلام

قیمت [redacted]

ملنے کے پتے

- ☆ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور
- ☆ احمد بک کارپوریشن راولپنڈی
- ☆ مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور
- ☆ مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور
- ☆ مکتبہ کرمانوالہ گنج بخش روڈ لاہور
- ☆ سنی کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور
- ☆ روحانی کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور
- ☆ مکتبہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور
- ☆ اسلام بک ڈپو لاہور
- ☆ مکتبہ میلاد پبلی کیشنز لاہور
- ☆ اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ
- مکتبہ ضیائیہ بوہڑ چوک راولپنڈی
- ☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی
- ☆ مکتبہ غوثیہ سبزی منڈی کراچی
- ☆ قادری رضوی کتب خانہ لاہور
- ☆ مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ لاہور
- ☆ مسلم کتابوی گنج بخش روڈ لاہور
- ☆ زاویہ کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور
- ☆ نوری کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہو
- ☆ مکتبہ تنظیم المدارس جامعہ نظامیہ لاہور
- ☆ پروگریسو اردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور
- ☆ مکتبہ نوریہ رضویہ گنج بخش روڈ لاہور
- علمی پبلی کیشنز دربار مارکیٹ لاہور

کاروانِ اسلام پبلیکیشنز

جامعہ اسلامیہ لاہور ایچ سن ہاؤسنگ سوسائٹی (ٹھوکر نیاز بیگ) لاہور

0300-4407048-042-7580004/5300353-4

WWW.NAFSEISLAM.COM

انتساب

بحضور

مُربّیِ شش جہات حضرت عبداللّٰہ

و

محسنۂ کائنات حضرت آمنہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہما

جن کے دامن توسط سے کائنات کو عالم امکان کی سب سے بڑی نعمت نصیب ہوئی!

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

WWW.NAFSEISLAM.COM

تشکر و امتنان!

یا ارحم الراحمین، یا اکرم الاکرمین، یا ذا الفضل العظیم! یا خالق صاحب الجمال سید البشر! تیرا شکر و احسان ہے کہ تو نے اپنے بے پایاں لطف و کرم کے صدقے ـــ مجھ جیسے نالائق اور حقیر پُر تقصیر کو اپنے حبیب اقدس و اکمل، اکرم و اجمل، اطیب و اطہر اور طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر اور اعضائے مقدسہ کے حسن و جمال پر کچھ لکھنے کی توفیق بخشی ـــ!

اے خالق کون و مکان جس صاحب جود و کرم کے صدقے مجھے یہ توفیق نصیب ہوئی ہے اسی صاحب جمال و کمال کے طفیل میری اس حقیر سی کاوش کو اپنی بارگہِ جلالت مآب میں شرفِ قبول عطا فرما ـــ!

ربّ کریم! جن ساتھیوں اور دوستوں نے اس کارِ خیر میں میرے ساتھ کسی طرح بھی تعاون کیا ہے انہیں اپنی اور اپنے حبیب علیہ السلام کی بے پایاں شفقتوں سے نواز دے ـــ!

اللّٰھم تقبل منا بجاھک و بجاہ سید المرسلین

WWW.NAFSEISLAM.COM

سگِ بے ہنر

محمد خان قادری

جامعہ رحمانیہ، شادمان لاہور

فہرست مضامین!!

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۳	اھداء	
	پیش لفظ	
۲۵	ذکرِ حُسن و جمال کی حکمتیں	
۲۶	حُسن و جمالِ مصطفوی کو بے مثل ماننا تقاضائے ایمان ہے	۱ ۔
۴۰	ذکرِ حُسن و جمالِ مصطفوی سے داعیۂ محبت جنم لیتا ہے جو ایمان کی بنیاد ہے	۲ ۔
۴۲	دل علائق دنیا سے منقطع ہو کر آپ کا گرویدہ ہو جاتے	۳ ۔
۴۴	ذکرِ حُسن و جمالِ مصطفوی سے ہی پیدا شدہ محبت عظیم انقلاب کا سبب بنتی ہے	۴ ۔
۴۸	عظیم نعمت کے عطا ہونے پر شکریہ کے جذبات اُجاگر ہوتے ہیں	۵ ۔
۵۰	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن و جمال اور فضائل سے غفلت اور جہالت حرام ہے	۶ ۔
۵۱	ذکرِ حُسن و جمالِ مصطفوی ایمان کی علامت ہے	۷ ۔
۵۲	مرکزِ محبت و عشق کا علم ہوتا ہے ۔	۸ ۔
۵۴	تذکرۂ حُسن و جمالِ مصطفوی دل کو زندہ رکھنے کا ذریعہ ہے ۔	۹ ۔
۵۶	تذکرۂ حُسن و جمالِ مصطفوی تصورِ رسول کا ذریعہ ہے	۱۰ ۔
۶۰	آپ کے حُسن و جمال کا تذکرہ کرنے والا لوگوں کی محبت کا مرکز بن جاتا ہے	۱۱ ۔
۶۳	آپ کے حسن و جمال کا تذکرہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے	۱۲ ۔

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
٦٥	قرآن اور اعضاءِ نبوی	٢
"	چہرۂ اقدس	
"	چشمانِ مقدس	
٦٦	زبانِ اقدس	
"	زبان کی ضمانت	
٦٧	سینۂ اقدس	
"	قلبِ انور	
٦٨	پشتِ انور	
"	دستِ اقدس	
٦٩	اُمّی ہونے کی حکمت	
	قرآن اور حُسن و جمالِ نبوی	٣
٧٠	قرآن اور حُسن و جمالِ مصطفوی کا دلیلِ نبوت ہونا	
٧٢	فرمانِ نبوی سے تائید	
٧٣	دیدارِ نبوی اور حضرت عبداللہ بن سلام کا قبولِ اسلام	
٧٤	اللہ کی قسم اب واپس جانے کو جی نہیں چاہتا	
٧٥	یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری	
٧٦	یہ تو اللہ کے نبی ہیں	
"	یہ حسین و جمیل چہرے والا دھوکہ نہیں دے سکتا	
٧٧	آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری	

WWW.NAFSEISLAM.COM

نمبر شمار	مضامین	صفحہ

صحابہ اور حُسن و جمالِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۴	قدِ انور	۸۱
	قدِ انور کی جمال آفرینی	؍
	قدِ رعنا کی موزونیت	۸۲
	گلبنِ رحمت کی ڈالی	۸۴
	چلتے وقت دوسروں سے بلند نظر آتے	
	مجلس میں بلند نظر آتے	۸۶
	بلند نظر آنے کی حکمت	؍
	قامتِ مبارکہ کی معجزاتی کیفیت	۸۷
۵	اعتدالِ خلقت	۹۰
	شاہکارِ ربوبیت کا جسمانی تناسب	؍
۶	جسمِ اطہر کی رنگت	۹۴
	حُسنِ رنگت مصطفوی کی یکتائی	۹۷
	دُنیوی معیار	؍
	اُخروی معیار	؍
	مذکورہ روایات میں تطبیق	۹۹

WWW.NAFSEISLAM.COM

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۱۰۲	**حُسنِ مبارک**	۷
۱۰۲	حُسنِ مصطفوی صحابہ کی زبان	
۱۰۷	حُسنِ مصطفوی اور حلیمہ سعدیہؓ	
۱۰۸	حُسنِ یوسفی حُسنِ مصطفوی کا جُز ہے	
۱۱۰	سیدہ عائشہؓ کا قول مبارک	
۱۱۰	**وقار مبارک**	۸
۱۱۳	آپ کو آنکھ بھر کر نہیں دیکھا جا سکتا تھا	
۱۱۵	ہاتھ سے عصا گر پڑا	
۱۱۶	حضرت حسانؓ کا آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر زیارت کرنا	
۱۱۶	آپ کا سراپا کبار صحابہ سے کثرت سے کیوں مروی نہیں ؟	
۱۱۷	آپ کے اوصاف بیان کرنے پر حقیقۃً کوئی قادر ہی نہیں	
۱۱۹	**طبیعت مبارکہ**	
۱۱۹	طبیعت کی نرمی	
۱۲۰	شفقت و مہربانی	

WWW.NAFSEISLAM.COM

صفحہ	مضامین	نمبر شمار

طبیعت میں تواضع ۱۲۱
میں خشک گوشت کھانے والی غریب خاتون کا بیٹا ہوں ۱۲۲
میں بادشاہ نہیں ہوں بلکہ تم میں سے ایک ہوں ۱۲۳
آپ نے سامان خود اٹھا لیا ۱۲۳
خادم کے ساتھ کھانا ۱۲۴
دیوانی عورت اور عملِ نبویؐ ۱۲۴
غلاموں کے لیے چادرِ انور ۱۲۵
مجھے ساتھیوں سے ممتاز رہنا پسند نہیں ۱۲۶

۱۰ سرِ اقدس ۱۲۹

۱۱ موئے مبارک ۱۳۲
حسین زلفیں ۱۳۲
سیاہ زلفیں ۱۳۳
زلفوں کی سیاہی آج بھی نگاہوں میں ہے ۱۳۳
خمیدہ زلفیں ۱۳۴
دراز زلفیں ۱۳۶
مرویات میں تطبیق ۱۳۸
اہم نکتہ ۱۳۹
مانگ نکالنا ۱۴۰

WWW.NAFSEISLAM.COM

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۱۴۱	تیل لگانا	
۱۴۲	خوشبو کا استعمال	
〃	کنگھی کرنا	
۱۴۴	بالوں کے حقوق	
۱۴۵	آئینہ کا استعمال	
〃	آئینے میں تصویرِ محبوب	
۱۴۶	مبارک بالوں کا تقسیم فرمانا	
۱۴۷	حکمتِ تقسیم اور وجہ اختصاص ابو طلحہؓ	
۱۴۸	بوقت حجامت بالوں کے حصول کا عجیب منظر	
۱۴۹	ہمیں دولت کونین ملی	
۱۵۰	حضرت انسؓ کی وصیت	
〃	حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کی وصیت	
۱۵۱	بالوں کی برکت سے شفاء	
۱۵۲	موئے مبارک اور حصولِ فتح	
۱۵۳	ٹوپی کی فکر کیوں ؟	
۱۵۴	آپ کی اہلیہ ام تمیم کا ٹوپی لے کر حالتِ جنگ میں پہنچنا	
۱۵۵	آپ کے موئے مبارک کی بے ادبی کفر ہے	

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۱۵۷	پیشانی مبارک	۱۲
۱۵۹	حضرت عائشہ رضی کا زیارت پیشانی میں کھو جانا	
۱۶۰	بوسۂ پیشانی کی سعادت	
۱۶۲	گوش مبارک	۱۳
۱۶۳	پُر نور ستارے	
״	میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے	
۱۶۵	قلم اور سجدۂ چاند کی آواز کا سننا	
״	عذاب قبر کا سننا	
۱۶۶	یہ جہنم میں پتھر گرنے کی آواز تھی	
۱۶۷	حضرت جعفر طیار کا سلام	
״	درود شریف کا سننا	
۱۷۰	شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی نصیحت	
۱۷۲	ابرو مبارک	۱۴
״	دو ابرو قوس مثال دِسّن	
۱۷۳	ابرو نہایت باریک تھے	
۱۷۴	روایات میں تطبیق	

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	خمِ زلف بنی ساجد ہے محرابِ ابرو میں	۱۷۵
۱۵	چشمانِ مقدس	۱۷۷
	آنکھیں کشادہ اور سیاہ تھیں	۱۷۷
	آنکھیں موزونیت کے ساتھ بڑی تھیں	۱۷۸
	آنکھوں کی پتلی نہایت سیاہ تھی	۱۷۸
	سفید حصے میں سرخ ڈورے تھے	۱۷۹
	آنکھوں کا قدرتی سرمگیں ہونا	۱۷۹
	بیداری کے وقت تیل اور سرمہ لگا ہوتا تھا	۱۸۰
	حضرت سلیمان علیہ السلام اور چشمانِ مقدس	۱۸۱
	رب کی یاد میں آنکھوں کا آنسو بہانا	۱۸۱
	کمال درجہ شرم و حیا کی آئینہ دار آنکھیں	۱۸۲
	چشمانِ مقدس کی قوتِ بصارت	۱۸۳
	آگے کی طرح پیچھے دیکھنا	۱۸۳
	تاریکی میں دن کی طرح دیکھنا	۱۸۴
	بصارتِ موسوی کا حال	۱۸۶
	مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی آنکھیں	۱۸۷

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۱۸۹	**مقدس پلکیں**	
〃	پلکیں نہایت سیاہ اور لمبی تھیں	
۱۹۱	**گریہ مبارک**	۱۷
۱۹۱	سینۂ اقدس کا ہنڈیا کی طرح کھولنا	
۱۹۲	آنسوؤں کی برسات	
۱۹۳	اے مولا کیا تو نے وعدہ نہیں فرمایا	
۱۹۴	اے اللہ میری امت! میری امت	
۱۹۵	کیا میں شکر گذار بندہ نہ ہوں	
۱۹۷	بدر کی تمام رات روتے ہوئے بسر ہوئی	
〃	تلاوت بسم اللہ اور بیس دفعہ بے ہوش ہونا	
۱۹۸	پرنم آنکھیں، غمگین دل	
۱۹۹	آنسو اور حضرت عثمان بن مظعونؓ کا چہرہ	
〃	آنسوؤں سے داڑھی تر ہوگئی	
۲۰۰	رونے کی دعا	
۲۰۱	امت کو تعلیم گریہ	
۲۰۳	رونے والی آنکھ کے لیے سایۂ رحمت	
	دودھ جس طرح پستان میں واپس نہیں جا سکتا اسی طرح رونے والا	
۲۰۴	دوزخ میں نہیں جا سکتا	

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

نمبر شمار	مضامین	۲۱ صفحہ
	روزِ قیامت تین آنکھیں نہیں روئیں گی۔	۲۰۴
	بندے کے آنسو اور محبت الٰہی	۲۰۵
	آنسوؤں کا ایک قطرہ اور آگ کا سمندر	″
	خشیتِ الٰہی میں رونے والی آنکھ پہ دوزخ حرام ہو جاتی ہے	۲۰۶
۱۸	بینیِ مبارک	۲۰۹
۱۹	رُخسار مبارک	۲۱۱
	سفیدیٔ رُخسار	″
	رُخسار چمک دار تھے	″
	رُخسار میں اُبھار نہ تھا	۲۱۴
۲۰	دہن مبارک	۲۱۴
	ہر بات وحیٔ خدا	۲۱۵
۲۱	آواز مبارک	۲۱۷
	آپ نہایت خوش آواز تھے	″
	آپ کا مبارک لہجہ نہایت ہی خوبصورت تھا	۲۱۸
	میں نے آپ کی آواز سے حسین آواز نہیں سنی	۲۱۸
	آپ کی آواز میں بھاری پن تھا	۲۱۹

WWW.NAFSEISLAM.COM

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	ہر جگہ یکساں آواز	۲۲۰
	گھروں میں آواز	۲۲۱
	قبیلہ بنی غنم میں آواز	۲۲۲
۲۲	**خطبہ مبارک**	۲۲۳
	خطبہ لمبا نہیں ہوتا تھا	۶
	دورانِ خطبہ آپ کا چہرہ متغیر ہو جاتا	۲۲۴
	خطبہ کے اثرات	۲۲۵
	جنت و دوزخ کا مشاہدہ	۶
	آنسوؤں کی جھڑیاں	۲۲۶
	مجلس میں چیخ و پکار	۶
	منہ چھپا کے رونا	۲۲۷
	روتے روتے بیہوش ہو جانا	۲۲۸
	تین اوقات میں جنتی	۲۲۸
	منبر جھوم اٹھا	۲۲۹
۲۳	**لُعابِ دہن**	۲۳۰
	مبارک لعاب سے شفا پانا	۶
	اس کے دیگر اثرات	۲۳۱

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	زبان کی لکنت ختم ہو گئی	۲۳۱
	بینائی لوٹ آئی	۲۳۲
	آنکھ پہلے سے بھی خوبصورت ہو گئی	۲۳۳
	منہ سے خوشبو	"
	مدینہ میں سب سے میٹھا کنواں	۲۳۴
	خوشبودار کنواں	"
	یمن میں سب سے میٹھا کنواں	۲۳۵
	حیادار ہونا	"
	ترجمان القرآن کا درجہ	۲۳۶
	بھوک و پیاس کا ختم ہونا	۲۳۷
۲۴	**لب شیریں**	۲۳۸
	لباں سرخ آکھاں کہ لعل یمن	"
	لب ہائے نرم و نازک	۲۳۹
	قبر انور میں یادِ امت	"
۲۵	**گفتگو مبارک**	۲۴۰
	ٹھہر ٹھہر کر گفتگو	۲۴۱
	شہد سے میٹھی گفتگو	۲۴۳
	نور کے موتیوں کی جھڑی	۲۴۴

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۲۶	دندانِ مبارک	۲۴۶
	چِٹے دند موتی دیاں ہن لڑیاں	"
	دانتوں میں کمالِ حُسنِ ترتیب	۲۴۷
	نور کی جھڑی	۲۴۸
۲۷	تبسّم مبارک	۲۵۰
	رحمتِ خداوندی کی ایک جھلک	۲۵۱
	میرے رب تو میرے ساتھ مذاق فرما رہا ہے؟	۲۵۳
	مسکراہٹ کے وقت کیفیت	۲۵۴
۲۸	ریش مبارک	۲۵۶
	داڑھی مبارک میں سفید بال	۲۶۰
	سفید حصہ کون سا تھا	۲۶۱
	سفید بال بعض اوقات نظر نہ آتے	۲۶۲
	ریش مبارک اور ابو ایوب انصاری کا ادب	۲۶۴
۲۹	چہرۂ اقدس	۲۶۵
	قرآن اور چہرۂ انور کی قسم	"
	رُخِ انور کی سمت تبدیلی قبلہ	۲۶۹

WWW.NAFSEISLAM.COM

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	اے حبیب میرا قبلہ تیری ذات ہے	۲۷۰
	میرا مصحف تے قرآن وی، توں	۲۷۱
	چہرۂ مصطفوی جمالِ الٰہی کا آئینہ ہے	۲۷۴
	چہرۂ مصطفوی، حُسنِ بے مثال کا پیکرِ اتم	۲۷۶
	چہرۂ اقدس کا سراپا	۲۷۹
	چہرۂ مصطفوی کا چاند سے موازنہ	۲۸۱
	چہرۂ مصطفوی کی ضیاپاشیاں	۲۸۳
	چہرۂ اقدس کے انوار سے گم شدہ سوئی کا ملنا	۲۸۸
	حجرِ اسود کا چہرۂ اقدس کو بوسہ دینا	۲۸۹
۳۰	**گردن مبارک**	۲۹۰
	دراز گردن	"
	تراشی ہوئی مورتی	"
	چاندی کی صراحی	۲۹۲
۳۱	**دوش مبارک**	۲۹۳
	دوش مبارک بلند نظر آتے تھے	۲۹۴
	کاندھے یا چاندی کے ڈھلے	"
	چاند کی طرح سفید	۲۹۵
	عرش کے کنارے تک بلندی	۲۹۶

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
٣٢	پشت مبارک	٢٩٨
	پشت مبارک اور قرآن	〃
	چاندی کی ڈلی	٢٩٩
	پشتِ انور کی کشادگی	〃
٣٣	مُہرِ نبوّت	٣٠٠
	روایات میں تطبیق	٣٠٢
	مہرِ نبوت اور خوشبو	٣٠٣
	مہرِ نبوت کی جگہ	〃
	بائیں طرف ہونے کی حکمت	٣٠٤
	یہ کب سے تھی؟	٣٠٥
	اس پر کیا تحریر تھا؟	٣٠٦
	مہرِ نبوت کہنے کی وجہ؟	〃
	کیا یہ وصال کے وقت اٹھالی گئی تھی؟	〃
٣٤	بغل مبارک	٣٠٨
	سفید بغلیں	〃
	خوشبودار بغلیں	٣٠٩
	مبارک بغلوں کا رنگ متغیر نہ تھا	〃
	بے بال بغلیں	٣١٠

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۳۵	**بازو مقدس**	۳۱۱
	بازو لمبے تھے	"
	بازو نہایت چمکدار تھے	۳۱۲
	کلائیوں پر بال تھے	"
	بازوؤں کی کلائیاں لمبی تھیں	۳۱۳
۳۶	**دستِ اقدس**	۳۱۴
	انہوں نے اللہ کی بیعت کی	"
	یہ کنکریاں اللہ نے پھینکی ہیں	۳۱۵
	ریشم سے بڑھ کر نرم ہاتھ	"
	خوشبودار ہاتھ	۳۱۷
	بچوں کا امتیاز	۳۱۸
	ہاتھوں کی ٹھنڈک	۳۱۹
	میں اب بھی ٹھنڈک محسوس کرتا ہوں	۳۲۰
	صحابہ اور دستِ اقدس کا بوسہ	۳۲۲
۳۷	**مبارک ہتھیلیاں**	۳۲۳
	ہتھیلیاں پُر گوشت تھیں	"
	ہتھیلیاں کشادہ تھیں	۳۲۴

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۳۸	**مبارک انگلیاں**	
	انگلیاں لمبی تھیں	۳۲۴
	چاندی کی ڈلیاں	۳۲۴
	رحمت کی ندیاں	۳۲۵
	تیری انگلی اُٹھ گئی	"
	چاند جھک جاتا جدھر	۳۲۷
	سب سے سخی ہاتھ	"
	واہ کیا جود و کرم ہے	۳۲۸
	حاجت مند اور قرض	۳۲۹
	یہاں سے ہاتھ خالی پھر بھی جایا نہیں کرتے	"
	ہاتھ کا پانی میں ڈبونا	۳۳۱
	دستِ اقدس کی برکات	۳۳۲
	شرحِ صدر کی دولت	۳۳۴
	قوتِ حافظہ کا حصول	"
	دل کی دنیا بدل گئی	۳۳۵
	دل حبِ نبی کا گہوارہ بن گیا	۳۳۶
	چہرے کا آئینے کی مانند ہونا	۳۳۸
	ترو تازہ چہرہ	۳۳۹
	سر کے بالوں کا سیاہ رہنا	۳۴۰
		۳۴۱

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۳۹	**سینۂ اقدس**	۳۴۳
	سینۂ اقدس کی کشادگی	〃
	سینۂ اقدس میں فراز نہ تھا	۳۴۴
	سینہ اور بطن برابر تھے	〃
	اوپر والے حصہ پر بال تھے	۳۴۵
	اطرافِ سینہ پر بال نہ تھے	〃
	سینۂ اقدس کی سفیدی	۳۴۶
	سینۂ اقدس پر سِلنے کا نشان	۳۴۷
۴۰	**قلب انور**	۳۴۸
	قرآن اور قلبِ اطہر	〃
	قرآن اور شرحِ صدر	۳۵۰
	شرحِ صدر سے کیا مراد ہے	〃
	اضافہ " لک " کی اہمیت	۳۵۲
	قرآن اور قوتِ قلبِ نبوی	〃
	قرآن اور تصدیقِ قلبِ اقدس	۳۵۴
	قرآن اور رقتِ قلبِ نبوی	۳۵۵
	سب سے محبوب دل	〃
	قلبِ نبوی کا انتخاب	۳۵۶

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	اے جا نہیں سے بولن دی	۳۵۷
	قلبِ نبوی اور کینہ سے برأت	۳۵۸
	بیداریٔ قلبِ انور	۳۵۹
	قلبِ انبیاء اور مشاہدہ جمالِ حق	۳۶۰
	تجدیدِ وضو کی حاجت نہ تھی	۳۶۱
	قلبِ انور اور وسعتِ علمی	۳۶۲
	دستِ قدرت کا فیض	۳۶۳
	قلبِ انور کی آنکھیں اور کان	۳۶۵
	قلبِ انور اور جرأتِ نبوی	〃
۴۱	شکمِ مبارک	۳۶۶
	شکم اور سینہ کا برابر ہونا	〃
	شکم مبارک بڑھا ہوا نہیں تھا	۳۶۷
	سفید کاغذ کی طرح تہہ بہ تہہ	〃
	بالوں کی خوبصورت لکیر	۳۶۸
	اطرافِ شکم نہایت سفید تھیں	۳۶۹
	طرفِ بطن کا بوسہ	۳۷۰
	بطنِ مبارک کا بوسہ	۳۷۰
	وصال کے روزے	۳۷۲

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	ہر رات دیدار الٰہی آپ کی سیری کا باعث بنتا	۳۷۳
	آپ کے فاقہ کی کیفیت	″
	کھانا جَو کی روٹی	۳۷۶
	فقر اختیاری تھا	۳۷۸
	آپ سب سے غنی تھے	۳۷۹
	ائمہ امت کی تصریحات	۳۸۱
۴۲	**ناف مبارک**	۳۸۳
۴۳	**ران مبارک**	۳۸۴
۴۴	**زانوئے مقدس**	۳۸۶
۴۵	**مبارک پنڈلیاں**	۳۸۷
	پنڈلیاں باریک تھیں	″
	کھجور کے تازہ خوشے کی طرح	۳۸۸
	پنڈلیوں کی چمک دمک	۳۸۸
	پنڈلی کا بوسہ	۳۸۹
	پنڈلی کا بطور تبرک مس کرنا	۳۹۰
۴۶	**قدمین شریفین**	۳۹۱
	قدم مبارک بڑے تھے	″

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	پُر گوشت تھے	۳۹۲
	مرقعِ حُسنِ بیمثال	״
	انگلیاں لمبی تھیں	۳۹۳
	پاؤں کے تلوے	۳۹۴
	روایات میں تطبیق	۳۹۵
	قدموں کا ظاہر ہموار تھا	۳۹۶
	پاؤں کی ٹھنڈک	۳۹۷
	میں آج بھی ہاتھوں میں ٹھنڈک محسوس کرتا ہوں	״
۴۷	**ایڑیاں مبارک**	۳۹۸
	حبیب و خلیل کا مقام	۴۰۰
	پتھر اور نشانِ قدمِ حبیب	״
	برکاتِ قدمین شریفین	۴۰۲
	تمام روئے زمین کا مسجد ہونا	״
	قدمین شریفین اور ریاض الجنۃ	۴۰۳
	منبر کا حوض کوثر پر ہونا	״
	یثرب سے دار الشفا	״
	پاؤں کی ٹھوکر سے چشمہ کا جاری ہونا	۴۰۵
	آیت مذکورہ اور مفسّرین	

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	ایک نہایت ہی عمدہ تفسیر	۴۰۹
	پہاڑوں کا خوشی سے جھومنا	۴۱۰
	ٹھوکر سے سواریوں کا تیز رفتار ہونا	۴۱۱
	قدمین شریفین کا بوسہ	۴۱۲
۴۸	نزاکتِ جسمِ نبوی	۴۱۶
	جسم تر و تازہ شاخ کی طرح تھا	۴۱۷
	آپ کی جلد سب سے خوبصورت تھی	۴۱۷
	پھولوں سے نازک بدن اور بان کی چارپائی	〃
۴۹	نظافتِ جسمِ نبوی	۴۲۰
	اہتمامِ نظافت	۴۲۱
	نظافت سے ہماری بے اعتنائی	〃
۵۰	جسمِ اطہر کی خوشبو	۴۲۲
	حلیمہ کے دیس میں خوشبوؤں کی بارات	۴۲۳
	حضرت ابوطالب اور جسمِ نبوی کی خوشبو	〃
	رہ گئی ساری زمیں عنبر سارا ہو کر	۴۲۶
	یہ خوشبو آپ کے جسم کا حصہ تھی	۴۲۷
	کیا آپ کے جسمِ اطہر میں خوشبو واقعۂ معراج کے بعد پیدا ہوئی؟	۴۲۹
	مذکورہ روایت کا مفہوم	۴۳۰

WWW.NAFSEISLAM.COM

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۴۳۲	یہ خوشبو بعد از وصال بھی قائم رہی	
۴۳۴	اب تک مہک رہے ہیں مدینے کے راستے	
	خاکِ طیبہ از دو عالم خوشتر است	
۴۳۸	جسمِ اطہر کے پسینے کی خوشبو	
۴۳۹	آپ کا پسینہ ہر خوشبو سے بڑھ کر خوشبودار تھا	
۴۴۰	مبارک پسینہ بطور خوشبو استعمال کیا جانا	
۴۴۱	محبوب کے پسینے سے کفن معطر کرنے کی حسین خواہش	
۴۴۲	خوشبو والوں کا گھر	
۴۴۳	پسینہ کی خوشبو نسل دَر نسل	
۴۴۴	خونِ اقدس میں خوشبو	
〃	خونِ اقدس شہد سے میٹھا تھا	
۴۴۵	وصال کے وقت تک منہ سے خوشبو آتی رہی	
〃	جسم سے مَس ہونے والی شی میں خوشبو پیدا ہو جاتی	
	کوئی خوشبو صحابی کے جسم کی خوشبو کا مقابلہ نہ کر پاتی	
۴۴۸	کنواں خوشبو سے مہک اٹھا	
〃	خون کی برکت سے جہنم سے آزادی	
۴۵۰	جنتی کی زیارت	
۴۵۱	مختلف جواب ارشاد فرمانے کی حکمت	

WWW.NAFSEISLAM.COM

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۵۱	جسمِ نبوی اور سایہ	۲۵۲
	غلبۂ نور کی وجہ سے بشریت بھی بے سایہ تھی	۲۵۵
۵۲	جسمِ اطہر کی لطافت	۲۵۷
	انبیاء کے مقدس اجسام کی لطافت	۲۵۸
	اولیاءِ کرام کے وجود بمنزلہ ارواح ہوتے ہیں	۲۶۰
	سایہ نہ ہونے کی حکمت	۲۶۱
	کسی شخص کا پاؤں نہ آجائے	"
	آپ کے جسمِ اطہر سے بڑھ کر کوئی شی لطیف نہیں	۲۶۴
	زمین کے ناپاک حصہ پر نہ آجائے	"
	کسی کافر کا پاؤں نہ آجائے	۲۶۵
	سایہ نہ ہونے پر ائمہ امت کے اقوال	"
	فضائل میں حدیثِ ضعیف کا معتبر ہونا	
	سایہ کا نہ ہونا حدیثِ متصل سے ثابت ہے	
	عدمِ سایہ پر حدیثِ مرفوع موجود ہے	
	عدمِ سایہ تواتر سے ثابت ہے۔	
	ظنی مسئلہ کے لیے دلیلِ ظنی کافی ہوتی ہے	
۵۳	جسمِ نبوی اور فضلاتِ مبارکہ	۲۷۲
	فضلات زمین نگل جاتی اور وہاں سے خوشبو آتی	۲۷۳

Nafseislam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۴۷۳	کچھ روایت کے بارے میں	
۴۷۶	آپ کی خصوصیت	
۴۷۷	صحابہ اور فضلات آقا کا ادب	
۴۷۸	بول مبارک بطور تبرک استعمال کیا جاتا	
۴۷۹	فضلاتِ مبارک کی طہارت اور علماء اسلام کی تصریحات	
۴۸۲	ایک مغالطے کا ازالہ	
۴۸۳	اہم نوٹ	
۴۸۵	مراجع و ماخذ	

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

اپریل ۱۹۸۷ء سے ادارہ منہاج القرآن نے محترم رانا جاوید القادری مرکزی ناظم نشر و اشاعت کی زیرِ ادارت ماہنامہ منہاج القرآن کا اجرا کیا۔ اس ماہنامے میں دیگر عنوانات کے علاوہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت و سیرتِ طیبہ پر "اسوۂ حسنہ" کے نام سے ایک مستقل عنوان بھی قائم کیا گیا۔ ادارہ اور ماہنامہ کی انتظامیہ نے غور و فکر کے بعد اس مستقل موضوع کو نبھانے کی ذمہ داری اس عاجز کے ناتواں کندھوں پر ڈال دی۔ علم و عمل کی کمی اور دیگر اہم مصروفیات نے ابتداءً معذرت کی راہ سجھائی لیکن معاً اس ذاتِ اقدس و اکرم کی شفقتوں اور دستگیریوں کا خیال آگیا جو اس کالم کا موضوع تھی۔ چنانچہ ربِ کائنات اور محسنِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توجہات اور عنایات کے بھروسے پر سعادت سمجھتے ہوئے اِس مقدس ذمہ داری کو قبول کر لیا۔ چار سال تک ہر ماہ اس کی بھرپور قسط لکھتا رہا۔ ہوا یوں کہ اس کے بعد صورت و سیرتِ نبوی پر پڑھنا، اس موضوع سے متعلقہ کتب و مسودات کا حصول میری زندگی کا سب سے اہم مشغلہ بن گیا۔ ہر رات دیگر ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ سونے سے پہلے اس موضوع پر کسی نہ کسی کتاب کا مطالعہ ضرور کرتا اور اہم حوالہ جات فائل میں محفوظ بھی کر لیتا ــــــ چونکہ اس ابتدائی کام کو ہم نے دو حصوں میں تقسیم کیا پہلے حصے میں اس حُسنِ مجسّم کے مقدس سراپا کا مجموعی تاثر بیان کرنے کا فیصلہ کیا اور دوسرے حصے میں آپ کے ہر ہر عضو کی ساخت اور حُسن و جمال کے بارے میں صحابہ کرام کے دل نشین تذکروں کو جمع کرنے کا ارادہ کیا۔ لہٰذا میں نے دونوں موضوعات پر مواد جمع کرنا شروع کر دیا۔ جو مواد پہلے حصہ سے متعلق تھا وہ تقریباً عرصہ چار سال میں مجلہ

کے ذریعے قارئین کی نذر کیا۔ بحمداللہ تعالیٰ میری اس عاجزانہ کاوش کو بے حد شرفِ قبول نصیب ہوا۔ قارئین نے اس روح پرور اور ایمان افروز موضوع کو ماہنامہ کی جان قرار دیا۔ اس پہ اس وقت مجلّہ کے بارے میں آنے والے خطوط شاہد ہیں۔ یہی وہ مواد تھا جسے بعد میں ادارہ نے "پیکرِ جمال" اور عشقِ رسول استحکامِ ایمان کا واحد ذریعہ' کے نام سے شائع کیا۔ اس دوسری کتاب میں محترم پروفیسر علی اکبر قادری کے کچھ اضافات بھی ہیں۔ دوسرے حصّہ پر میں نے کام جاری رکھا۔ اگرچہ اس حصّہ میں میرا موضوع آپ کے اعضائے شریفہ کے حُسن وجمال پر مواد جمع کرنا تھا مگر مطالعہ کے دوران ان موضوعات پر بھی مجھے مواد ملا جو میں نے الگ الگ فائلوں میں محفوظ کیا ہوا ہے: ۱۔ صحابہ اور دیدارِ نبوی ۲۔ صحابہ اور آدابِ نبوی ۳۔ صحابہ کی وصیتیں ۴۔ صحابہ اور محافل نعت ۵۔ صحابہ اور اہلِ بیتِ نبوی ۶۔ صحابہ اور حفاظتِ آثارِ رسول ۷۔ صحابہ کے پرلطف معمولات۔ جو انشاءاللہ اپنے موقعہ پر شائع ہوگا۔ اس سیرتِ نبویہ کے مطالعہ کا ہی فیض تھا کہ مجھے ادارہ کے "تاحیات سربراہ" سے اصولی اختلافات کی بنا پر ادارہ سے الگ ہونا پڑا۔ اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان ہے کہ میں نے بلا خوف لومۃ لائم اور تمام مفادات سے بالاتر ہو کر حضور علیہ السلام کی تعلیمات کی روشنی میں یہ فیصلہ کیا۔ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ کسی دباؤ یا لالچ و مفاد کی بنا پہ جدائی اختیار کی گئی ہے تو اس کے جواب میں یہی کہا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس فیصلے کی صحت اور حقانیت واضح تر ہوتی جارہی ہے۔ باقی علیحدگی ایک شخص سے ہے مشن سے نہیں کیونکہ عشقِ رسول، اتحادِ امت اور غلبہ دینِ حق کی بحالی آج بھی میری منزل ہے۔ بحمداللہ تعالیٰ میں نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اس مشن کے ساتھ جوجینے مرنے کا عہد کر رکھا ہے اس پر اس کی توفیق سے قائم ہوں۔

علیحدگی کے بعد خیال تھا کہ اب دوسرے حصّے کو جلد شائع کیا جائے مگر جملہ احباب بالخصوص الحاج لطیف احمد چشتی کا مونکی کی خواہش پہ عالمِ عرب کے معروف فاضل شیخ

محمد علوی مالکی کی شہرۂ آفاق کتاب " شفاء الفواد بزیارۃ خیر العباد " کا ترجمہ مکمل کیا جو " درِ رسول کی حاضری " کے نام سے شائع بھی ہو چکا ہے۔ اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے میری اس معمولی سی کوشش کو شرفِ قبولیت بخشا اور اس کے صدقہ میں مجھے اس سال بھی میرے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کی حاضری اور حج بیت اللہ کی سعادت عطا فرمائی۔ اور یہ پہلا موقعہ تھا کہ اس سفر میں جامعہ مسجد رحمانیہ کی منتظمہ کے اکثر ساتھی شریکِ سفر تھے۔ ان احباب کے نام یہ ہیں: الحاج خورشید حسین بٹ، الحاج شوکت علی، الحاج عبد السلام بٹ، الحاج محمد اسلم، الحاج خواجہ عبد الجلیل، الحاج سہیل اقبال اور ان کے چچازاد بھائی الحاج ثاقب آفتاب، الحاج غلام محی الدین۔

اس سفر کا ایک اہم فائدہ یہ ہوا کہ متعلقہ موضوع پر جو کتب میرے پاس نہیں تھیں وہ میں نے اس سفر میں حاصل کیں۔ الحمد للہ آج میرے کام کا دوسرا جزء مکمل ہو رہا ہے۔ اس پر میں اللہ رب العزت اور اس کے حبیب علیہ السلام کی بارگاہ میں سراپا تشکر و امتنان ہوں کہ ان کے فضل و احسان سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

یاد رہے اس موضوع پر بیشتر کام عربی زبان میں ہوا ہے۔ جبکہ کچھ علماء نے اردو میں بھی کام کیا ہے اور خوب محنت کے ساتھ اس موضوع کو نبھایا مگر اس کام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر اور اعضاءِ شریفہ کے معجزاتی اور برکاتی پہلو کا تذکرہ غالب ہے کیونکہ وہ تقاضائے وقت تھا جبکہ ساخت اور حسن و جمال پر توجہ کم رہی۔ زیرِ نظر کتاب میں کوشش کی گئی ہے کہ آپ کے جسمِ اطہر اور مقدس اعضاء کے حسنِ تناسب، ساخت اور جمال کا تذکرہ نمایاں طور پر کیا جائے جبکہ ساتھ ہی ان کے برکاتی اور معجزاتی پہلو کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس معمولی کاوش کا ایک نمایاں پہلو یہ بھی ہے کہ یہ تمام مواد ان مبارک ہستیوں کے حوالے سے ہے جنہوں نے حسن و جمالِ نبوی کا سر کی آنکھوں سے مشاہدہ کیا یعنی یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین۔ اس کتاب میں جو حسن و خوبی ہے وہ اللہ رب العزت

WWW.NAFSEISLAM.COM

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لطف و کرم اور ہمارے اسلاف کا کارنامہ ہے اور اس میں جو کمی و کوتاہی ہے وہ اس حقیر کے ذمے ہے۔

میں ان تمام احباب کا شکر گزار ہوں جنہوں نے ہر موڑ پر میرے ساتھ تعاون کیا۔ خصوصاً عزیز محترم الحاج سہیل اقبال زید عمرہ جو اپنے دل میں خدمتِ دین کی سچی لگن اور تڑپ رکھتے ہیں۔ اپنی استطاعت کے مطابق ہمیشہ دینی امور اور خدمتِ خلق کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ ان کا یہ قابلِ قدر کردار معاشرے کے ہر نوجوان کے لئے قابلِ تقلید مثال ہے۔ محترم محمد خلیل الرحمٰن قادری اور رانا جاوید مجید قادری ایڈووکیٹ کا صمیم قلب سے مشکور ہوں کہ انہوں نے ہر مرحلہ پر اپنے بہترین مشوروں سے نوازا، پروف ریڈنگ پر پروفیسر عفور احمد چشتی، پروفیسر حافظ ذوالفقار دستگیری، کتابت پر سید قمر الحسن ضیغم قادری، ان کے پاس مسودہ لیجانے، لانے میں رفیع الدین احمد ثاقب آفتاب اور الحاج بشیر احمد قادری کا شکر گزار ہوں کہ ان تمام نے نہایت محنت اور لگن سے اس کام کو نبھایا۔

قارئین کرام سے گذارش ہے کہ وہ دعا کریں اللہ تعالیٰ مذکورہ دیگر موضوعات پر بھی تکمیل کی توفیق بخشے۔

دعا جو

محمد خان قادری

جامعہ رحمانیہ شادمان، لاہور

یکم ربیع الاول ۱۴۱۳ھ

۳۱ اگست ۱۹۹۲ء

WWW.NAFSEISLAM.COM

نور علیٰ نور

یہدی اللہ لنورہ من یشاء

یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ

شَاہِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا ۝

وَ

دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذۡنِہٖ

وَ

سِرَاجًا مُّنِیۡرًا (الاحزاب)

WWW.NAFSEISLAM.COM

ذکرِ حسن و جمال کی حکمتیں

یہ اَمر متفق علیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوق سے حسین و جمیل بنایا۔ سیرتِ طیبہ کے ساتھ ساتھ آپ کی صورتِ مبارکہ کو وہ حسن و جمال بخشا جس کی مثال اس کائنات میں ممکن نہیں۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں وہ تمام برگزیدہ انبیاء و رسل علیہم السلام جو راہِ حق سے ہٹے ہوئے لوگوں کی رشد و ہدایت پر مامور ہوتے رہے، حسنِ صورت اور حسنِ سیرت کا حسین امتزاج تھے۔ یہ وہ افراد تھے جن کا مقصدِ بعثت اور نصب العین ہر دَور میں گمراہی و ضلالت کے اندھیروں میں بھٹکنے والے انسانوں کو نورِ ہدایت سے حق و راستی کی جانب رہنمائی کرنا تھا، اس لیے ان کے باطن کے ساتھ ساتھ ان کے ظاہر کو بھی ہمیشہ پُرکشش اور جاذب نظر بنایا تاکہ لوگوں کی طبیعتیں ازخود ان کی طرف راغب و مانوس ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ کسی نبی اور رسول میں کوئی ایسا ظاہری یا باطنی عیب نہیں ہوتا جس کی وجہ سے لوگ اس سے دور رہیں۔ اگر مخلوق کے تمام ظاہری و باطنی محاسن و کمالات کو ایک وجود میں جمع کر دیا جائے اور شخصی حسن و جمال کے تمام مظاہر جو جہانِ آب و گل میں ہر سو منتشر دکھائی دیتے ہیں ایک پیکر میں اس طرح یکجا دکھائی دیں کہ اس سے بہتر ترکیب و تشکیل ناممکن ہو تو وہ حسن و جمال کا پیکر وجودِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس بزمِ ہستی میں آپ ہی کی وہ شخصیت ہے جس میں حسنِ صورت اور حسنِ سیرت کے تمام کمالات و محامد بدرجۂ اتم سمو دیے گئے۔ عالمِ انسانیت میں سرورِ کائنات فخرِ موجودات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت عبدِ کامل ظاہری و باطنی حسن و جمال کے اس مرتبۂ کمال پر فائز ہیں جہاں سے ہر حسین کو حسن کی اور ہر جمیل کو جمال کی خیرات نصیب ہو رہی ہے۔

ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بو　　آں کہ از خاکش بروید آرزو
یا ز نورِ مصطفٰے او را بہاست　　یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفٰے است

حسن و جمال کے سب نقش و نگار آپ کی صورتِ اقدس میں بدرجۂ اتم اس خوبی سے جمع کر دیے گئے ہیں کہ ازل تا ابد اس خاکدانِ ہستی میں ایسی مثال ملنا ناممکنات میں سے ہے۔ گویا تخلیقِ اُلوہیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ شاہکارِ ربوبیت قرار پائے جسے دیکھ کر دل و نگاہ پکار اٹھتے ہیں،

زفرق تا قدمش ہر کجا کہ می نگرم　　کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجا است

حضرت حسّان رضی اللہ عنہ نے مسجدِ نبوی میں کھڑے ہو کر یہی بات یوں کہی تھی:

واحسن منك لم ترقط عيني　　واجمل منك لم تلد النساء

(آپ جیسا حسین کسی آنکھ نے دیکھا ہی نہیں (دیکھتی کہاں) آپ جیسا جمیل کسی ماں نے جنا ہی نہیں)

خلقت مبرأ من كل عيب　　كانك قد خلقت كما تشاء

(آپ کو ہر ظاہری و باطنی عیب سے پاک پیدا کیا گیا گویا آپ کو آپ کی مرضی و منشاء کے مطابق پیدا فرمایا گیا)

ہم یہاں آگے بڑھنے سے پہلے آپ کے حسن و جمال کے ذکر کی حکمتوں کا تذکرہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

۱۔ حسن و جمالِ مصطفوی کو بے مثل ماننا تقاضائے ایمان ہے

قرآن کریم کی ان تصریحات کے پیش نظر ائمہ امت اور فقہائے کرام نے ایمانیات کے باب میں بیان کیا ہے کہ کسی شخص کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک وہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو باعتبار صورت و سیرت روئے زمین پہ ابدالآباد

تک پیدا ہونے والے تمام انسانوں سے افضل و اکمل تسلیم نہ کر لے۔ اور جو چیز ایمان کا مرکز ہے، اس کے بیان سے ایمان کو جلا نصیب ہوتی ہے۔

۱۔ امام المحدثین حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں:

من تمام الایمان به اعتقاد انه لم یجتمع آدمی من المحاسن الظاهرة الدالة علی محاسنه الباطنة ما اجتمع فی بدنه علیه السلام [1]

کسی شخص کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک وہ یہ اعتقاد نہ رکھے کہ بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود گرامی میں ظاہری اور باطنی کمالات ہر شخص سے بڑھ کر ہیں اور اس خوبی کے ساتھ ودیعت کر دیے گئے ہیں کہ ظاہری اوصاف کا جلال و کمال عظمتِ باطن کا آئینہ دار ہو گیا ہے۔

۲۔ امام شہاب الدین احمد القسطلانی فرماتے ہیں:

اعلم ان من تمام الایمان به صلی الله علیه وسلم الایمان بان الله تعالیٰ جعل خلق بدنه الشریف علی وجه لم یظهر قبله ولا بعده خلق آدمی مثله صلی الله علیه وسلم [2]

یہ بات قطعی ہے کہ تکمیل ایمان کے لیے یہ اعتقاد ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود اطہر سے بڑھ کر آپ سے پہلے اور آپ کے بعد اللہ رب العزت نے کسی کو حسین نہیں بنایا۔

۳۔ مشہور محدث امام عبدالرؤف المناوی یوں رقمطراز ہیں:

وقد صرحوا بان کمال

تمام علماء نے تصریح کی ہے کہ اس

---

[1] جمع الوسائل شرح الشمائل، ۱: ۹

[2] المواهب اللدنیه، ۱: ۲۶۸

الایمان اعتقاد انه لم یجتمع	وقت تک کسی انسان کا ایمان مکمل
فی بدن الانسان فی المحاسن	نہیں ہو سکتا جب تک وہ یہ اعتقاد
الظاهرة ما اجتمع فی بدنه[1]	نہ رکھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود

اقدس میں پائے جانے والے محاسن کسی دوسرے میں نہیں ۔

دوسرے مقام پر امام مناوی رح لکھتے ہیں :

من تمام الایمان به علیه	تکمیل ایمان کے لیے اس بات کا ماننا
الصلوة والسلام الایمان	ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ
به بانه سبحانه خلق	کا جسدِ اطہر حسن و جمال میں بے نظیر و
جسده علی وجه لم یظهر	بے مثال بنایا ہے ۔
قبله ولا بعده[2]	

۴۔ علامہ شیخ ابراہیم بیجوری اس بات کی تصریح یوں کرتے ہیں :

مما یتعین علی کل مکلف	امت مسلمہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ
ان یعتقد ان الله سبحانه	ہر انسان حضور علیہ الصلوۃ والسلام
تعالیٰ اوجد خلق بدنه	کے بارے میں یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ
صلی الله علیه وسلم	تعالیٰ نے آپ کے وجود اقدس کو اس
علی وجه لم یوجد قبله	طرح تخلیق فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ
ولا بعده مثله[3]	وسلم سے پہلے اور آپ کے بعد کوئی
	بھی آپ کا مثل نہیں ۔

۵۔ حافظ ابن حجر مکی کے الفاظ ملاحظہ ہوں :

---

[1] شرح الشمائل للمناوی برحاشیہ جمع الوسائل ۱: ۱۸

[2] فیض القدیر شرح جامع الصغیر ۵: ۷۲   [3] المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ ۱۳، ۱۴

nafseislam
WWW.NAFSEISLAM.COM

انه يجب عليك ان تعتقد ان من تمام الايمان به عليه الصلوة والسلام بان الله تعالىٰ اوجد خلق بدنه الشريف على وجه لم يظهر قبله ولا بعده فى آدمى مثله صلى الله عليه وسلم۔[1]

ہر مسلمان کو اس بات سے آگاہ رہنا چاہیے کہ ایمان کی تکمیل کے لیے اس بات پر ایمان لانا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بدنِ خیر البشر اس طرح پیدا فرمایا ہے کہ اس کی نظیر آپ سے پہلے اور بعد میں ممکن نہیں۔

۶۔ شیخ احمد عبد الجواد الدومی شرح شمائل میں لکھتے ہیں:

ومن تمام الايمان ان نعلم ان الصورة الظاهرة لنبينا محمد صلى الله عليه وسلم والصورة الباطنة له من اشرف الصور واحسنها واجلاها[2]

اس بات پر یقین رکھنا ایمانیات میں سے ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ظاہری و باطنی صورت میں تمام صورِ کائنات سے اعلیٰ اور صاحبِ حسن و کمال ہیں۔

جو لوگ آپ کے حسن و جمال کے تذکرے پر مشتمل محافل کو بدعت کہتے ہیں وہ ان تصریحات پر ضرور غور کریں۔ اسی تقاضائے ایمان کو پورا کرنے کے لیے اہلِ محبت اپنی تمام زندگی آپ کے حسن و جمال کے تذکرے کے لیے وقف کر کے اپنے ایمان کی تازگی اور جلا کا سرمایہ بناتے ہیں اسی عشق و محبت کی آگ اپنے اور لوگوں کے سینوں میں بھڑکا کر معاشرے میں ایسے دیوانے پیدا کرتے ہیں جن کی ایک ٹھوکر سے دنیا میں انقلاب آجاتا

---

[1] جواہر البحار ۲: ۷۹

[2] الاتحافات الربانیہ شرح الشمائل المحمدیہ : ۲۷

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہے۔ تمام عمر حسن و جمالِ نبوی کے نغمے الاپتے ہوئے کہتے ہیں:

نہ حُسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں

۲۔ ذکرِ حُسن و جمالِ مصطفویٰ سے داعیۂ محبّت جنم لیتا ہے جو ایمان کی بنیاد ہے

یہ بات مسلّم ہے کہ دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا داعیہ پیدا کیے بغیر انسانی اعمال و افعال کی اصلاح کی کوشش نتیجہ خیز نہیں ہو سکتی۔ داعیۂ محبت کے بغیر اصلاحِ عمل کا ہر قدم ریاکاری اور منافقت پر محمول ہوگا۔ اطاعت و اتباع وہی مقبول و محبوب ہے جس کی بنیاد فقط محبت ہو۔

محبت کامل اطاعت و اتباع کی مقتضی ہے جب تک کسی کے قلب و باطن میں حضور علیہ السلام کی ذات اقدس سے محبت بدرجہ اتم جاگزیں نہ ہوگی نہ اطاعت کی روح پیدا ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس میں وہ لذت اور چاشنی آ سکتی ہے جو ایمان کو کمال تک پہنچانے کے لیے لازم و لابدی ہے۔

بدیں سبب حقیقی اور کامل ایمان اسی صورت میں ممکن ہے جب حضور علیہ السلام کی صورت و سیرت کے ہر پہلو اور ہر ہر گوشے سے رشتہ محبت اتنا مستحکم اور مضبوط تر ہو کہ بندۂ مومن کے ہر عمل پر اس کی چھاپ نمایاں نظر آئے۔

شیخ ناصر الدین البانی نے ان الفاظ میں اسی بات کی تصریح کی ہے:

انی اعتقد ان کل مسلم صادق	میرا عقیدہ ہے کہ ہر مخلص مسلمان کے
فی اسلامہ لابد لہ من	لیے ضروری ہے کہ کتاب و سنت کے
ان یتعرف علی جملة طیبة	دلائل اور ان میں صحیح نظر و فکر کے ساتھ
من المکارم التی اکرم اللّٰہ	اسے تمام پاکیزہ مکارم کا علم ہو جن سے

بها نبيه والفضائل التى
فضله بها على العالمين
من الجن والانس اجمعين
بل والملائكة المقربين
بادلة ثابتة فى الكتاب و
السنة والنظر السليم فيما
والاستنباط منهما فان
ذلك مما يزيده بلا شك
ايمانا وحبا مخلصا للنبى
صلى الله عليه وسلم
هذا الحب الذى هو شرط
اساسى ان يستقر فى قلب
المؤمن مقرونا بحب الله
تعالى الذى تفضل بارساله
الينا وامتن وله المنة
بذلك علينا فقال تبارك و
تعالى هو الذى بعث فى
الاميين رسولا (الاية) [1]

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو
نوازا ہے اور ان فضائل سے آگاہ ہو
جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ
کو تمام جہان جن و انس بلکہ تمام مقرب
فرشتوں پر فضیلت بخشی ہے۔ کیونکہ
یہ آگاہی یقیناً انسان کے لیے آپ
صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور آپ کے
ساتھ محبت میں حسن اخلاص کا ذریعہ ہے
اور محبت کے بارے میں بنیادی شرط
ہے کہ وہ مومن کے دل میں اس طرح
راسخ ہو جائے کہ اس کے ساتھ اللہ
تعالیٰ کی محبت متصل ہو اس بنا پر کہ
اس ذات نے آپ کو فضیلت بخشی اور
ہم میں مبعوث فرما کر احسان فرمایا اسی
کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے:
هو الذى بعث
فى الاميين
رسولا۔

شیخ عبداللہ سراج الدین شامی رقمطراز ہیں:

وذلك لينال مقام محبته

ان محاسن کا جاننا اسی لیے ضروری ہے

---

[1] بدایۃ السول فی تفضیل الرسول ۴۱

WWW.NAFSEISLAM.COM

الصادقة لان المعرفة	تاکہ محبتِ صادقہ نصیب ہو۔ کیونکہ
سبب المحبة فكلما زادت	محاسن کی معرفت محبت کا سبب ہے۔
المعرفة بمحاسن المحبوب	اور جیسے جیسے محبوب کے محاسن سے
زادت المحبة له [1]	انسان آگاہ ہوتا ہے اس کے ساتھ
	محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

۳۔ دِل علائقِ دُنیا سے منقطع ہو کر آپ کی ذاتِ گرامی کا گرویدہ ہو جائے

بیانِ حسن و جمال کا مقصد یہ بھی ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں کے دل مذموم دنیوی اغراض و مفادات کی آماجگاہ بننے کے بجائے محبتِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مصدر و مہبط بن جائیں اور دنیائے ناپائیدار کی محبت کا اسیر ہونے کے بجائے دل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت کا گہوارہ بن جائیں۔ کیونکہ جب اس حسین کامل کے جلوے کسی بندے کے قلب و باطن میں سرائیت کر جائیں گے تو پھر اس کا محبوبِ نظر سوائے ذاتِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نہ ہوگا۔ آپ کے جلوۂ حسن کے بعد نگاہوں میں کسی دنیاوی محبوب کی وقعت پرِ کاہ کے برابر بھی نہیں رہے گی۔ اب اس کی تلاش و جستجو کا مرکز و محور شب و روز فقط ایک ہی ذات ہوگی یعنی محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم!

حقیقت یہی ہے کہ جب محبوبِ حق سے ایک بار محبت کا قلبی تعلق استوار ہو جاتا ہے تو پھر دنیا کے ہر حسن سے ہٹ کر نظریں صرف ایک ہی سمت مرکوز ہو جاتی ہیں۔

---

[1] سیدنا محمد رسول اللہ، ۷

اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف ایک لشکر بھیجا۔ وہ لشکر یمامہ کے سربراہ ثمامہ بن ثلال کو گرفتار کر کے لایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے ستون کے ساتھ باندھنے کا حکم دیا تین دن تک وہ شخص وہاں بندھا رہا۔ روزانہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے گفتگو فرماتے بالآخر تیسرے دن آپ نے اسے کھول دینے کا حکم صادر فرمایا سیدنا ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے اسے کھول دیا تو وہ مسجد نبوی کے قریب ایک باغ تھا، وہاں چلا گیا غسل کیا اور فی الفور واپس آکر آپ کے دست اقدس پر یہ کہتے ہوئے اسلام قبول کرلیا:

یامحمد واللہ ما کان علی وجہ الارض وجہ ابغض الیّ من وجھک فقد اصبح وجھک احب الوجوہ کلھا واللہ ما کان من دین ابغض الیّ من دینک فاصبح دینک احب الدین کلہ الیّ و واللہ ما کان من بلد ابغض الیّ من بلدک فاصبح بلدک احب البلاد کلھا الیّ [1]	یارسول اللہ ! اللہ کی قسم اس روئے زمین پر آپ کے چہرے سے بڑھ کر کوئی شی ناپسند نہ تھی مگر زیارت کے بعد اب آپ کے چہرۂ اقدس سے بڑھ کر مجھے کوئی شے محبوب نہیں۔ اللہ کی قسم آپ کا دین میرے ہاں سب سے زیادہ مبغوض تھا لیکن اب تمام ادیان سے پسندیدہ ہے۔ اللہ کی قسم آپ کے شہر سے بڑھ کر کوئی شہر ناپسند نہ تھا مگر اب یہ شہر مدینہ تمام شہروں سے محبوب تر ہے۔

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح ، ۳۴۵

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہاتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ جب اس نے رخ انور سے پھوٹنے والی نورانی شعاعوں کو دیکھا تو پکار اٹھا۔

انك اليوم احب والمذى	اے آقا مجھے آپ والدین حتی کہ
ومن عينى ومنى دانى	خود اپنی جان و ذات سے بھی زیادہ
لاحبك بداخلى وخارجى	محبوب ہیں بلکہ میرے اندر ظاہرو باطن
وسرى وعلانيتى [1]	میں آپ ہی کی محبت کی حکمرانی ہے۔

گویا زبان حال سے اس نے یوں کہا:

اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی
جیسے میری سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی!

۴۔ ذکرِ حُسن و جمالِ مصطفوی سے ہی پیدا شدہ محبت عظیم انقلاب کا سبب بنتی ہے!

حسن و جمال کا تذکرہ دل کو عشقِ مصطفیٰ سے لبریز کر دیتا ہے اور اس سے ابھرنے والی اطاعت و اتباع سے سیرت و کردار میں اتنا عظیم اور طاقتور انقلاب جنم لیتا ہے اور اس سے بڑی سے بڑی مادی طاقت بھی اس کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی یہی وجہ ہے کہ ماضی میں مسلمان باوجود مادی بے سروسامانی اور قلتِ سامان کے کئی گنا دشمن کے مقابلے میں معرکہ آراء ہوئے۔ اور فتح و نصرت کے ایسے محیّر العقول کارنامے چشم فلک نے دیکھے کہ تاریخ عالم آج تک ان کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

---

[1] تاریخ ابن کثیر، ۲: ۱۴۹

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہر کہ عشقِ مصطفٰےؐ سامانِ اوست
بحر و بر در گوشۂ دامانِ اوست

جب ہم صحابہ کرام کی جرأت و بہادری کی طرف نگاہ اٹھاتے ہیں تو اس کے پس منظر میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت ہی نظر آتی ہے ورنہ وہ بظاہر خالی ہاتھ و بے سرو سامان تھے۔ یہاں ہم عروہ بن مسعود کی وہ رائے نقل کرنا ضروری سمجھتے ہیں جو صلح حدیبیہ کے موقع پر اس نے رسالت مآب کی خدمتِ عالیہ میں صحابہ کو دیکھنے کے بعد اپنے ساتھیوں کے سامنے بیان کی تھی۔

عروہ بن مسعودؓ صحابہ کے معمولات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کے غلاموں میں درج ذیل چھ چیزیں دیکھی ہیں:

۱۔ آپؐ کے وضو کا پانی زمین پر نہیں گرنے دیتے بلکہ اپنی ہتھیلیوں پر اٹھا لیتے ہیں اور اس طرح وہ پانی بطور تبرک حاصل کرنے کے لیے جھپٹ پڑتے ہیں کہ دیکھنے والا محسوس کرتا ہے کہ ان میں لڑائی ہو گئی ہے۔

انه یتوضأ الا ابتدروا وضوءه وکادوا یقتتلون علیه	جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے ہیں تو صحابہ وضو کا پانی حاصل کرنے میں اس طرح جھپٹتے ہیں (کہ محسوس ہوتا ہے) کہ آپس میں لڑ رہے ہیں۔

۲۔ آپ کا لعابِ دہن اپنے چہروں پر سجا لیتے۔

لا یبصق بصاقا ولا یتنخم نخامة الا تلقوها باکفهم فدلکوا بها وجوههم واجسامهم	جب بھی آپ لعابِ دہن زمین پر ڈالنے کا ارادہ کرتے ہیں تو صحابہ اپنی ہتھیلیوں پر لے لیتے ہیں اور اسے اپنے چہروں اور اجسام پر سجا لیتے ہیں

۳۔ آپ کا بال مبارک نیچے نہیں گرنے دیتے۔

لا تسقط منه شعرة الا	آپ کے مقدس بال کو زمین پر گرنے

ابتدروھا　　نہیں دیتے۔

اس کی تفصیل حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی اس روایت میں ہے۔

رأیت رسول اللّٰہ والحلاق یحلقہ وقد اطاف بہ اصحابہ فما یریدون ان تقع شعرۃ الا فی ید رجل[1]	میں نے رسول اللہ صلی اللہ کو اس حال میں دیکھا کہ حجام آپ کے بال مبارک بنا رہا تھا آپ کے اردگرد صحابہ کرام کا حلقہ تھا جو آپ کے سر اقدس کے کسی

بال کو بھی گرنے نہیں دے رہے تھے بلکہ ہر بال اپنے ہاتھ میں لے لیتے۔

۴۔ حکم کی بجاآوری میں جلدی کرتے ہیں اور اس میں کسی قسم کی تاخیر روا نہ رکھتے۔

اذا اَمَرَھم بامرابتدروا امرہ۔	جب آپ کسی بات کا حکم دیتے تو اس کی بجاآوری میں جلدی کرتے۔

۵ آپ کی خدمت میں خاموش بیٹھتے:

اذا تکلم خفضوا اصواتھم عندہ	آپ جب کلام فرماتے تو صحابہ خاموش ہو کر سنتے ہیں۔

۶۔ نگاہ نہیں اٹھاتے۔

وما یحدون الیہ النظر تعظیما لہ	صحابہ آپ کی طرف ادب اور تعظیم کے پیشِ نظر نگاہ بھر کر نہیں دیکھتے۔

صحابہ کرام کے ان چھ معمولات کو بیان کرنے کے بعد بطور مبصر جو اس نے بات کہی ہے وہ نہایت ہی قابلِ توجہ ہے۔

یا معشر قریش انی جئت	اے قریش میں کسریٰ، قیصر اور نجاشی

---

[1] الشفاء، ۲: ۵۹۳

کسریٰ فی ملکہ و قیصر	جیسے بادشاہوں کے دربار میں گیا ہوں
فی ملکہ والنجاشی فی ملکہ	خدا کی قسم میں نے آج تک کسی بادشاہ
ان رأیت ملکاً قط یعظمہ	کو نہیں دیکھا جس کی تعظیم اس کے ساتھی
اصحابہ ما یعظم محمدا	اتنی کرتے ہوں جتنی محمدؐ کے غلام اپنے
اصحابہ۔	آقا کی کرتے ہیں۔

اور میں تم پر یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس کے اصحاب موت کو تو قبول کر سکتے ہیں

رأیت قوماً لایسلمونہ ابداً۔	مگر اپنے آقا کو آپ کے سپرد نہیں کر
لہ	سکتے۔

عروہ بن مسعود کا تجزیہ بالکل درست ہے واقعۃً اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت وطاقت فقط عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھا جس کی وجہ سے ان کے نزدیک اس عارضی زندگی پر حضور علیہ السلام کے حکم پر موت کو ترجیح دیتے۔

عصرِ حاضر کے عظیم مفکر الشیخ سعید حوی اس حقیقت کو ان الفاظ میں واضح کرتے ہیں:

الظاهرة الواضحة فی حیاة	یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ اصحاب رسولؐ کو
الصحابة انهم کلما ازدادوا برسول	آپ کے ساتھ جتنا قرب نصیب ہوتا
الله صلی الله علیه وسلم خلطةً	اتنی ان کے دلوں میں آپ کی محبت گھر
ازدادوا به ایماناً وتصدیقاً	کرتی اور ان کے ایمان میں زیادتی اور
بل اکثرهم اختلاطاً به اکثرهم	اضافہ کا سبب بنتی اور یہ محبت بلندی کے
ایماناً به وطاعةً له وقد	اس درجہ پر پہنچ چکی تھی کہ وہ حضور علیہ
بلغ هذا معهم لدرجة انه	السلام کے حکم پر موت کو زندگی پر ترجیح

لہ الشفاء، ۲ : ۵۹۳

اصبح الموت من رجل ما يريد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم احب الیھم من الحیاۃ وانفاق المال احب الیھم من امساکہ والطاعۃ احب الیھم من المعصیۃ ودین الرسول احب الیھم من الاموال والاولاد والمساکن والزوجات والوطن[1]

دیتے تھے۔ مال کا خرچ کرنا مال کے روکنے سے بہتر ہو چکا تھا۔ نیکی معصیت سے زیادہ محبوب تھی آپ کا مشن ان کو اپنے مال ۔ اولاد ۔ گھر، بیوی اور وطن سے زیادہ محبوب ہو گیا تھا۔

۵۔ عظیم نعمت کے عطا ہونے پر، شکریہ کے جذبات اُجاگر ہوتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی آمد و بعثت کو اپنا عظیم احسان قرار دیتے ہوئے اس پر شکریہ ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۔

اے مومنو! تم پر اللہ تعالیٰ نے یہ کتنا عظیم احسان فرمایا کہ ایک عظیم رسول مبعوث کیا جو اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے تزکیہ کے ساتھ ساتھ کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے ان کی آمد سے پہلے لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

[1] الرسول، ۱ : ۲۵

ذکرِ حسن و شمائل سے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا نقش انسان کے دل و دماغ پر ثبت ہو جاتا ہے تو بتقاضائے فطرت انسان میں شکریہ کے جذبات موجزن ہوتے ہیں اور وہ صبح شام اپنی زبان اور دل کو اس رب کی حمد و ثنا میں تر رکھنا شروع کر دیتا ہے جس نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے ایسے عظیم رسول کو مبعوث فرمایا۔

امام ابوبکر محمد بن الحسین الاجریؒ فضائلِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کرنے سے پہلے فرماتے ہیں :

انی ابین لهم فضل نبیهم صلی الله علیه وسلم لیعلموا قدر ما خصهم الله عزوجل به اذ جعلهم من امته یشکروا الله عزوجل ¹	فضائل و شمائل کے تذکرے کا مقصد یہ ہے کہ ایک تو آپ کی ان خصوصیات کا علم ہو جو اللہ تعالیٰ نے صرف آپ ہی کو عطا کی ہیں اور دوسرا یہ کہ اس عظیم نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کریں کہ جس نے اتنا عظیم المرتبت رسول ہمیں عطا فرمایا۔

یہی وہ فضائل و کمالات ہیں جن کی وجہ سے اولوالعزم رسولوں نے آپ کی امت میں سے ہونے کی خواہش کی۔

امام محمد المہدی لکھتے ہیں :

قد نبه صلی الله علیه وسلم علی خاصیة التی لم یعلمها علی الحقیقة الا الله بقوله علیه الصلوٰة والسلام یا	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے ابوبکر میرے رب کے سوا میری حقیقت کوئی نہیں جانتا۔ اپنی ایک اہم خصوصیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اے مخاطب

¹ الشریعة ، ۴۰۲

ابابکر والذی بعثنی بالحق
لم یعلمنی حقیقة غیر ربی
فاعرف ذالك ومن اجل هذا
الفضیلة سأل اولوالعزم من
الرسل كأبراهیم وموسی الحق
جل وعلا ان یجعلهم من امته[1]

توبھی اس پر یقین رکھ اسی فضیلت
کی بنا پر حضرت ابراہیم وحضرت موسٰی
علیہما السلام جیسے اولوالعزم رسولوں نے
آپ کے امتی ہونے کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ
میں دعا کی۔

۶۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن و جمال اور فضائل سے غفلت وجہالت حرام ہے

اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذاتِ اقدس کو جو فضائل ومحاسن عطا فرمائے ہیں۔ کتاب وسنت نے انہیں بڑی شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک تمام علماءِ امت نے ان کو حرزِ جاں بنایا حق تو یہ ہے کہ ان سے غفلت برتنا یا ان کو اہم تصور نہ کرنا شرعاً بہت بڑا جرم ہے۔

قرآن کریم نے یہود کی برائیوں میں سے اہم برائی یہ بیان کی ہے کہ آپ کے فضائل کے بیان کو پسند نہیں کرتے تھے۔

امام ابوبکر محمد بن الحسین الاجری فضائلِ نبی سے غفلت برتنے والوں کو متنبہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قبیح بالمسلمین ان یجهلوا
معرفة فضائل نبیهم

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا
وآخرت میں جو فضائل ومحاسن اور خصائص

---

[1] مطالع المسرات ۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم وما	عنایت فرمائے ہیں ان سے
خصہ اللہ عزوجل بہ من	جہالت (بے خبری) حرام اور
الکرامات واشرف فی الدنیا و	ممنوع ہے۔
الاخرۃ۔[1]	

۷۔ ذکرِ حُسن و جمالِ مصطفوی ایمان کی علامت ہے

اس ضمن میں ایک اصول اور نسخہ کیمیا ہے جسے ہر شخص اپنے ایمان کی پہچان کے لیے بروئے کار لاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ ہادیٔ برحق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر جمیل سے اس کا ظاہر و باطن کیا اثر قبول کرتا ہے۔

اگر آپ کے سراپا مبارک، حسن و جمال اور شمائل و فضائل کے ذکر سے کوئی انسان اپنے دل کے اندر راحت و فرحت محسوس کرے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کے دل کی زمین بحمد اللہ ایمان سے شاداب و آباد ہے۔ کیونکہ دل کی زمین کی صفائی اور نظافت و پاکیزگی آپ کی ذات و صفات سے محبت ہی سے ممکن ہے۔ اسی سے ایمان کا پودا نمو پاکر شجر سایہ دار کی صورت اختیار کرسکتا ہے۔

اس کے برعکس اگر ذکرِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے دل لذت و حلاوت کی بجائے اکتاہٹ، بے رغبتی اور بیزاری محسوس کرے، حُلیہ مبارک اور شمائل نبوی کے بیان سے طبیعت کو فرحت و راحت اور سرور و انبساط کی بجائے وحشت و تکدر ہو تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس کا خانۂ دل آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و الفت سے خالی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ثلث من کن فیہ وجد	تین چیزوں کے بغیر ایمان کی حلاوت

---

[1] الشریعۃ : ۴۰۳

حلاوة الایمان ان یکون	نصیب نہیں ہوتی ۔ ایک یہ کہ اللہ
اللہ و رسولہ احب الیہ	اور اس کا رسول ہر شے سے محبوب
مما سواھما و ان یحب	ہو ۔ دوسرا یہ کہ کسی دوسرے سے
المرء لا یحبہ الا للہ و	فقط اللہ کے لیے محبت کی جائے ۔
ان یکرہ ان یعود فی الکفر	تیسرا یہ کہ کفر کی طرف لوٹنا آگ کی طرف
کما یکرہ ان یقذف فی النار[1]	لوٹنے کی مانند لگے ۔

۸۔ مرکزِ محبّت و عشق کا علم ہوتا ہے

دنیا میں انسان کے کسی سے محبت کرنے کی وجوہ یہ ہو سکتی ہیں، اس کا ظاہری حسن و جمال، اس کا حسنِ سلوک، احسان و مہربانی، سیرت کا بہتر ہونا وغیرہ جب آپ کے حسن و جمال اور محاسن و کمالات کا ذکر کیا جائے اور واضح کیا جائے کہ یہ تمام حسن و جمال آپ کے در کی خیرات ہیں تو امتی محسوس کرے گا کہ یہ تمام کمالات جو منتشر نظر آ رہے ہیں جس ہستی میں جمع ہیں میں کیوں نہ اپنی محبت و شوق کا اسے مرکز بناؤں ؟ اسی سے اس کے دل و نگاہ کو پاکیزگی نصیب ہونے لگتی ہے اور وہ شب و روز آپ کے حسن و جمال کی ایک جھلک دیکھنے کی تمنا و آرزو کو اپنی منزل بنا لیتا ہے ۔ اب اس کی آنکھیں آپ کی نعت سن کر آنسو برساتی ہیں ۔ دل بسمل کی طرح لوٹنا شروع کر دیتا ہے ۔ اب مدنی ماہی پر درود و سلام پڑھنا اس کی عبادت بن جاتا ہے ۔ اس کے شہر، گلیاں اور دیار کے ہجر و فراق میں تڑپنا اسے سکون دیتا ہے ۔ اگر کسی مسلمان کو یہ حالت و کیفیت نصیب ہو جائے تو اس کے بخت پر ملائکہ رشک کرتے ہیں اور یقین جان لیجیے یہ کیفیت صرف اور صرف آپ کے حسن و جمال کے بیان اور اس کا اسیر ہوئے بغیر حاصل نہیں ہوتی ۔

یہاں ہم عاشقِ رسول شیخ عبداللہ سراج الدین شامی کی گفتگو نقل کرتے ہیں جس میں

---

[1] البخاری ۔ باب حلاوۃ الایمان

انہوں نے آپ کے محاسن اور حسن و جمال کے تذکرہ کا فائدہ ذکر کیا ہے۔

ان اللہ تعالیٰ اوجب علی المؤمنین ان یحبوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوق محبۃ الآباء و الابناء والازواج والعشیرۃ والتجارۃ والاموال واوعد من تخلف عن تحقیق ذلک بالعقاب فقال سبحانہ قل ان کان آباءکم وابناءکم و اخوانکم الآیۃ ولا ریب ان اسباب المحبۃ ترجع الی انواع الجمال والکمال والنوال کما قررہ الامام الغزالی رضی اللہ عنہ وغیرہ۔	اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر یہ لازم و واجب کر دیا ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے والدین، اولاد، بیوی، خاندان، تجارت اور اموال سے بڑھ کر محبوب سمجھیں اور اس کے خلاف کرنے والے کو عذاب کی وعید سنائی ہے۔ ارشاد ربانی ہے اے محبوب فرما دیجئے اگر تم اپنے والدین، اولاد اور بھائی ـــ الی آخر الآیہ، اور اسباب محبت کی وجہ یہی ہو سکتی ہیں: حسن و جمال کمال اور احسان۔ امام غزالی وغیرہ نے بھی یہی بیان کیا ہے۔
فاذا کان الرجل یحب لکرمہ او لشجاعتہ او لحلمہ او لعلمہ او لتواضعہ او لتعبدہ او تقواہ اولزھدہ وورعہ او لکمال عقلہ او وفور فہمہ او جمال ادب او حسن خلقہ او	جب کسی آدمی سے اس کی ایک صفت کی وجہ سے محبت کی جاتی ہے مثلاً: اس کا کرم یا اس کی بہادری، حلم یا علم یا تواضع یا عبادت و تقویٰ یا زہد و ورع یا کمالِ عقل یا بہتر فہم یا جمال ادب یا حسنِ اخلاق یا فصاحت زبان یا بہتر برتاؤ یا کثرت نیکی یا شفقت و رحمت یا اس کی مثل کسی اور وجہ سے

فصاحة لسانه و حسن معاشرته و كثرة بره و خيره و شفقته و رحمته و نحو ذلك من صفات الكمال. فكيف اذا تاصلت واجتمعت هذه الصفات الكاملة وغيرها من صفات الكمال في رجل واحد و تحققت فيه اوصاف الكمال و محاسن الجمال على اكمل وجوهها الا و هو السيد الاكرم سيدنا محمد صلى الله عليه و سلم الذي هو مجمع صفات الكمال و محاسن الخصال، قد ابدع الله تعالى صورته العظيمة و هيئته الكريمة وطوى فيه انواع الحسن و البهاء بحيث يقول كل من نعته لم ير قبله و لا بعده مثله۔ [1]

اور جب یہ تمام صفات کسی ایک شخصیت میں جمع ہو جائیں اور یہ تمام اوصاف و محاسن اپنے شباب و کمال پر بھی ہوں تو اس وقت اس شخصیت سے محبت کا عالم کیا ہوگا اور یہ شخصیت ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کیونکہ آپ تمام صفاتِ کاملہ اور محاسنِ فاضلہ کے جامع ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی عظیم ہیبت و صورت اتنے احسن انداز پر بنائی ہے کہ تمام حسن و جمال کی خوبیاں اس طرح جمع ہوگئی ہیں کہ آپ کا وصف کرنے والا ہر شخص پکار اٹھتا ہے کہ آپ کی مثل کوئی نہیں۔

۹۔ تذکرۂ حسن و جمالِ مصطفیٰ ﷺ دل کو زندہ رکھنے کا ذریعہ ہے

ہم یہی محسوس کرتے ہیں کہ ہماری صرف ظاہری ہی آنکھیں ہیں جن سے ہم دیکھتے

[1] سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ، ۶

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہیں اس کے علاوہ اور کوئی آنکھیں نہیں حالانکہ قرآن بیان کرتا ہے کہ آنکھیں دو طرح کی ہیں۔ ظاہری آنکھیں اور باطنی آنکھیں جنہیں ہم دل کی آنکھوں سے تعبیر کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ	آنکھیں اندھی نہیں ہاں وہ دل اندھے
تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي	ہو چکے جو سینوں میں ہیں۔
الصُّدُوْرِ۔ [1]	

دل کا اندھا ہونا، ظاہری اندھا ہونے سے کہیں بدتر ہے اس ظاہری اندھے پن کا علاج جس طرح ڈاکٹری علاج اور ادویات ہیں اسی طرح دل کے اندھے پن کو دور کرنے کا علاج بھی ہے اور وہ اللہ اور اس کے محبوب کا ذکر و ادب ہے۔ آج تک جتنے اہلِ معرفت گزرے ہیں ان سب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میرا دل زندہ ہو جائے اسے چاہیئے کہ وہ دل کو اللہ رب العزت کے حسنِ مطلق اور اس کے جلوہ ذات کے کامل مظہر کے حسن و جمال کا اسیر بنالے۔ دل از خود زندہ ہو جائے گا۔

شیخ عبداللہ سراج الدین شامی اس بات کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں :-

ان ذکر شمائله صلى الله	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل مبارکہ کا
عليه وسلم وسماع اوصافه	ذکر اور آپ کے اوصاف و محاسن کا
ونعوته تحيا قلوب المحبين	سماع اہلِ محبت کے دلوں کو زندگی
وتطرب ارواحهم وعقولهم	بخشتا ہے اور ان کے ارواح و
ويزداد حبهم ويتحرك	عقول خوشی سے مچل اٹھتے ہیں ان کی
اشتياقهم۔ [2]	محبت میں اضافہ اور ان کے شوق میں
	جلا پیدا ہوتی ہے۔

---

[1] الحج ۲۲: ۴۶

[2] سیدنا محمد رسول اللہ ۸۰

۱۰۔ تذکرۂ حسن و جمالِ مصطفوی تصوّرِ رسول کا ذریعہ ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال، جسم اطہر اور صورتِ مبارکہ کے تذکرے سے ایک عظیم فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ انسان کا دل و دماغ اور ذہن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور سے مالامال اور معمور ہو جاتا ہے۔ کبھی آپ کا حسین و جمیل رُخِ انور، کبھی واللیل زلفیں، کبھی پُر انوار جبینِ مقدس، کبھی نرم و ملائم دستِ اقدس اور کبھی معطّر و مطہّر جسم کا تصوّر ذہن کو معطّر کیے رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے تابعین، صحابہ سے آپؐ کے بارے میں سوال کرتے تھے کہ آپ کا چہرۂ مبارک کیسا تھا؟ آپ کی گفتگو کیسی تھی؟ آپ کی رفتار کیسی تھی! حتیٰ کہ آپ کے جسم کے ہر ہر عضو کے بارے میں پوچھتے۔

مقصد یہ تھا کہ ہم بھی اپنے ذہن و دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیارا تصور جما سکیں۔ حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت بہت چھوٹا تھا۔ اس لیے میں اپنے ماموں وصاف نبی حضرت ھند بن ابی ہالہ سے آپ کے حسن و جمال اور شمائل و خصائل کے بارے میں سوال کیا کرتا تھا تاکہ میں بھی آپ کے حلیہ مبارک کا نقشہ اپنی لوحِ دل پر نقش کر سکوں۔

سألت خالی هند بن ابی هاله ربیب النبی صلی الله علیه وسلم وانا اشتهی ان یصف لی منها شئی اتعلق به [1]	میں نے اپنے ماموں حضرت ہند بن ابی ہالہ (جو حضور علیہ السلام کے پروردہ تھے) سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا۔ مقصد یہ تھا کہ میں ان اوصاف کے ذریعے اپنے دل کو آپ کی طرف متوجہ کر دوں۔

[1] شمائلِ ترمذی، باب ما جاء فی خلق رسول اللہ۔

شیخ عبداللہ سراج الدین شامی امام حسنؓ کے سوال کی حکمت بیان کرتے ہیں کہ آپ رحمتِ عالم کے وصال کے وقت چھوٹے تھے۔

فاراد ان یستعیذ الی ذاکرته	اس لیے چاہا کہ آپؐ کے اوصافِ
تلك الاوصاف الحمدیه	حمیدہ کا تذکرہ ہو جائے تاکہ میں آپؐ
ویجعلها محفوظة فی خزانة	کی صورتِ مبارکہ کو اپنے دل کے خزانے
قلبه ولوح خیاله۔ [1]	اور خیال کی تختی پر نقش کر لوں

حضرت ملّا علی قاریؒ " التعلق به " کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

اتشبث بذلك الوصف	ان اوصاف کے ذریعے آپ سے
واجعله محفوظاً فی خزانة	اپنا تعلق پختہ کرلوں اور آپ کو اپنے
خیالی۔ [2]	ذہن وخیال میں بہتر طور پر بسا لوں۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے الفاظ " انا اشتھی ان یصف لی منھا شیئ اتعلق بہ" (میں چاہتا ہوں کہ ان اوصاف کے ذریعے آپ کی حسین وجمیل صورت کو اپنے دل و دماغ میں محفوظ کرلوں) واضح طور پر اس بات پر دال ہیں کہ صحابہ کرام حضور علیہ السلام کی حسین یادوں کے ساتھ ساتھ آپ کی شخصیت مبارکہ کو اپنے قلوب واذہان میں ہر وقت محفوظ رکھنے کے لیے کوشاں رہتے اور وہ آپ کی ہر ہر ادا کو کبھی بھی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیتے بلکہ جب بھی آپ کے حسن وجمال کا تذکرہ چھڑتا تو ہر صحابی آپ کی کسی نہ کسی ادا کا اسی طرح ذکر کرتا جیسے وہ اب بھی اس حیات آفریں منظر کا مشاہدہ کر رہا ہے۔

صحابہ کرام نے جسطرح

---

[1] سیدنا محمد رسول اللہؐ، ۲۱۶

[2] جمع الوسائل، ۱: ۳۲

WWW.NAFSEISLAM.COM

آپ کی سیرتِ مبارکہ تا قیامت ــ انسانوں کے لیے محفوظ کی اسی طرح انہوں نے آپ کی صورتِ مبارکہ بھی تقریر و تحریر کے ذریعے محفوظ کی (اس کا تذکرہ کتاب میں تفصیلاً آرہا ہے۔ مشہور تابعی حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے محمدؒ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ بعض اوقات ان راستوں پر کھڑے ہو جاتے جو دیہاتوں سے شہر مدینہ آتے تھے جب کسی دیہاتی کو پالیتے تو پوچھتے تو نے اپنے آقا علیہ السلام کی زیارت کی ہے؟ اگر وہ ہاں میں جواب دیتے تو اسے جانے دیتے اور اگر وہ کہتا کہ میں نے زیارت نہیں کی تو آپ اسے بٹھالیتے اور اس سے آپ کے حسن و جمال کا تذکرہ کر کے اپنے دل کو تسلی دیتے۔

الفاظِ روایت ملاحظہ ہوں:

ان ابا هريرة كان اذا راى	حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا معمول
احدًا من الاعراب او	تھا کہ جب کسی شخص کو پالیتے جس نے
احدًا لم يرالنبي صلى	محبوب خدا کے حسن و جمال کا نظارہ نہ
الله عليه وسلم قال	کیا ہوتا تو اسے کہتے کہ آ میں تجھے آپ
الا اصف لكم النبي صلى	کے محاسن و شمائل سناتا ہوں اور اس
الله عليه وسلم كان	کے بعد آپ کے حسن و جمال کا تذکرہ
شثن القدمين اهدب	کرتے ــــ آپ کے مبارک
العينين ابيض الكشحين	جسم، خوبصورت ہوں اور مختلف
يقبل معًا ويدبر معًا	جسم کے اعضاء کا ذکر کر کے کہتے
فدى ابى وامى ما رأيت	میرے ماں باپ آپ پر قربان میں نے
مثله قبله ولا بعده [1]	آپ کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔

---

[1] طبقات ابن سعد ، ۱ : ۷۱ م

حضرت الجریریؒ فرماتے ہیں کہ میں صحابی رسول حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ کے ساتھ طواف کر رہا تھا تو آپ نے طواف سے فارغ ہو کر اعلان فرمایا: لوگو آؤ مجھ سے اپنے آقا علیہ السلام کے بارے میں جو پوچھنا ہے پوچھ لو کیونکہ:

مابقی احد رای رسول الله صلی الله علیه وسلم غیری	آج روئے زمین پر میرے سوا دیدار مصطفیٰ سے مشرف ہونے والا کوئی نہیں رہا۔

یعنی اب میرا بھی وصال ہو جائے گا اس لیے آپ کے حلیہ کے بارے میں مجھ سے پوچھ لو۔ لوگوں نے آپ سے عرض کیا ہمیں آقا علیہ السلام کے حسن و جمال کے بارے میں بتایئے،

کیف کان صفته؟	آپ کا حسن و جمال کیسا تھا؟

تو انہوں نے یادیں تازہ کرتے ہوئے کہا:

کان ابیض ملیحًا مقصدًا [1]	آپ کا رنگ سفید، روشن اور من ٹھار تھا۔

حضرت خشرم بن بشار سے مروی ہے کہ صحابی رسول حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے آپ سے کہا: اے ابو امامہ آپ عربی اور نہایت ہی فصیح اللسان ہیں آپ جب بھی کسی شے کے بارے میں بیان کرتے ہیں تو مجھے اس کے بارے میں تسلی ہو جاتی ہے۔

فصف لی رسول الله صلی	آج میرے آقا کے اوصاف اس طرح

---

[1] شمائل ترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ

الله عليه وسلم حتى كاني ارا.

بیان کرو کہ میں ان کو سن کر یوں محسوس کروں کہ میں نے آپ کو دیکھا ہے۔

اس پر حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے آپ کا حلیہ مبارک بیان کیا۔ اس میں یہ کلمات بھی کہے:

كان رجلاً ابيض تعلوه حمرة اوعج العينين اهدب الاشفار ضخم المناكب اشعر الذراعين والصدر شثن الاطراف بين كتفيه خاتم النبوة.

آپ کا رنگ مبارک سفید مگر سرخی مائل تھا آنکھیں سیاہ، ابرو باریک کندھے عظیم، بازو اور سینہ اقدس پر بال اور دونوں کاندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔

جب ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے حلیہ اقدس کا ہر گوشہ بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا تو وہ آدمی پکار اٹھا:

قد وصفت لي صفته لو كان في جميع الناس لعرفته [ے]

آپ نے کیا ہی خوب حلیہ و سراپا بیان کیا ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کے درمیان بھی موجود ہوں تو میں پھر بھی آپ کو پہچان لوں گا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

آج ہم اگر چاہتے ہیں کہ ہمارے دل بھی تصورِ رسول سے پُر نور ہوں تو اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ہم آپ کے جسم اطہر کے بارے میں پڑھیں اور لکھیں اور اس کے تذکرہ کے لیے محافل کا انعقاد کریں۔

[ے] ابن سعد ۱: ۴۱۶

شیخ عبداللہ سراج الدین شامی اس فائدہ کو یوں بیان کرتے ہیں :

ان اطلاع الانسان علی اوصافہ صلی اللہ علیہ وسلم العظیمۃ و شمائلہ الکریمۃ لیعطی صورۃ علمیۃ تنطبع فی القلب و ترتسم فی المخیلۃ کانہ قد رای محبوبہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ ؎

انسان کو آپ کے اوصافِ عظیمہ اور شمائلِ کریمہ کی اطلاع سے یہ فائدہ نصیب ہوتا ہے کہ آپ کی صورتِ علمیہ قلب میں نقش ہو جاتی ہے اور خیال میں اس طرح بیٹھ جاتی ہے کہ گویا اس نے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے ۔

۱۱۔ آپؐ کے حُسن و جمال کا تذکرہ کرنے والا لوگوں کی مُحبّت کا مرکز بن جاتا ہے

دنیا میں لوگ رفعت کے متلاشی رہتے ہیں لیکن انہیں عزت و رفعت کا نام تک نصیب نہیں ہوتا اور اگر کہیں کسی کو عزت نظر آئے تو وہ چند دن کی اور عارضی عزت ہوتی ہے جو زیادہ عرصہ باقی نہیں رہتی بعض اوقات عزت ملتی ہے لیکن اس شخصیت کا ادب و احترام دلوں میں پیدا نہیں ہوتا ۔ مثلاً اس دنیا میں ہم اکثر صاحبِ علم شخصیتوں کو دیکھتے ہیں کہ لوگ ان کے علم کے گیت گاتے ہیں مگر ان کا دل ان کے ادب و احترام

؎ سیدنا محمد رسول اللہ ، ۲

WWW.NAFSEISLAM.COM

سے خالی ہوتا ہے۔ دل میں ان کے بارے میں محبت کے جذبات نہیں ہوتے بلکہ اگر کسی محفل یا اجتماع میں آئیں تو اٹھ کر استقبال کرنا بھی پسند نہیں کیا جاتا بخلاف ان لوگوں کے جو حضور علیہ السلام کے عقیدت اور محبت و عشق کے جذبات رکھتے ہوئے کبھی حسنِ یار کی بات کرتے، کبھی والّیل زلفوں کی سیاہی کو یاد کرتے ہیں کبھی آپ کے جسمِ اطہر کی نورانیت و تابانی کا ذکر، کبھی حسین پیشانی اور آنکھوں کا تذکرہ کرتے سنتے رات دن بسر کر دیتے ہیں۔ آپ کے حسن و جمال کا تذکرہ ان کا محبوب مشغلہ ہوتا ہے۔ اگرچہ علمی طور پر ان کی شخصیت اتنی نمایاں نہ بھی ہو پھر بھی ان کے ساتھ لوگوں کے دلی جذبات وابستہ ہو جاتے ہیں۔ ان کا اتنا ادب واحترام کیا جاتا ہے کہ ان کے دیدار ہی کو نجات کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ آج اگر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو ہر مسلمان اپنا قائد و محبوب مانتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا حضور علیہ السلام سے عشق کا تعلق تھا۔ آج اویس قرنی کو لوگ کیوں آنکھوں پر بٹھاتے ہیں؟ اس لیے کہ وہ آپ کے حسن و جمال میں وارفتہ تھے، آپ سے عقیدت و محبت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو وہ رفعت و بلندی عطا فرمائی کہ ہر کوئی رشک کرتا ہے۔ کاش یہ بات ہماری سمجھ میں آجائے کہ رفعت و عزت صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ محاسن و شمائل سے مل سکتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ورفعنا لك ذكرك — ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند کر دیا۔

اس آیتِ کریمہ میں ذکرِ محبوب اور رفعت کو جمع کر دیا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند فرما دیا ہے اور جو ذکرِ مصطفےٰ ہوگا وہ لازماً بلند ہوگا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ذکر بلند ہو اور ذاکر بلند نہ ہو۔ گویا ہر بلند کو بلندی آپ کے ذکر سے ہی نصیب ہوتی ہے

حضرت حسان رضی اللہ عنہ اس کا تذکرہ یوں کرتے ہیں:

ما ان مدحت محمداً بمقالتی — ولکن مدحت مقالتی بمحمد

WWW.NAFSEISLAM.COM

(میں اپنے الفاظ واشعار سے حضور کی مدح کو بلند نہیں کر رہا بلکہ آپ کے ذکر و مدح سے اپنے الفاظ کو بلندی و رفعت بخش رہا ہوں۔)

یہاں یہ بات ذہن نشین رکھنا نہایت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر ہر جگہ تا قیامت بلند فرما دیا ہے۔ اسے رفعت دینے کے لیے کسی کا محتاج نہیں رکھا۔ لہٰذا آپ کا تذکرہ کرنے والا کبھی بھول کر بھی یہ گماں نہ کرے کہ "معاذ اللہ" اس دور میں یا فلاں جگہ، میری وجہ سے آپ کا ذکر بلند ہوا ہے۔ ایسا گمان آتے ہی انسان رفعت و بلندی کے مقام سے پستی میں گر جاتا ہے۔ ہاں ہمیشہ یہ عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ مجھے بلندی اسی ذکر کی وجہ سے نصیب ہوئی ہے۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ کچھ لوگوں نے آپ کے محاسن و شمائل کا تذکرہ کیا، امتِ مسلمہ کے جذبات ان سے وابستہ ہوئے مگر جوں ہی آپ کے ذکر سے منہ پھیرا، لوگوں نے بھی منہ پھیر لیا۔

۱۲۔ آپ کے حسن و جمال کا تذکرہ اللہ تعالیٰ کی سنّت ہے

ان مذکورہ تمام حکمتوں کے علاوہ اہم حکمت اور فائدہ یہ ہے کہ آپ کے جسمِ اطہر اور اعضائے شریفہ کے حسن و جمال کا تذکرہ خود اللہ تعالیٰ کا طریقہ اور اس کی سنت ہے۔ قرآنِ حکیم کا مطالعہ کرنے والے ہر شخص پر یہ واضح ہے کہ جا بجا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب علیہ السلام کی صورت و سیرتِ مبارکہ کا ذکر کیا ہے۔ کہیں آپ کی ذاتِ مقدسہ کو سراپا نور فرمایا اور کہیں سراجِ منیر۔ آپ کو سراپا نور قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ

تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور۔ اور روشن کتاب آئی۔

تمام مفسرین لکھتے ہیں کہ اس آیت میں نُور سے مراد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے۔ امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں :

المراد بالنور محمد و بالکتاب القرآن۔ [1]	نور سے مراد حضور علیہ السلام اور کتاب سے قرآن مراد ہے۔

دوسرے مقام پر اللہ رب العزت نے آپ کے حسن و جمال کو روشن آفتاب سے تشبیہ دی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے :

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۔ [2]	اے نبی ہم نے آپ کو شاہدِ مطلق، شہادت دینے والا، ہر وقت متنبہ کرنے والا، اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور منور کرنیوالا آفتاب بنا کر بھیجا ہے۔

جب آپ کے حسن و جمال کا تذکرہ آپ کے خالق کا عمل ہے تو جو بھی شخص اس عمل کو اپنا وظیفہ بنائے گا اسے اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی نصیب ہوگی اور یہاں یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ کسی بھی تعمیر کی تعریف اس کے معمار کی تعریف قرار پاتی ہے۔ گویا شاہکارِ ربوبیت کی صورتِ مبارکہ کے حسن و جمال کا تذکرہ آپ کے خالق رب العزت کی اعلیٰ خلاّقیت کا اظہار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذکر کو اپنے ذکر کا عین قرار دے دیا ہے۔ اب یہاں ہم پہلے "قرآن اور اعضاءِ نبوی" کا تذکرہ کرتے ہیں اور اس کے بعد آپ کے حسن و جمال کا دلیلِ نبوت ہونا" بیان کریں گے۔

---

[1] تفسیر کبیر، ۶ : ۱۸۹ [2] الاحزاب، ۳۳ : ۴۵-۴۶

قرآن اور اعضاءِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جہاں آپ کی عمر اور شہر کی قسم کھائی ہے وہاں آپ کے متعدد اعضاء کا ذکر بھی کیا ہے۔

۱- چہرۂ اقدس

تبدیلیٔ قبلہ کی خاطر آپ نے اپنا چہرۂ اقدس آسمان کی طرف اٹھایا۔ اس پر تبدیلیٔ قبلہ کا حکم دیتے ہوئے فرمایا :

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ [1]	اے حبیب! ہم آپ کے چہرۂ اقدس کے اٹھا کیطرف بار بار اٹھنے کو دیکھ رہے ہیں۔ ہم بہت جلد آپ کا چہرہ آپ کے پسندیدہ قبلے کی طرف پھیر دیں گے۔ پس اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیجئے۔

۲- چشمانِ اقدس

کلامِ ربانی میں آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ان مبارک آنکھوں کا بھی ذکر کیا

---

[1] البقرہ، ۲ : ۱۴۴

گیا ہے جو اپنے حوصلے، اعتماد، ہمت اور عزم و یقین کے باعث اس ارشادِ ربانی کا مصداق ٹھہریں۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ۔[1] چشمانِ مقدس نہ درماندہ ہوئیں نہ اور نہ حد سے آگے بڑھیں۔

۳۔ زبانِ اقدس

جب جبرئیل امین وحیٔ قرآنی لے کر آتے تو اپنی ذمہ داریوں کے احساس کے پیشِ نظر اسے محفوظ کرنے کے لیے آپ جبرئیل امین کے ساتھ ساتھ تلاوت کرتے اس پر باری تعالیٰ نے فرمایا:

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۔[2] آپ اپنی زبان کو جلدی حفظ کے لیے حرکت نہ دیں۔

کیونکہ اس کا حفظ اور اس کا مکمل بیان و تفصیل ہماری ذمہ داری ہے۔ لہٰذا جب جبرئیل امین تلاوت کر تو آپ اطمینان کے ساتھ سماعت کیجیے جب وہ فارغ ہوں گے تو آپ کو وہ وحی الٰہی از خود یاد ہو چکی ہو گی۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

زبان کی ضمانت

اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس کی ضمانت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ یہ رسول اپنی خواہش سے نہیں بولتے

---

[1] النجم، ۵۳: ۱۷

[2] القیامہ،

هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی [1] — بلکہ ان کا بولنا وحیِ الٰہی ہے جو ان پر کی جاتی ہے۔

۴۔ سینۂ اقدس

آپ کے شرحِ صدر کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ [2] — کیا ہم نے آپ کے لیے آپ کا سینہ کھول نہیں دیا!

۵۔ قلبِ انور

آپ کے قلبِ انور کا ذکر قرآن مجید میں مختلف حوالوں سے کیا گیا ہے۔ تدریجاً نزولِ قرآن کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَ رَتَّلۡنٰهُ تَرۡتِیۡلًا [3] — اس طرح ہم نے ٹھہر ٹھہر کر اس قرآن کو نازل کیا تاکہ اس سے ہم تمہارے دل کو تقویت دیں۔

دوسرے مقام پہ فرمایا:

نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلۡبِكَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ [4] — جبرئیل امین نے یہ قرآن اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمہارے دل پہ نازل کیا ہے۔

---

[1] النجم، ۵۳: ۳،۴

[2] الم نشرح، ۹۴: ۱

[3] الفرقان، ۲۵: ۳۲

[4] البقرہ، ۲: ۹۷

WWW.NAFSEISLAM.COM

واقعۂ معراج میں فرمایا:

مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی [1] — چشمانِ حبیب نے جو کچھ دیکھا دل نے اس کی تکذیب نہیں کی (بلکہ تصدیق کی)

۶۔ پشتِ انور

ارشاد ہوتا ہے:

وَ وَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ ۔ الَّذِیْۤ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ [2] — اور ہم نے آپ کا وہ بوجھ دور کر دیا جو آپ کی پشتِ انور کو توڑ رہا تھا۔

۷۔ دستِ اقدس

صلح حدیبیہ کے موقعہ پر صحابہ نے آپ کے دستِ اقدس پر بیعت کی اور اللہ تعالیٰ نے اس بیعت کو اپنے ہاتھ پر بیعت قرار دیتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ [3] — یقیناً وہ لوگ جنہوں نے آپ کی بیعت کی انہوں نے اللہ کی بیعت کی۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

دوسرے مقام پر آپ کے پھینکے ہوئے سنگریزوں کے بارے میں فرمایا:

---

[1] النجم، ۵۳: ۱۱

[2] الانشراح، ۹۴: ۲، ۳

[3] الفتح، ۴۸: ۱۰

WWW.NAFSEISLAM.COM

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۔ [1]

جب آپ نے کنکریاں پھینکیں وہ آپ نے نہیں پھینکیں وہ تو اللہ نے پھینکیں ہیں ۔

اُمّی ہونے کی حکمت

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم امّی تھے یعنی آپ نے کسی استاذ کے آگے زانوے تلمّذ طے نہیں کیے بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمام علوم و معارف کے خزانے آپ کو براہِ راست عطا کر دیئے تھے ۔ آپ کے امّی ہونے کی یہ حکمت بیان فرمائی :

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۔ [2]

آپ نے اس سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھی اور نہ اپنے ہاتھ سے لکھا ورنہ اہلِ باطل ضرور شک میں مبتلا کرتے ۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

[1] انفال ، ۸ : ۱۷

[2] العنکبوت ، ۲۹ : ۴۸

قرآن اور حُسن و جمالِ مصطفوی کا دلیلِ نبوّت ہونا

قرآن نے آیتِ نور میں اس بات کو بڑے ہی حسین پیرائے میں بیان کیا ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعلانِ نبوّت نہ بھی کرتے تو آپ کی زیارت سے مشرف ہونے والے لوگ آپ کے حسن و جمال اور محاسن و کمالات کو دیکھ کر از خود محسوس کر لیتے کہ آپ اللہ کے نبی ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْلَمْ تَمْسَسْهُ	قریب ہے کہ وہ تیل از خود روشن ہو جائے
نَارٌ نُورٌ عَلٰى نُورٍ يَهْدِي	اگرچہ اسے آگ نے مس نہیں کیا۔ نورٌ
اللّٰهُ لِنُورِهٖ مَنْ يَشَاءُ	علیٰ نور ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نور کے لئے
	جس کو چاہے ہدایت دیتا ہے۔

اس آیت کریمہ کے تحت مفسّرین کرام کی آراء ملاحظہ ہوں:

۱۔ شیخ نفطویہؒ اس کی تشریح یوں کرتے ہیں:

هٰذا مثل ضربه الله تعالىٰ لنبيه عليه الصلاة والسلام يقول يكاد منظره يدل على نبوته وان لم يتل قرآناً[۱]

(اللہ تعالیٰ نے یہ اپنے پیارے محبوب علیہ السلام کی مثال دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر قرآن کی تلاوت نہ بھی کرتے پھر بھی آپ کا چہرہ اقدس آپ کی نبوت پر دال تھا۔)

۲۔ علامہ آلوسیؒ روح المعانی میں رقم طراز ہیں:

يكاد زيت صلوات الله و	اگر نورِ قرآن آپ کو مس نہ بھی کرتا تب
سلامه عليه لصفائه و	بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاکیزگی اور

[۱] حجۃ اللہ علی العالمین، ۶۷۵

ذکائه ولولم یمسه نور القرآن	کمالِ حسن کی وجہ سے جگمگا اٹھتے امام بغویؒ
روی البغوی عن محمد بن کعب	نے محمد بن کعب القرظیؓ کے حوالے سے
القرظی تکاد محاسن محمد	بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
صلی اللہ علیہ وسلم	محاسن وکمالات نزولِ وحی سے قبل
تظهر للناس قبل ان یوحی	بھی لوگوں پر واضح وظاہر تھے۔
الیه قال ابن رواحة	روح المعانی، پ۱۸ : ۱۷۱
لولم یکن فیه آیات بینة	کانت منظره تبینك عن خبره

(اگر آپ سے معجزات کا اظہار نہ بھی ہوتا تب بھی آپ کے نبی ہونے پر آپ کا نظارۂ حسن ہی کافی تھا)

۳۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ لکھتے ہیں کہ سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب الاحبار سے کہا کہ مجھے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں بتائیں تو انہوں نے فرمایا:

هذا مثل ضربه الله لنبیه	یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
صلی اللہ علیه وسلم فالمشکوة	کی مثال بیان کی ہے مشکوٰۃ سے آپ کا
صدره والزجاجة قلبه	سینۂ اقدس، زجاجہ سے قلبِ انور اور جس
والمصباح فیها النبوة یکاد	میں مصباح سے مراد نورِ نبوت ہے یعنی
نور محمد صلی اللہ علیه	اگر آپ اپنے منہ سے اعلانِ نبوت نہ
وسلم وامره یتبین للناس	بھی کرتے تب بھی آپ کے انوار و
ولولم یتکلم انه نبی کما کان	کمالات سے آپ کی نبوت واضح ہو جاتی۔

یکاد ذلك الزیت۔

قاضی صاحبؒ ان کا یہ قول نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں:

ولنعم ما قال کعب	حضرت کعب نے بہت ہی خوب
المظہری، پ۶ : ۵۲۵	بات کی ہے۔

قرآن نے یہ واضح کیا ہے کہ اس ہستی کے محاسن و اوصاف ہی نبوت پر کافی دلیل ہیں۔ اگر اس پر قرآن کا نزول نہ ہوتا اور اس سے معجزات کا ظہور نہ بھی ہوتا تو صاحبِ بصیرت پھر بھی اس ہستی کو اپنا رہنما مان کر اس کی سیرت کو اپنا لیتے۔

من سیاہ آپ کو دیکھ ہی نہیں پاتے

لیکن یہاں قرآن نے ایک بڑی ہی بنیادی بات کہی ہے کہ یہ ہستی اگرچہ نورٌ علیٰ نور ہے مگر اس کی طرف ہدایت و رہنمائی اور اس تک رسائی صرف اللہ کی مشیت پر موقوف ہے۔ یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَاءُ (اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی طرف رہنمائی فرماتا ہے)۔ سینکڑوں لوگ ایسے تھے جنہوں نے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے پُرنور چہرے کو دیکھا مگر آپ کے دامن سے وابستہ نہ ہوئے۔ قرآن نے بیان کیا ہے کہ ان کے من سیاہ تھے اس لیے وہ آپ کی ذاتِ بابرکات کو دیکھ ہی نہیں پاتے۔

وَتَرَاھُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ — آپ نے ان کو ملاحظہ کیا کہ وہ آپ
وَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ — کی طرف نظر کرتے ہیں مگر دیکھ نہیں سکتے۔

امام حسن بصریؒ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وتراھم ینظرون الیک — مشرکین آپ کی طرف ظاہری آنکھوں
باعینھم وھم لا یبصرون — سے دیکھتے مگر دل ان کے اندھے ہیں
بقلوبھم۔ المظہری ۹ : ۵۰۱ — وہ نہیں دیکھ سکتے۔

آپ کو دیکھنے کے لیے محبِ صادق سیدنا صدیقِ اکبر کی آنکھ چاہیے۔

فرمانِ نبویؐ سے تائید

روایات میں آیا ہے کہ ایک دن رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے،

دشمنِ رسول ابوجہل آیا اس نے آپ کو دیکھ کر کہا اے محمد میں نے تجھ سا بدصورت کوئی نہیں دیکھا (العیاذ باللہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے سچ کہا۔ اتنے میں شمعِ رسالت کے پروانے سیدنا صدیق اکبر آ گئے انہوں نے آپ کی زیارت کے بعد عرض کیا؛ یارسول اللہ میں نے آپ سا حسین دیکھا ہی نہیں آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا۔ سامعین صحابہ نے آپ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا یارسول اللہ یہ ماجرا کیا ہے؟ آپ نے دونوں کو سچا کہا حالانکہ ابوجہل جھوٹا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: میں ایک آئینے کی مانند ہوں۔ ابوجہل کو اپنا ہی بدصورت چہرہ نظر آیا تو اس نے جو کہا سچ کہا۔ ابوبکر نے اپنا ایمانی اور روحانی چہرہ دیکھا تو پکار اٹھا آپ سا کوئی حسین نہیں۔ اقبال نے خوب کہا:

معنیٔ حرفم کنی تحقیق اگر　　بنگری با دیدہ صدیق اگر
قوتِ قلب و جگر گردد نبی　　از خدا محبوب تر گردد نبی

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ صورت، سیرت کی عکاس ہوتی ہے اور ظاہر سے باطن کا اندازہ ضرور ہو جاتا ہے کیونکہ انسان کا چہرہ اس کے من کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ پہلی نظر ہمیشہ کسی شخصیت کے چہرے پر پڑتی ہے۔ اس کے بعد سیرت و کردار کو جاننے کی خواہش دل میں جنم لیتی ہے۔ اگر وہ شخصیت جاذبِ نظر اور پرکشش ہو تو صحبت میں آنے والا شخص ابتدائی زیارت سے اس طرح اسیرِ محبت بن جاتا ہے کہ اسے اب سیرت پر عمل کی دعوت دینے کی ضرورت نہیں رہتی بلکہ "عقل قرباں کن بپیشِ مصطفیٰ" کے مصداق وہ محبوب کی ہر شے کو محبوب بنا لیتا ہے۔ سیرتِ نبوی کا مطالعہ کرنے والے ہر شخص پر بات آشکار و عیاں ہے کہ سینکڑوں لوگ ایسے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار اور آپ کو پہلی نظر تکتے ہی ایمان لے آئے۔

دیدارِ نبوی اور حضرت عبداللہ بن سلام کا قبولِ اسلام

حضرت عبداللہ بن

سلام یہود کے مشہور عالم تھے۔ وہ اپنے قبولِ اسلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں جب مجھے اس بات کی اطلاع ملی کہ محمد عربی جس نے نبی آخر الزمان ہونے کا دعویٰ کیا ہے، مدینہ کی بستی میں ان کی آمد ہو چکی ہے تو میں بھی آپ کو دیکھنے کی غرض سے آگیا۔ آپ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔

فلما تبینت وجهه عرفت	جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا
ان وجهه لیس بوجه کذاب[1]	بے مثل حسین وجمیل چہرۂ اقدس دیکھا

تو میرے دل نے گواہی دی کہ یہ پرانوار چہرہ کسی جھوٹے شخص کا نہیں ہو سکتا۔

اللہ کی قسم اب واپس جانے کو جی نہیں چاہتا

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کو کفار قریش نے سفیر بنا کر آپ کی خدمت اقدس میں بھیجا۔ جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو دل کی حالت بدل گئی۔ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ اب واپس جانے کو جی نہیں چاہتا۔ آپ مجھے اپنے مبارک قدموں میں رہنے کی اجازت مرحمت فرمادیں۔ آپ نے فرمایا اس طرح قاصد کا رہ جانا مجھے پسند نہیں۔ تم واپس جاؤ۔ اگر یہی کیفیت باقی رہی تو واپس آجانا۔ اس کے بعد وہ بادلِ ناخواستہ چلے گئے لیکن فی الفور واپس آگئے اور اسلام قبول کر لیا۔

حضرت ابو رافع کی کہانی ان کے الفاظ میں ملاحظہ ہو!

بعثنی قریش الی رسول الله	مجھے قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم
صلی الله علیه وسلم فلما	کی خدمت عالیہ میں بھیجا آپ کی زیارت
رأیت رسول الله صلی الله	سے مشرف ہوتے ہی اسلام نے میرے

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح، باب فضل الصدقہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

علیہ وسلم القی فی قلبی الاسلام فقلت یا رسول اللہ انی واللہ لا ارجع الیھم ابدًا۔

دل میں گھر کر لیا میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اب میں لوٹ کر کفار کی طرف نہیں جاؤں گا بلکہ ہمیشہ آپ کی خدمت میں ہی زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں۔

میری گفتگو سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انی لا اخیس بالعھد ولا احبس البرد ولکن ارجع فان کان فی نفسک الذی فی نفسک الاٰن فارجع۔

میں عہد کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا اور نہ ہی قاصد کو اپنے پاس روک لیتا میرا طریقہ ہے۔ تم کفار کی طرف جاؤ۔ اگر محبت قائم رہے تو واپس آجائیں۔

حضرت ابو رافع کہتے ہیں کہ میں آپ کے حکم پر چلا تو گیا لیکن وہاں جی نہ لگا۔

ثم اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاسلمت[1]

تو میں واپس آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آگیا اور اسلام قبول کر لیا۔

یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

حضرت حارث بن عمرو السہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں منیٰ کے مقام پر اپنے آقا علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تو لوگ آپ کے ارد گرد حلقہ بنائے حاضر تھے۔

میں نے دیکھا:

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح، باب الامان

فتبجئ الاعراب فاذا راوا وجهہ قالوا ھذا وجہ مبارک[1] — جو بھی کوئی دیہاتی آپ کے چہرہ انور کی زیارت سے مشرف ہوتا وہ پکار اٹھتا کہ یہ چہرۂ اقدس انوارِ الٰہیہ کا مظہر اتم ہے۔

؎ دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ!
یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

یہ تو اللہ کے نبی ہیں

حضرت ابو رمثہ التیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ میرے ساتھ میرا بیٹا بھی تھا۔ لوگوں نے مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نشاندہی کی

فلما رأیتہ قلت ھذا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[2] — جب میں نے آپ کی زیارت کی تو میں پکار اٹھا یہ تو اللہ کے نبی ہیں۔

یہ حسین وجمیل چہرے والا دھوکہ نہیں دے سکتا

حضرت طارق بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہمارا قافلہ مدینہ طیبہ کے باہر آرام کے لئے رکا۔ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے آئے اس وقت ہم آپ سے شناسا نہ تھے۔ ہمارے پاس سرخ رنگ کا اونٹ تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند آگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کے مالک سے اسے خریدنے کا اظہار فرمایا

---

[1] ابوداؤد، ۱ : ۲۴۳

[2] شمائل ترمذی، باب ما جاء فی شیب رسول اللہ۔

بالآخر سودا طے ہو گیا چونکہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کی قیمت نہیں تھی۔ آپ نے قیمت بھجوانے کا وعدہ فرمایا اور اونٹ لے کر چل دیے۔ جب آپ روانہ ہو چکے تو اہلِ قافلہ میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہ کسی نے اس شخص کا نام تک نہیں پوچھا۔ مبادا یہ شخص وعدہ پورا نہ کرے۔ لوگ اس قسم کی قیاس آرائیاں کر ہی رہے تھے کہ قافلہ سالار کی بیوی اہلِ قافلہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگی:

واللہ لقد رأیت رجلاً	اللہ کی قسم میں نے اس شخص کی زیارت
کان وجھہ قطعۃ القمر	کی ہے۔ اس کا چہرہ چودھویں کے
لیلۃ البدر انا ضامنۃ	چاند سے بڑھ کر خوبصورت ہے
لثمن جملکم لا یغدر بکم	ایسا شخص کبھی دھوکہ نہیں کر سکتا۔
	اور میں آپ کی رقم کی ضامن ہوں۔

جب شام کا وقت ہوا تو ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہوں۔ یہ کھجوریں بھی خوب پیٹ بھر کر کھالو اور اپنی قیمت بھی پوری کر لو ہم نے ان کھجوروں سے دونوں فوائد حاصل کر لیے[1]

آنچہ خُوباں ھمہ دارند تو تنہا داری

قرآن کریم نے یہ بات بھی کھول کر بیان کر دی ہے کہ اس کائنات کے تمام ظاہری و باطنی حسن و جمال کو آپ کی ذات میں جمع کر دیا گیا ہے کیونکہ تمام مخلوق میں برگزیدہ انبیاء و رسل علیہم السلام ہیں اور آپ کی ذات ان تمام میں موجود اوصاف و کمالات کا مجموعہ ہے۔

---

[1] زرقانی ۴ : ۹۰

اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام برگزیدہ انبیاء کرام کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ	یہ جماعت ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے (ظاہری و باطنی) کمالات سے نوازا ہے۔ اے محبوب آپ بھی ان سے اپنے آپ کو متصف کر لیجئے۔

آیت مبارکہ میں ہدایت سے مراد سابقہ انبیاء کے شرعی احکام نہیں کیونکہ وہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد و بعثت کے ساتھ ہی منسوخ ہو گئے ہیں بلکہ اس سے مراد وہ ظاہری و باطنی اوصاف و کمالات ہیں جن کی وجہ سے ان انبیاء کو تمام مخلوق پر فوقیت حاصل ہے۔ چنانچہ وہ کمالات و امتیازات جو دیگر انبیاء کی شخصیات میں فرداً فرداً موجود تھے رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم میں بدرجہ اتم جمع کر دیے گئے۔ اور اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم جامع کمالاتِ نبوت قرار پا گئے۔

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

امام قطب الدین رازی آیت کریمہ سے آپ کے افضل الانبیاء ہونے پر استدلال کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

انه يتعين ان الاقتدا المامور به ليس الا في الاخلاق الفاضلة والصفات الكاملة كالحلم والصبر والزهد وكثرة الشكر والتضرع وغيرها ويكون في الآية	یہ امر متعین ہے کہ اس آیت میں احکام شرعیہ میں اقتداء کا حکم نہیں، بلکہ اخلاقِ فاضلہ و صفات کاملہ مثلاً حلم، صبر، زہد و شکر وغیرہ کے حصول کا حکم ہے اور یہ آیتِ مبارکہ اس امر پہ دلیلِ قطعی کا درجہ رکھتی ہے کہ اس اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام

WWW.NAFSEISLAM.COM

دليل على انه صلى الله عليه وسلم افضل منهم قطعاً ـــ فاجتمع فيه من خصائل الكمال ما كان متفرقاً فيهم وحينئذٍ يكون افضل من جميعهم قطعاً كما انه افضل من كل واحد منهم ۔ [1]

سے افضل ہیں ـــ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تمام خصائص وکمالات جو دیگر انبیاء میں متفرق طور پر تھے ان تمام کو اپنی سیرتِ مطہرہ میں جمع فرمالیا لہٰذا آپ جس طرح ہر نبی سے افضل ہیں اسی طرح یقینی طور پر تمام انبیاء سے بھی افضل ٹھہرے ۔

امام فخرالدین رازیؒ آیت کا معنیٰ بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

هذا يقتضى انه اجتمع فيه من الخصال المرضية ما كان متفرقاً فيهم فوجب ان يكون افضل منهم [2]

اس آیت سے واضح ہو رہا ہے کہ تمام اخلاقِ حسنہ جو متفرق طور پر انبیاء علیہم السلام میں موجود تھے آپ کی سیرتِ طیبہ میں اپنے شباب وکمال کے ساتھ جمع ہیں ۔ لہٰذا آپ کو تمام انبیاء سے افضل ماننا لازم ہے ۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ آپ کے اوصاف وکمالات کا کیا کہنا لوگ تمام انبیاء کے کمالات میں دنگ ہیں لیکن انبیاء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کے بارے میں حیران ہیں ۔

افہامِ خلائق در کمالاتِ انبیاء علیہم السلام حیران و انبیاء ہمہ

تمام مخلوق کمالات انبیاء علیہم السلام میں اور تمام انبیاء آپ صلی اللہ علیہ وسلم

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

[1] روح المعانی ، ۷ : ۲۱۷ [2] تفسیر الکبیر ، ۵ : ۲۰۹

در ذاتِ وے کمالات انبیاء دیگر	کی ذاتِ اقدس میں متحیر ہیں دیگر
محدود و معین است اما ایں جا	انبیاء کے کمالات محدود و معین ہیں
تعین و تحدید نگنجد و خیال و قیاس	لیکن آپ کے فضائل و محاسن کی
را بدرک کمالِ وے راہ نبود ۱	کوئی حد ہی نہیں بلکہ کسی کے خیال

و عقل کی وہاں تک پرواز ہی ممکن نہیں۔

آئیے اب اس شاہکارِ ربوبیت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر اور سراپا کا بیان شروع کرتے ہیں۔ ہم اس کا بیان صحابہ کرام کی زبان سے کریں گے کیونکہ وہی وہ خوش بخت ذوات ہیں جنہوں نے اپنی آنکھوں سے اس شاہکار کا دیدار کیا، ان کی ہر ادا کو اپنے من میں سمویا، اپنے ذہن و دماغ کو آپ کے حسن و جمال سے معطر کیا اور تا قیامت آنے والے لوگوں کے لیے اسے تقریرًا و تحریرًا محفوظ کیا۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہو جائے گی کہ صحابہ کرام آپ کی سیرت کے ہی متوالے نہ تھے بلکہ صورت سے انہیں سیرت سے بڑھ کر پیار تھا۔ واضح بات ہے کہ اگر انہیں آپ کی صورت سے پیار نہ ہوتا تو وہ آپ کے ہر ہر عضو کے بارے میں بیان نہ کرتے۔ جب ان سے آپ کا تمام سراپا اور حلیہ منقول ہے تو ہر ذی شعور شخص محسوس کر سکتا ہے کہ یہ ان کے پیار و محبت کی علامت ہے اور کائنات میں یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی امتیاز ہے کہ آپ کی ہر ہر ادا کو محفوظ کر دیا گیا ہے۔

اب ہم سراپا کی ابتدا آپ کے قدِ انور سے کرتے ہیں

---

۱ مرج البحرین ۳۰

قدِ انور

خالقِ کائنات نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے قد و قامت کو اس حسنِ تناسب سے نوازا تھا کہ دیکھنے والا جس زاویے اور جس پہلو سے بھی دیکھتا اسے کوئی عیب یا سقم دکھائی نہ دیتا۔ آپؐ تنہا کھڑے ہوتے تو میانہ قد دکھائی دیتے جبکہ صحابہ کے جھرمٹ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قدِ اقدس سب سے بلند نظر آتا۔ اس لیے کہ ربِ کائنات کو یہ ہرگز گوارا نہ تھا کہ کوئی اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو پست قامت کہہ سکے۔

قدِ انور کی جمال آفرینی

۱۔ حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپؐ کے قامتِ زیبا کے حسن و جمال کے بارے میں کہتے ہیں:

ما رأیت احسن بشرًا فی ثوبین احمرین من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [۱]	میں نے سرخ لباس میں رحمتِ دوجہاں سے بڑھ کر کسی کے قامتِ زیبا کو حسین نہیں دیکھا۔

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ آپؐ کے قدِ زیبا کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

---

[۱] ابنِ سعد، ۱: ۳۲۲

WWW.NAFSEISLAM.COM

كان رسول الله صلى الله	محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم قامتِ زیبا
عليه وسلم احسن الناس	اور چہرۂ اقدس کے لحاظ سے تمام لوگوں
قواماً و احسن الناس وجهاً[1]	سے زیادہ حسین تھے۔

۲۔ وصافِ نبی حضرت ہند بن ابی ہالہ قدِ انور کے اعتدال کو یوں بیان کرتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله	آپ کا تمام جسم نہایت ہی معتدل
عليه وسلم معتدل الخلق	تھا۔ تمام اعضاء کامل تھے۔ گوشت
بادن متماسك اطول من	سے پُر ہونے کے باوجود ان میں
المربوع واقصر من	ڈھیلا پن نہ تھا۔ قدِ انور اعتدال کے
المشذب[2]	ساتھ دراز تھا۔ نہ ہی پست تھا اور
	نہ ہی زیادہ دُبلا پتلا۔

ہے گلِ باغِ قُدس رخسارِ زیبائے حضورؐ
سروِ گلزارِ قِدم قامت رسول اللہ کی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپائے اقدس تناسبِ اعضاء کا بہترین شاہکار تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسّی و ظاہری پہلو حد درجہ دلکش اور جاذبِ نظر تھا۔ آپؐ ہر مجلس میں مرکزِ نگاہ ہوتے تھے اور دیکھنے والی ہر آنکھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا انور کے حسن و جمال کی رعنائیوں میں کھوئی رہتی۔

قدِ رعنا کی موزونیت

۱۔ حضرت براء بن عازبؓ شاہکارِ ربوبیت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدِ رعنا کی موزونیت

---

[1] ابن عساکر، ۱: ۳۲۰
[2] شمائل ترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ

کے بارے میں فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس بالقصیر ولا بالطویل [1]	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قد رعنا انتہائی دراز تھا اور نہ ہی کوتاہ (یعنی انتہائی موزوں و مناسب تھا)۔

۲۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

انہٗ سمع انس بن مالکؓ ینعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان ربعۃً من القوم لیس بالطویل البائن ولا القصیر [2]	میں نے حضرت انس بن مالکؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت ان الفاظ میں کہتے ہوئے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ دراز اور کوتاہ قد نہ تھے۔

۳۔ حضرت ابراہیم بن محمدؒ اپنے جدِ امجد حضرت علیؓ بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے قامتِ زیبا کے بارے میں فرمایا:

لم یکن بالطویل الممغط ولا بالقصیر المتردد وکان ربعۃً من القوم۔ [3]	آپ نہ انتہائی بلند قامت تھے اور نہ ہی بالکل کوتاہ، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد انور مناسب تھا۔

طائرانِ قدس جس کی ہیں قمریاں
اس سہی سرو قامت پہ لاکھوں سلام

---

[1] الوفاء باحوال المصطفیٰ، ۲: ۴۰۲ [3] مشکوٰۃ، ۵۱۷

[2] " " " "

۴۔ حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہؓ آپ کے جسمِ اطہر کے اعتدالِ خلقت کے بارے میں کہتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلّم مقصدًا [1]	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قدِ انور معتدل تھا۔

لغت میں مقصد کا معنی یوں بیان ہوا ہے۔

ليس بطويل ولا تقصير ولا جسيم	ایسے جسم کو مقصد کہتے ہیں جو قد میں نہ لمبا ہو نہ پست اور نہ ہی اس میں موٹاپا ہو۔

گلبنِ رحمت کی ڈالی

۵۔ سفرِ ہجرت میں آپ کی زیارت سے مشرف ہونے والی خاتون اُمِ معبد رضی اللہ عنہا نے آپ کے قدِ انور کا حسن بیان کیا اور ساتھ ساتھ سیدنا صدیق اکبرؓ اور عامر بن فہیرہ سے تقابل بھی کیا ہے۔

كان رسول الله عليه وسلم ربعة لا تشنؤه من طول ولا تقتحمه عين من قصر غصن بين غصنين فهو انضر الثلاثة منظرًا واحسنهم قدًا۔ [2]	آپ کا مبارک قد نہایت خوبصورت میانہ تھا، نہ ایسی طوالت کہ دیکھنے والا ناپسند کرے اور نہ ایسا پست کہ حقیر نظر آئے (بلکہ) وہ دو شاخوں کے درمیان ترو تازہ شاخ کی مانند تھا اور ان تینوں میں زیادہ حسین نظر آرہا تھا

---

[1] سبل الہدیٰ، ۲: ۱۱۳

[2] شمائل الرسول لابن کثیر، ۴۶

WWW.NAFSEISLAM.COM

ترا قدِ مبارک گلبنِ رحمت کی ڈالی ہے
اسے بو کر ترے رب نے بنا رحمت کی ڈالی ہے

چلتے وقت دوسروں سے بلند نظر آتے

۶۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدِ زیبا کی جمال آفرینی کے بارے میں فرماتی ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہی زیادہ دراز قد تھے اور نہ ہی کوتاہ قد۔ بلکہ آپؐ کا قد مبارک میانہ تھا۔ جب کسی طویل القامت کے ساتھ مل کر چلتے تو اس سے بلند نظر آتے

ولم یکن یماشیہ احد	اور بسا اوقات دو بلند قامت آدمیوں
من الناس ینسب الی	کے درمیان چلتے تو ان سے بلند تر نظر
الطول الا طالہ رسول اللہ	آتے لیکن دیکھنے والا حیران رہ جاتا،
صلی اللہ علیہ وسلم۔	کہ جب وہ جدا ہوتے تو وہ دراز قد
لربما اکتنفہ الرجلان	اور آپؐ کا قدِ انور میانہ دکھائی دیتا۔
الطویلان فیطولہما رسول	یعنی دوسروں کے مقابلے میں بلند
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	دکھائی دیتے مگر تنہا معتدل اور میانہ
فاذا فارقاہ نسب رسول	قد تھے۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الربعۃ [۱]

۷۔ سیدنا ابو ہریرہؓ نے اس خصوصیت کو یوں بیان کیا ہے:

ما مشی رسول اللہ صلی اللہ	آپ ساتھ چلنے والے سے بلند قامت
علیہ وسلم احد الا طالہ [۲]	دکھائی دیتے تھے۔

---

[۱] الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۶۹ [۲] تہذیب عساکر، ۱: ۳۱۹

مجلس میں بلند نظر آتے

۸۔ حضرت علیؓ ہی سے منقول دوسری روایت یوں ہے :

کان رسول اللہ صلی اللہ	حضور صلی اللہ علیہ وسلم دراز قد نہ تھے
علیہ وسلم لیس بالذاھب	جب لوگوں کے درمیان کھڑے ہوتے
طولاً وفوق الربعۃ اذا	تو سب سے بلند نظر آتے ۔
جامع القوم غمرھم[1]	

۹۔ آپ صرف دوسروں میں کھڑے ہونے کی صورت میں ہی بلند نظر نہ آتے بلکہ مجلس میں بیٹھنے کی صورت میں بھی آپؐ بلند نظر آتے ۔

امام المحدثین حضرت ملا علی قاریؒ خصائص ابن سبع کے حوالے سے لکھتے ہیں :

کان اذا جلس تکون کتفہ	جب آپؐ (کسی مجلس میں) بیٹھتے تو
اعلی من جمیع الجالسین[2]	آپؐ کے شانے مبارک دوسرے بیٹھے
	والوں سے بلند نظر آتے ۔

بلند نظر آنے کی حکمت

WWW.NAFSEISLAM.COM

بلند نظر آنے کی حکمت بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں :

لعل السر فی ذلک انہ	حکمت اس میں یہ ہے کہ جس طرح
لا یتطاول علیہ احد صورۃً	محاسنِ باطنہ میں آپؐ سے کوئی بلند

---

[1] المواہب مع الزرقانی، ۴ : ۱۹۸

[2] جمع الوسائل، ۱ : ۱۱

كما لا يتطاول عليه معنىً [1] — نہیں اسی طرح ظاہری قد وقامت میں بھی آپ سے کوئی بڑھ نہیں سکتا۔

ایک اور مقام پر دوسروں کے درمیان آپ کے بلند دکھائی دینے کی حکمت یوں بیان کرتے ہیں:

فی الطول مزیة خص بها	کہ یہ بلندی اس لیے تھی تاکہ ہر ایک پر یہ
تلویحاً بانه لم یکن احد	بات آشکار ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں
عند ربه افضل لا صورةً	ظاہری اور باطنی احوال میں اس ذات
ولا معنىً [2]	سے بڑھ کر کوئی نہیں۔

قامتِ مبارکہ کی معجزاتی کیفیت

امام خفاجی فرماتے ہیں کہ آپ کا قدِ انور خلقت کے لحاظ سے دوسروں سے زیادہ طویل نہیں تھا بلکہ معتدل ہی تھا لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ عنایت تھی کہ دیکھنے والوں کو آپ بلند دکھائی دیتے تاکہ صورت کے لحاظ سے بھی کوئی فوقیت حاصل نہ کر پائے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کی تعظیم میں بھی اضافہ ہو۔

لم یخلق اطول من	آپ کا قدِ انور زیادہ طویل پیدا نہیں
غیره لخروجه من	کیا گیا کیونکہ اتنا طویل ہونا اعتدال کے
الاعتدال الاکمل المحمود	منافی اور قابلِ تعریف نہیں۔ ہاں
ولکن الله جعل له	اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے دیکھنے

---

[1] جمع الوسائل، ۱: ۱۱

[2] شرح الشفاء، ۱: ۱۵۳

WWW.NAFSEISLAM.COM

هذا في رأى العين معجزة خصه الله تعالى بها لئلا يرى تفوق احد عليه بحسب الصورة وليظهر من بين اصحابه تعظيماً له بما لم يسمع لغيره فاذا فارق تلك الحالة زال المحذور وعلم التعظيم فظهر كماله الخلقي [1]

والی آنکھوں میں یہ بات پیدا کر دی تھی کہ آپؐ بلند نظر آتے اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیت اس لیے عطا کی تھی کہ کوئی صورت کے لحاظ سے بھی آپؐ سے بلند دکھائی نہ دے اور آپؐ کی تعظیم میں اضافہ ہو۔ یہی وجہ ہے جب یہ ضرورت نہ رہتی تو آپؐ اس کمال پر دکھائی دیتے جس پر آپؐ کی تخلیق تھی۔

امام محمد بن عبدالباقی الزرقانی اس سوال کا کہ کیا یہ آپؐ کا بلند نظر آنا اس لیے تھا کہ آپؐ کو دوسروں سے طویل پیدا کیا گیا تھا یا آپؐ کا قدِ انور خلقۃً میانہ ہی تھا مگر بلند دکھائی دیتا تھا؟ جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے لیے یہ ممکن تھا کہ وہ آپؐ کو دوسروں سے طویل پیدا فرما دیتا لیکن اس نے آپؐ کو میانہ قد ہی پیدا فرمایا۔ ہاں دیکھنے والے آپؐ کو بلند ہی محسوس کرتے تھے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

ان ذلك يرى في اعين الناس فقط وجسده باق على اصل خلقته فمثل ارتفاعه المعنوي في عين الناظر فرآه رفعة حسية [2]

آپؐ فقط لوگوں کی نظروں میں بلند دکھائی دیتے لیکن آپؐ کا جسم اطہر اس حال میں بھی اصل خلقت پہ (میانہ) ہی رہتا۔ پس گویا آپؐ کی رفعت

---

[1] نسیم الریاض، ۱: ۳۴۴

[2] زرقانی علی المواہب، ۴: ۱۹۹

معنوی کو ہی اللہ تعالیٰ نے دیکھنے والے کی آنکھ میں ـــــ رفعتِ جسی بنا دیا تھا۔
یعنی جب کوئی شخص آپؐ کو کسی اجتماع یا محفل میں دیکھتا تو وہ یوں محسوس کرتا کہ آپؐ سب سے بلند ہیں۔ حالانکہ تنہائی میں آپؐ کا قدِ زیبا میانہ ہی دکھائی دیتا۔ اس کی تائید حضرت عائشہ صدیقہؓ کے درج ذیل اس بیان سے بھی ہوتی ہے جسے امام ابونعیمؒ نے دلائل النبوۃ میں ذکر کیا ہے۔

"جب آپؐ دو طویل مردوں کے ساتھ چل رہے ہوتے تو ان سے بلند قامت دکھائی دیتے اور جب وہ آپؐ سے جدا ہو جاتے تو وہ دونوں طویل نظر آتے مگر آپؐ میانہ قد۔"[1]

یادِ قامت کرتے اٹھیے قبر سے
جانِ محشر پر قیامت کیجیے

---

[1] دلائل النبوۃ لابی نعیم ۰ ۵۶۱

اعتدالِ خلقت

شاہکارِ ربوبیّت کا جسمانی تناسب

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسمِ اقدس نہ تو مائل بہ فربہی تھا اور نہ ہی نحیف و ناتواں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اقدس کی ساخت سرتاپا حسنِ اعتدال کا مرقع تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ اعضائے مبارکہ میں ایسا حسین تناسب پایا جاتا تھا کہ دیکھنے والا یہ گمان بھی نہ کر سکتا تھا کہ فلاں عضو دوسرے کے مقابلے میں فربہ یا نحیف ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر کی ساخت اتنی متناسب اور بکمال موزونیت کا مرقع تھی جس پر فربہی یا کمزوری کا حکم نہیں لگایا جا سکتا تھا۔ فربہی اور دبلاپن کی دونوں کیفیتیں شخصی وجاہت اور جسمانی حسن و وقار کے منافی سمجھی جاتی ہیں۔ چنانچہ ربّ العزت کو یہ بات کیونکر گوارا ہو سکتی تھی کہ کوئی اس کے کارخانۂ قدرت کے شاہکار کی طرف کسی خلافِ حسن و وقار امر کی نسبت کر سکے۔ خدائے عزّ وجل نے بالیقین اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بے مثل اور تمام عیوب و نقائص سے مبرّا بنایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا کمال درجہ حسین و متناسب اور دلکشی و رعنائی کا حامل تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضائے مبارکہ اس قدر مثالی مناسبت کے آئینہ دار تھے کہ انہیں دیکھ کر ایک حسنِ مجسم پیکرِ انسانی میں ڈھلتا دکھائی دیتا تھا۔ صحابہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسین سراپا کی مدح میں ہر وقت رطب اللسان رہتے تھے۔ ان کی بیان کردہ روایات سے مترشح ہوتا ہے کہ حسنِ ساخت کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر کی خوبصورتی اور رعنائی و زیبائی اپنی مثال آپ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینۂ اقدس اور شکم مبارک دونوں ہموار تھے تاہم سینہ نہایت حسنِ اعتدال کے ساتھ بطنِ مبارک کی نسبت ذرا آگے

کی طرف اُبھرا ہوا تھا۔ طب و صحت کے مسلّمہ اصولوں کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کامل و اکمل طور پر متناسب الاعضاء اور وجیہہ الصورت تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات میں حسنِ تام اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ یوں متشکل نظر آتا تھا کہ بقولِ شخصے ؎

زفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامنِ دل میکشد کہ جا اینجاست

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سرتا قدم حسنِ مجسّم تھے اور یہ فیصلہ کرنا محال تھا کہ صوری حسن جسدِ اطہر کے کس کس مقام پہ کمالِ حُسن کی کن کن بلندیوں کو چھو رہا ہے

صحابہ کرامؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپائے کو دیکھ کر بے خود رہ جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ سراپا کے بیان میں اپنے عجز اور کم مائیگی کا اعتراف کرتے۔ حق تو یہ ہے کہ ذاتِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا حسنِ سرمدی اظہار و بیان سے ماورا تھا اور اہلِ عرب اپنی فصاحت و بلاغت کے تمام تر دعوؤں کے باوجود بھی اسے کما حقہ بیان کرنے سے عاجز تھے۔ ان کی کیفیتِ عجز کی عکاسی اس شعر سے بخوبی ہو جاتی ہے ؎

داماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار
گلچیں بہارِ تو ز داماں گلہ دارد

(نگاہ کا دامن تنگ ہے اور تیرے حسن کے پھول کثیر ہیں، تیری بہار سے پھول چننے والوں کو اپنے دامن کی تنگی کی شکایت ہے)

حضرت ہند ابن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کی تخلیق کے بارے میں روایت ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معتدل الخلق	آپ کے وجودِ اقدس کا ہر عضو انتہائی متناسب تھا اور پرگوشت ہونے

WWW.NAFSEISLAM.COM

بادن تماسك — کے باوجود اس میں ڈھیلا پن نہ تھا۔

"معتدل الخلق" کا معنی ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

ان جميع اعضاء جسمه الشريفة خلق الله تعالىٰ كاملة متناسبة مع بعضها غير متنافرة[1]

اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام اعضائے شریفہ کو اس طرح کامل متناسب پیدا فرمایا کہ ان میں نہایت موزونیت و وقار تھا۔

حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم مقصدًا[2]

رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم و اعضاء میں نہایت ہی اعتدال تھا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے حسنِ خلقت کے بارے میں کہتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم احسن الناس خلقًا[3]

حضور علیہ السلام اپنی خلقت میں تمام لوگوں سے حسین تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ آپ کے جسمِ اطہر کے اعتدال و موزونیت کو واضح کرتے ہوئے کہتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله — آپ کا جسمِ اطہر نہایت خوبصورت

---

[1] سیدنا محمد رسول اللہ، ۲۱۸

[2] المسلم، کتاب الفضائل

[3] البخاری، کتاب المناقب

WWW.NAFSEISLAM.COM

حیہ وسلم حسن الجسم[1] دخوش نما تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے جسم و اعضا کو ہر اس نقص سے پاک رکھا جو اعتدال و توازن کے منافی ہو۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ یہی بات یوں بیان کرتے ہیں:

لم یکن رسول اللہ صلی	رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو
اللہ علیہ وسلم بالطویل	بے ڈھب لمبے تھے اور نہ بد نما
الممغط ولا بالقصیر	پست قد کہ ایک عضو دوسرے
المتردد وکان ربعة	عضو میں گھسا ہوا ہو۔ البتہ آپ
من القوم ولم یکن	مائل بہ درازی تھے۔ آپ کے بال
بالجعد القطط ولا بالسبط	مبارک نہ تو بہت زیادہ گھنگھریالے
کان جعدًا رجلاً ولم	تھے اور نہ ہی سیدھے کھڑے۔
یکن بالمطهم ولا	بلکہ خمیدہ تھے۔ نہ تو آپ کا وجود
بالمکلثم وکان فی	اقدس موٹا تھا اور نہ ہی چہرۂ انور
وجهه تدویر۔[2]	بالکل گول بلکہ رُخِ تاباں کتابی تھا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

[1] شمائل ترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ!

[2] شمائل ترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ!

جسمِ اَطہر کی رنگت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسمِ اطہر رنگت میں نہ تو چونے کی طرح بالکل سفید تھا اور نہ ہی خاکستری مائل بلکہ ملاحت آمیز سفیدی کے ساتھ سُرخی مائل تھا۔ حسنِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپائے اقدس کو بیان کرنے والے راویوں میں سے بعض نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلد مبارک کی رنگت کو چاندی جیسی سفیدی اور گلاب جیسی سُرخی کا امتزاج قرار دیا۔ کسی نے اسے سفید مائل بہ سرخی کہا جبکہ کسی نے سفید گندم گوں بیان کیا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے :

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انور ھم لونا۔[1]	آپ صلی اللہ علیہ وسلم رنگ کے لحاظ سے سب سے زیادہ روشن تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سراپائے اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رنگتِ زیبا بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں :

کان رسول اللہ صلی اللہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رنگت کے

---

[1] الوفا : ۲ : ۴۰۶

علیہ وسلم احسن الناس	اعتبار سے سب لوگوں سے زیادہ
لونًا ۔[1]	حسین اور جاذبِ نظر تھے۔

حضرت انس رضؓ ہی سے مروی ہے :

کان رسول اللہ صلی اللہ	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر
علیہ وسلم ازھر اللون	کا رنگ نہایت ہی خوش نما تھا
بالآدم ۔[2]	

وصافِ نبی حضرت ہند بن ابی ہالہ رضؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رُوپ ان الفاظ میں بیان کیا ہے :

کان رسول اللہ صلی اللہ	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا (جسم اطہر)
علیہ وسلم انور المتجرد[3]	سراپا روشنی اور حُسن کا پیکر تھا

اسی روشن رنگت کو حضرت ام معبد رضؓ نے ظاہر الوضاءۃ (سراپا جمال) سے تعبیر کیا ہے۔ حضرت ابوھریرۃ رضؓ بیان فرماتے ہیں :

کان رسول اللہ صلی اللہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ مبارک
علیہ وسلم ابیض کانما	سفید تھا۔ یوں لگتا تھا گویا آپ صلی اللہ
صیغ من فضۃ[4]	علیہ وسلم کا جسم اطہر چاندی میں ڈھالا گیا ہے۔

حضرت سعید الجریری رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو الطفیل رضؓ کو جب یہ کہتے سُنا،

---

[1] الوفا، ۲ : ۴۰۵

[2] البخاری، باب صفۃ النبی

[3] ترمذی، باب ما جاء فی خلق رسول اللہ

[4] شمائل ترمذی ۔ ۔ ۔ ۔

رایت النبی و ما بقی علی — کہ میں نے آقائے دو جہاںؐ کی زیارت

وجہ الارض احد راٰہ — کی ہے اور آج میرے سوا روئے

غیری — کائنات میں کوئی ایسا شخص موجود نہیں

جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف پایا ہو۔

تو میں نے اُن سے عرض کیا:

مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی وصف بیان کریں۔

تو انہوں نے فرمایا:

کان ابیض ملیحًا ۱؎ — آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سفید

اور جاذبِ نظر تھا۔

ان کے حُسنِ باملاحت پر نثار

شیرۂ جاں کی حلاوت کیجئے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں سیاہ رنگ کی چادر پیش کی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے زیبِ تن کیا اور مجھے مخاطب ہو کر فرمایا:

کیف ترینھا علی یا عائشہ؟ — عائشہؓ بتا کیسی لگتی ہے؟

میں نے عرض کیا:

ما احسنھا علیک یا رسول اللہ — بہت ہی خوب۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

سوادھا بیاضک وبیاضک — کے حسن کی سفیدی نے اس کی سیاہی

۱؎ الوفا، ۲: ۴۰۶

دلائل النبوۃ للبیہقی ۱: ۲۰۰

سوداھا [1] کو اور آپ کی سفیدی کو اس کی سیاہی
نے دوبالا کر دیا ہے

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اُس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

حُسنِ رنگتِ مصطفوی صلے اللہ علیہ وسلم کی یکتائی

اہلِ علم نے رنگت میں حسن کے دو معیار بیان کئے ہیں :

ا ۔ دُنیوی معیار

ب ۔ اُخروی معیار

ا ۔ دُنیوی معیار اس معیار کے مطابق حسین ترین رنگت وہ ہے جس میں چاندنی کی چمک اور سرخی کی دمک ہو ۔ گویا سرخی و سفیدی کا امتزاج دنیوی نقطۂ نظر سے حسین ترین رنگ تسلیم کیا گیا ہے ۔

ب ۔ اُخروی معیار عالم آخرت میں اہل جنت کے نزدیک حسین ترین رنگ وہ رنگت ہے جس میں سفیدی کے ساتھ زردی جھلکتی ہو ۔

دنیوی و اخروی نقطۂ نظر کے اعتبار سے حُسنِ رنگت کے معیارات جدا جدا ہیں جو تطبیق نہیں رکھتے ۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سرورِ عالم شہر یارِ دنیا و عقبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن رنگت کو کس معیار پہ پرکھا جائے ۔ اس عقدے کا حل صحابہ کرامؓ کے درجِ ذیل بیانات سے مل جاتا ہے ، جن کے مطابق حسنِ رنگت کے دونوں مظاہر حسنِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بدرجۂ اتم موجود تھے

---

[1] ابنِ عساکر ، ۱ : ۳۲۰

حضرت علیؓ پیکرِ حسنِ ابدتاب کی رنگت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ابیض مشربًا و فی روایۃ مشربًا حمرۃ [1]	حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ مبارک سفید تھا جس سے سرخی جھلکتی تھی ایک اور روایت کے مطابق رنگ مبارک سفید تھا یوں گماں گزرتا جیسے چاندی پر سونے کا پانی چڑھایا گیا ہو۔

ترمذی شریف میں حضرتِ علی رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت ان الفاظ میں ہے:

انہ نعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال کان فی وجہہ تدویر ابیض مشرب بحمرۃ [2]	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کہتے ہوئے کہا کہ آپؐ کا چہرۂ اقدس سفید اور گولائی میں تھا اور سرخی مائل تھا۔

حضرتِ فاروقِ اعظمؓ، علیؓ، ابوھریرہؓ اور دیگر جلیل القدر صحابہ نے آپؐ کے رنگ کو سفید مگر گلاب جیسی سرخی کا امتزاج قرار دیا۔

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ابیض اللون مشربًا حمرۃ [3]	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سفیدی اور سرخی کا حسین امتزاج تھا۔

حضرتِ ابوامامہ الباہلیؓ سے مروی روایت کے الفاظ یہ ہیں :

---

[1] الوفا باحوال المصطفیٰ، ۲: ۴۰۵، جواہر البحار، ۲ : ۱۶۲

[2] ترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللّٰہ

[3] سبل الھدیٰ، ۲ : ۱۶

WWW.NAFSEISLAM.COM

ابيض تخالطه حمرة [۱] — آپ کا رنگ سفیدی اور سرخی کا حسین مرقع تھا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں :

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ابيض بياضه الى السمرة [۲] — حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رنگت سفید تھی اور رنگت کی سفیدی گندم گوں تھی۔

مذکورہ روایات میں تطبیق

امام عبدالرؤف المناوی ان تمام روایات کو ذکر کرنے کے بعد تطبیق دیتے ہوئے لکھتے ہیں :

"ان تمام روایات کو یوں جمع کیا جاسکتا ہے کہ جن میں لفظِ سمرہ کا ذکر ہے وہاں اس سے مراد وہ سُرخ رنگت ہے جس کے ساتھ سفیدی کی آمیزش ہو اور جن میں سفیدی کا ذکر ہے اس سے مراد وہ سفید رنگ ہے جس میں سرخی ہو اور بعض روایات میں جو آپؐ کے مبارک رنگ کو بہت زیادہ سفید بیان کیا گیا ہے اس سے مراد اس کی چمک دمک ہے جس طرح حدیث میں آتا ہے کہ آپؐ کے چہرۂ اقدس میں آفتاب محوِ خرام رہتا ہے۔ [۳]

---

[۱] تہذیب ابن عساکر ، ۱ : ۳۲۲

[۲] الوفا ۲:۴۰۴ — جواہر البحار ، ۲ : ۱۶۵

[۳] حاشیہ المناوی علی الشمائل ، ۱ : ۱۲

Nafse Islam WWW.NAFSEISLAM.COM

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں :

اما لون آنحضرت روشن وتاباں بود واتفاق دارند جمہور اصحاب بر بیاض لون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ووصف کردند اورا بابیض وبعضے گفتند کان ابیض ملیحا در روایتے ابیض ملیح الوجہ وایں احتمال دارد کہ مراد وصف لون بیاض بود وملاحت صفت، صفت زائدہ برائے بیاض حسن وجمال ولذت بخشی ودل ربائی دیدار جان افزائی وی صلی اللہ علیہ وسلم باشد[1]	آپ کا مبارک رنگ خوب روشن تھا تمام صحابہ اس پر متفق ہیں کہ آپ کا رنگ سفید تھا اسی کو احادیث میں لفظ ابیض سے تعبیر کیا گیا ہے اور بعض روایات میں جو کان ابیض ملیحاً اور بعض میں ابیض ملیح الوجہ کے الفاظ بھی ملتے ہیں (کہ آپ کا چہرہ سفید تھا مگر اس میں ملاحت تھی) ان سے مقصد بھی آپ کے رنگ کی سفیدی بیان کرنا ہے باقی ملاحت کا ذکر بطور صفت زائدہ ہے اور اس لیے ذکر کیا گیا ہے تاکہ آپ کی زیارت سے جو لذت تسکین روح وجاں حاصل ہوتی ہے اس پر دلالت کرے۔

گو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کی رنگت احمر واَزہر دو الوان کے حسین امتزاج سے مرکب تھی رب العالمین نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ دلنواز کو وہ منفرد اعزاز و امتیاز عطا کیا تھا کہ دنیوی واخروی معیارات حسن کے تمام جلوے آپ صلی اللہ کی ذات میں مجتمع کر دیئے گئے تھے۔

[1] مدارج النبوۃ، ۱: ۲۱ - ۲۲

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد الرؤف المناوی دونوں معیاراتِ حسن کے اجتماع پر گفتگو کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

اعلم ان اشرف الالوان الابیض المشرب کان بحمرة او صفرة اما الاوّل فظاهر و اما الثانی فلانه لون اهل الجنة فی الجنة فجمع الله بمصطفٰی بین الاشرفین ولم یکن لونه فی الدنیا کلونه فی الاخری کیلا یفوته احد الحسنیین

سب سے بہتر رنگ سفیدی مائل سرخی یا سفید مائل بزردی ہوتا ہے سفیدی مائل سرخی کا بہتر ہونا تو ہر ایک پر واضح ہے رہ گیا سفید مائل بزردی تو جنتیوں کا جنت میں رنگ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبؐ کے رنگ کو دونوں کا جامع بنایا۔ تاکہ ایسا نہ ہو ایک رنگ ہو اور دوسرا نہ پایا جائے

شارح شمائل علامہ احمد عبد الجواد الدومیؒ اسی مسئلہ پر یوں رقم طراز ہیں:

قالوا اشرف الالوان فی هذه الدنیا بیاض مشرب بحمرة و فی الاخرة بیاض مشرب بیاض صفرة و بذلك یکون رسول الله صلی الله علیه وسلم جامعًا بین الحسنیین

علماء نے بیان کیا ہے کہ دنیا میں سب سے بہتر رنگ سفید ہے جس میں سرخی ہو اور آخرت میں سفید جس میں زردی ہو (چونکہ یہ دونوں رنگ سب سے بہتر ہیں) اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی ذات میں دونوں کو جمع فرما دیا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

۱. حاشیہ المناوی علی الشمائل، ۱: ۱۲
۲. الاتحافات الربانیہ، ۲۹

حُسنِ مُبارک

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو اپنے حُسنِ مطلق کا کامل مظہر بنایا۔ باطنی کمالات و درجات کے ساتھ ساتھ آپ کو جو حسنِ ظاہری کائنات ہست و بود میں ملا اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ ہر حسین کا حُسن آپؐ کے دَر کی خیرات ہے حتیٰ کہ حسنِ یوسفی بھی آپ کے حسن کا ایک جُز ہے۔

حُسنِ مُصطفوی صحابہ کی زبانی

آئیے آپؐ کے حسن و جمال کا تذکرہ ان لوگوں کی زبان سے سنتے ہیں جو خوش نصیب آپؐ کے حسن کا صبح و شام نظارہ کرتے، جن کی آنکھیں حسنِ مصطفویؐ دیکھنے میں محو رہتیں۔ جو اس طرح ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے کہ آنکھ جھپکنے نہ پاتی، جن کو آپ کے دیدار کی طلب کائنات کی ہر شے سے محبوب و مطلوب تھی۔ تمام صحابہ اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر حسین ہستی روئے زمین پر پیدا ہی نہیں ہوئی۔ ہم یہاں صرف دس صحابہ سے مروی روایات کا تذکرہ کرنے پر اکتفا کریں گے۔

۱۔ امام ابونعیم اور خطیب نے آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب آپ میری گود میں جلوہ افروز ہوئے تو:

نظرت الیہ فاذا ھو کالقمر لیلۃ القدر [1]	میں نے آپ کی طرف دیکھا۔ آپ چودھویں کے چاند کی طرح تھے۔

[1] سیدنا محمد رسول اللہ ۔ ۱۷

۲۔ آپ کے خادمِ خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

کل شئ حسن قد رأیت فما	میں نے بڑی بڑی حسین اشیاء دیکھی ہیں
رأیت شیئاً قط احسن من	مگر میں نے رسول اللہ سے بڑھ کر کوئی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[1]	حسین نہیں دیکھا۔

۳۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیدار کے بعد یوں گویا ہوئے:

لم ار شیئاً قط احسن من	میں نے اپنے آقا سے بڑھ کر کوئی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[2]	شے حسین کبھی نہیں دیکھی۔

آپ ہی سے مروی ہے:

ما رأیت احداً اجمل	میں نے آپ سے بڑھ کر کسی کو صاحبِ
من رسول اللہ صلی اللہ	جمال نہیں دیکھا۔
تعالیٰ علیہ وسلم[3]	

۴۔ اسی بات کا اظہار سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ میں کیا ہے:

ما رأیت شیئاً قط احسن	میری نظر میں آپ سے بڑھ کر کوئی
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ	حسین تھا ہی نہیں۔
وسلم[4]	

WWW.NAFSEISLAM.COM

آپ سے مروی دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

---

[1] تہذیب ابنِ عساکر، ۱ : ۳۲۰

[2] المسلم کتاب الفضائل

[3] ابنِ سعد، ۱ : ۴۲۸

[4] مسند احمد، ۲ : ۳۸۰

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم احسن الناس واجملها [1]

محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے بڑھ کر حسین وجمیل تھے۔

۵۔ ابو اسحاق الہمدانی بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شہر کی ایک خاتون نے کعبہ کا طواف کرتے ہوئے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ واپسی پر اس نے ہمارے سامنے آپ کے حسن وجمال کا تذکرہ کیا۔ میں نے اسے کہا:

شبیهه لی قالت كالقمر ليلة البدر لم ار قبله ولا بعده مثله [2]

مجھے آپ بتائیں کہ وہ کیسے تھے فرمانے لگیں وہ چودھویں کے چاند کی طرح ہیں میں نے ان سے پہلے اور ان کے بعد ان کی مثل نہیں دیکھا۔

۶۔ حضرت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی زیارت کے بعد کہا کرتی تھیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اجمل الناس من بعيد واحلاه واحسنه من قريب [3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دور سے تمام لوگوں سے صاحبِ جمال وبارعب دکھائی دیتے اور قریب سے آپ سب سے بڑھ کر من ٹھار اور حسین تھے۔

۷۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ سُرخ جبہ زیب تن فرمائے چاندنی رات میں

---

[1] سبل الهدیٰ، ۲ : ۱۰

[2] فتح الباری، ۶ : ۴۲۱

[3] دلائل النبوة للبیهقی، ۱ : ۲۲۰

WWW.NAFSEISLAM.COM

تشریف فرما تھے۔

فجعلت انظر الیہ و الی القمر	پس میں کبھی آپ کی طرف دیکھتا اور کبھی
فھو احسن فی عینی من القمر[1]	چاند کی طرف تو آپ چاند سے بڑھ کر حسین ہیں۔

امام ابن عساکر نے اس روایت کو مختلف الفاظ سے ذکر کیا ہے :

فجعلت اماثل بینہ و بین القمر فکان فی عینی احسن من القمر	میں نے آپ کے چہرۂ اقدس اور چاند کے درمیان موازنہ کیا تو آپ کا چہرہ اقدس میرے نزدیک چاند سے زیادہ حسین تھا۔
فھو فی عینی ازین من القمر	آپ کا چہرۂ اقدس میرے نزدیک چاند سے زیادہ مزین تھا۔
فھو فی عینی ازھی من القمر[2]	آپ کا چہرہ اقدس چاند سے زیادہ روشن اور پُر نور تھا۔

۸ - حضرت ابو عبیدہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے درخواست کی۔

صفی لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت یا بنی لو رأیتہ لقلت الشمس طالعۃ[3]	مجھے آپ کے حسن و جمال کے بارے میں بتائیے فرمانے لگیں اے بیٹے اگر تو آپ کی زیارت کرتا تو یوں محسوس کرتا کہ سورج طلوع ہو گیا ہے

[1] الترمذی، کتاب الآداب

[2] ابن عساکر ۱ : ۳۲۳

[3] الدارمی ۱ : ۴۴

کسی نے کیا خوب کہا :

حسنك كل يوم مشرق ‌ ‌ ‌ ‌ وبدر وجهك كل ليل مقمر

(آپ کے آفتابِ حسن سے ہر دن روشن ہے اور آپ کے چہرۂ بدر سے ہر رات چاندنی والی ہے)

۹ - دربارِ نبوی کے مشہور ثنا خوان حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے حسن و جمال کے بے مثال ہونے کو یوں بیان کرتے ہیں :

واحسن منك لم ترقط عيني ‌ ‌ ‌ ‌ واجمل منك لم تلد النساء

(آپ سا حسین میں نے دیکھا ہی نہیں (دیکھتا کہاں)، کسی ماں نے آپ سے بڑھ کر جمیل جنا ہی نہیں۔)

خلقت مبرأ من كل عيب ‌ ‌ ‌ ‌ كانك قد خلقت كما تشاء

(آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا ہے بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ کو آپ کی مرضی و منشاء کے مطابق پیدا کیا گیا ہے (یعنی باقی کائنات کی ہر شے کو اللہ نے اپنی مرضی سے بنایا مگر آپ کی تخلیق آپ کی منشاء کے مطابق فرمائی)

۱۰ - پہلی نظر میں کوئی بھی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا اقدس کی وجاہت اور بے مثال حسن و جمال سے مرعوب ہوئے بغیر نہ رہتا لیکن جوں جوں قریب ہوتا جاتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرکشش جاذب نظر شخصیت سے مسحور ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گرویدہ بن جاتا۔ جسے ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کی دولت نصیب ہو جاتی اس پر جدائی و مفارقت انتہائی شاق گزرتی اور جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں دوبارہ نہ چلا جاتا ماہیٔ بے آب کی طرح بے قرار رہتا۔ حسنِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اعجاز آفرینی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

من رأه بديهة هابه ‌ ‌ ‌ ‌ آپؐ کو اچانک دیکھنے والا مرعوب ہو

ومن خالطه معرفة احبه يقول ناعته لم ار قبله ولا بعده مثله صلى الله عليه وسلم۔ [1]

جاتا جبکہ آپ کے ساتھ رہن سہن رکھنے والا فدا ہو جایا کرتا۔ آپ کا وصف بیان کرنے والا ہر شخص یوں گویا ہوتا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور آپ کے بعد آپ جیسا حسین نہیں دیکھا۔

حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن وجاہت اور شخصی وقار کے بارے میں بیان فرماتی ہیں:

ان صمت فعليه الوقار وان تكلم سماه وعلاه البهاء اجمل الناس وابهاه من بعيد واحسنه واجمله عن قريب [2]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بوقت سکوت حد درجہ متین اور سراپا وقار دکھائی دیتے جب گفتگو فرماتے تو رخ انور پر شگفتگی پھیل جاتی آپ دور سے ذی وجاہت اور بارعب دکھائی دیتے جبکہ نزدیک سے کمال درجہ حسین اور جمیل۔

حسنِ مصطفوی اور حلیمہ سعدیہ

سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں جب مکے سے مایوس لوٹنے لگی تو خاوند نے کہا کہ اگر کوئی اور بچہ نہیں ملا تو بنی ہاشم کا یتیم ہی لے جاتے ہیں کیونکہ خالی واپس نہیں جانا چاہیئے۔ میں نے آپ کے دادا حضرت عبد المطلب کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا حضرت عبد المطلب مجھے اس کمرہ میں لے گئے جہاں

[1] الترمذی، ۲: ۲۰۵

[2] المستدرک للحاکم، ۳: ۹

آپؐ تشریف فرما تھے۔ آپؐ کے اوپر نیچے سفید اور سبز کپڑا تھا۔

فاشفقت ان اوقظه من نومه لحسنه وجماله فدنوت منه رويداً فوضعت يدي على صدره فتبسم ضاحكاً وفتح عينيه ينظر الي فخرج من عينيه نور حتى دخل خلال السماءؐ

آپؐ سوئے ہوئے تھے۔ آپؐ کا حسن و جمال دیکھ کر میں حیرت میں ڈوب گئی لیکن حسنِ پرکشش کی وجہ سے میں آپؐ کے قریب آئی پھر میں نے آپؐ کے سینہ اقدس پر ہاتھ رکھا۔ آپؐ نے مسکراتے ہوئے اپنی مبارک آنکھیں کھولیں تو میں نے دیکھا آپؐ کی مقدس آنکھوں سے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں جس کی روشنی آسمان تک پھیلی ہوئی ہے۔

حُسنِ یُوسفی حُسنِ مُصطفویؐ کا جُز ہے

قرآن کریم نے حُسنِ یُوسفی کے بارے میں تفصیلاً بیان کیا ہے کہ جب مصر کی عورتوں نے زلیخا کو طعنہ دیا کہ کس پر فریفتہ ہو گئی ہے تو زلیخا نے ان کو آپ کے حسن کا نظارہ کرانے کے لیے اپنے ہاں دعوت دی۔ جب وہ آئیں تو گاؤ تکیے لگا دیئے گئے، پھل کاٹنے کے لیے ان کے ہاتھوں میں چھریاں تھما دی گئیں۔ اس کے بعد حضرت زلیخا نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ مہربانی فرما کر ان کے پاس سے گزر جائیں۔ جب آپ شرم و حیا کا پیکر بن کر ان کے پاس سے گزرے،

WWW.NAFSEISLAM.COM

۱؎ الانوار المحمدیہ ۱۹۰

فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَا لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا إِنْ هٰذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ۔	جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو حسن صورت میں اعظیم محسوس کیا اور اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور پکار اٹھیں، پاکیزگی اللہ کے لیے ہے۔ یہ بشر نہیں یہ تو کوئی مبارک فرشتہ ہے۔

خصائص کبریٰ اور متعدد کتب سیر میں امام نعیم سے منقول ہے:

حضرت یوسف علیہ السلام کو تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام بلکہ تمام مخلوق سے بڑھ کر حسن عطا کیا گیا مگر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ حسن و جمال عطا کیا گیا جو کسی بھی مخلوق کو نہیں ملا حتیٰ کہ حسن یوسف بھی آپ کے حسن کل کا جز قرار پایا[۱]

امام محمد بن یوسف الصالحی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی "اعطی شطر الحسن" کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

المراد انه اعطی شطر الحسن الذی اوتیته نبینا صلی الله علیه وسلم فانه بلغ النهایة ویوسف بلغ شطرها ویحققه ما رواه الترمذی عن قتادة والدارقطنی عن انس رضی الله تعالیٰ عنهما قال ما	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کا معنی یہ ہے کہ حسن یوسف حبیب خدا کے حسن کامل کا ایک جز ہے اس کی تائید حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس کو ترمذی اور دارقطنی نے روایت کیا ہے کہ ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے حسن صورت اور حسن صوت کی نعمت عطا کی ہے لیکن نبی اکرم صلی اللہ

---

[۱] خصائص کبریٰ، ۲: ۱۸۲

بعث الله نبیًا الا حسن علیہ وسلم ان سب سے بڑھ کر حسین
الوجہ حسن الصوت و تھے۔

كان نبيكم احسنهم وجهًا وصوتًا۔[1]

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قولِ مبارک

ملا حسین علی کا شفیؒ تفسیر المواہب العلیہ میں بیان کرتے ہیں کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن وجمال کے بارے میں یہ شعر پڑھا کرتی تھیں:

لوا محـ زليخا لو رأين جبينه

لا ثرن بقطع القلوب على اليد

(زلیخا کو ملامت کرنے والی عورتیں اگر اللہ کے حبیب کا حسن وجمال دیکھ لیتیں تو بجائے ہاتھ کاٹنے کے دلوں کو کاٹ ڈالتیں۔[2])

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردانِ عرب

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

[1] سبل الھدیٰ، ۲: ۱۲
[2] اسماء النبی الکریم للشیخ برکت علی، ۱: ۱۲۵

وقارِ مبارک

آپ کو حُسنِ صورت و سیرت کی وجہ سے قدرتی وقار حاصل تھا۔ آپ کے شخصی وقار و ہیبت کا یہ عالم، کہ ایک ماہ کی مسافت تک اس کا رعب و دبدبہ تھا۔ آپ کی ہیبت سے بڑے بڑے جابر کانپ اٹھتے اور آپ نے اپنے شخصی وقار و وجاہت کے لیے کبھی بھی تکلف نہیں فرمایا:

۱۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ آپ کے وقار کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

من راٰہ بدیہۃ ہابہ و من خالطہ معرفۃً احبہ[۱]

جو شخص آپ کو اچانک دیکھتا وہ مرعوب ہو جاتا اور جو آپ کے ساتھ میل جول رکھتا وہ آپ کو محبوب بنا لیتا۔

حتیٰ کہ اسے اپنے والدین اور تمام لوگوں سے بڑھ کر آپ سے محبت ہو جاتی۔

۲۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ آپ کی عظمت و وقار کو یوں بیان کرتے ہیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخماً مفخماً[۲]

رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ذات والا صفات کے لحاظ سے

۱۔ شمائل ترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ۲۔ شمائل ترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ

عظیم تھے اور دوسروں کے نزدیک معظم اور باوقار تھے۔

فخمًا مفخمًا کا معنی شارحین حدیث نے یہ تحریر کیا ہے۔

ھو عظیم فی نفسہ معظم فی القلوب والعیون عند کل من راہ صلی اللہ علیہ وسلم[1]	آپ ذات کے لحاظ سے عظیم اور ہر دیکھنے والے کے دل اور نظر میں معظم تھے۔

امام عبدالرؤف مناوی یہ معنی بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ یہی قدرتی وجاہت تھی کہ مخالف بھی آپ کی تعظیم نہ چاہنے کے باوجود کرنے پر مجبور ہو جاتا اور ان الفاظ کا ایک اور معنی بھی بیان کیا:

فخم عظیم عند اللہ مفخم معظم عند الناس[2]	آپ اللہ کے ہاں عظیم اور لوگوں کے ہاں معظم ہیں۔

۳۔ حضرت خارجہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوقر الناس فی مجلسہ[3]	رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں تمام شرکاء سے باوقار ہوتے۔

۴۔ حضرت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے حسن وجاہت اور شخصی وقار کے بارے میں فرماتی ہیں:

ان صمت فعلیہ الوقار وان تکلم سماہ وعلاہ البھاء	نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بوقت سکوت حد درجہ متین اور سراپا وقار

---

[1] زھر الخمائل علی الشمائل، ۲۹ [3] نسیم الریاض، ۲: ۱۱۷ بحوالہ مراسیل ابی داؤد

[2] شرح شمائل: ۱: ۴۴

WWW.NAFSEISLAM.COM

اجمل الناس وابهاه من بعيد واحسنه واحلاه عن قريب[1]

دکھائی دیتے۔ جب گفتگو فرماتے تو رخِ انور پر شگفتگی پھیل جاتی۔ دور سے ذی وجاہت اور بارعب دکھائی دیتے جبکہ قریب سے کمال درجہ حسین اور من ٹھار تھے۔

آپ کو آنکھ بھر کر نہیں دیکھا جا سکتا تھا

۵۔ آپ کے حسنِ وجاہت و وقار کا یہ عالم تھا کہ کسی کو بھی آپ کے چہرۂ اقدس کو آنکھ بھر کر دیکھنے کی طاقت نہ تھی۔ اسی بات کا تذکرہ آپ کی بارگاہ سے فیض پانے والے صحابی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ یوں بیان کرتے ہیں۔

وما کان احد احب الی من رسول اللّٰه ولا اجل فی عینی منه وما کنت اطیق ان املأ عینی منه اجلالاً له ولو سئلت ان اصفه ما اطقت لانی لم اکن املأ عینی منه[2]

مجھے حضور کی ذات سے بڑھ کر کوئی محبوب نہ تھا نہ ہی کوئی میری نظروں میں آپ سے بڑھ کر کوئی بزرگ تھا۔ آپ کی جلالت و ہیبت کی وجہ سے مجھ میں آپ کے چہرۂ اقدس کو نظر بھر کر دیکھنے کی طاقت نہ تھی۔ اگر کوئی شخص آپ کے حسن و جمال کے بارے میں مجھ سے پوچھتا تو میں کیونکر بیان کر سکتا تھا کیوں کہ آپ کے حسنِ جہانتاب کی چمک دمک کی وجہ سے

---

[1] المستدرک للحاکم، ۲: ۹

[2] الشفاء، ۲: ۵۹۲ بحوالہ مسلم

میں آپ کو آنکھ بھر کر دیکھ ہی نہیں سکتا تھا۔

۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے صحابہ میں تشریف فرما ہوتے تو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے علاوہ کوئی آپ کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا۔

فلا یرفع احد منهم الیه بصره الا ابوبکر وعمر فانهما کان ینظران وینظر الیهما ویتبسمان الیه ویتبسم الیهما [1]	آپ کی طرف کوئی نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا۔ ماسوائے ابوبکر و عمر کے۔ یہ دونوں آپ کو دیکھتے اور آقا ان پر شفقت فرماتے وہ آپ کی زیارت کر کے تبسم کرتے آپ انہیں دیکھ کر خوش ہوتے۔

۷۔ حضرت عروہ بن مسعود نے صلح حدیبیہ کے موقع پر بارگاہِ نبوی اور صحابہ کے آداب کے بارے میں جو رپورٹ پیش کی تھی اس میں ایک جملہ یہ بھی تھا:

وما یحدون الیه النظر تعظیما له [2]	آپ کی تعظیم و وقار کی وجہ سے کوئی شخص آپ کی طرف تیز نگاہ نہیں کرتا تھا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۸۔ حضرت قیلہ بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے ایک دن آپ کو حالتِ خشوع میں بیٹھے ہوئے دیکھا کہ آپ نے دونوں بازو ملا کر پیٹ کو رانوں کے ساتھ لگا رکھا تھا۔ میرے جسم پر ہیبت و خوف طاری ہو گیا میں لرز اٹھی اور میں

---

[1] الشفاء، ۲ : ۵۹۲ بحوالہ ترمذی

[2] " ۲ : ۵۹۳

آپ کی پشت کی طرف تھی۔ ایک شخص نے آپ سے میری حالت کے بارے میں عرض کیا تو آپ نے یہ کلمات فرمائے:

یا مسکینۃ علیك السکینۃ — اے مسکین خاتون تجھے سکون واطمینان حاصل ہو۔

جب آپ نے کلمات فرمائے،

اذھب اللہ ما کان دخل قلبی من الرعب [1] — میرے دل میں جو رعب و دبدبہ تھا وہ تمام اللہ تعالیٰ نے دور فرما دیا۔

ہاتھ سے عصا گر پڑا

۹۔ حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن میں اپنے غلام کو کوڑے سے سزا دے رہا تھا تو میں نے پیچھے سے یہ آواز سنی "اے ابو مسعود آگاہ رہ" لیکن شدت غصہ کی وجہ سے میں نے توجہ نہ کی حتیٰ کہ اللہ کے حبیب نے مجھے پیچھے سے آکر پکڑ لیا۔ جب میں نے حضور کو دیکھا،

وقع السوط من یدی من ھیبتہ صلی اللہ علیہ وسلم — حضور کی ہیبت کی وجہ سے میرے ہاتھ سے کوڑا از خود گر گیا۔

آپ نے فرمایا اے ابو مسعود غلام پر تجھے جو قدرت حاصل ہے اللہ تعالیٰ کے لیے تجھ پر اس سے بڑھ کر قدرت حاصل ہے۔ میں نے عرض کیا، آقا میں آئندہ کبھی بھی غلام کو سزا نہیں دوں گا۔ [2]

---

[1] محمد، الانسان الکامل، ۲۰

[2] " " "

حضرت حسّان رض کا آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر زیارت کرنا

۱۰۔ شاعرِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے چہرۂ اقدس کے انوار و تجلیات اور ہیبت و وقار کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں :

لما نظرت الی انوارہ صلی	میں نے جب آپ کے انوار کا مشاہدہ
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	کیا تو میں نے اپنی آنکھوں پر ہتھیلی
وضعت کفی علی عینی	رکھ لی تاکہ کہیں میری بینائی ہی نہ
خوفا من ذھاب بصری[1]	جاتی رہے ۔

آپ کا سراپا کبار صحابہ رض سے کثرت کے ساتھ کیوں مروی نہیں ؟

مذکورہ گفتگو سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ آپ کا سراپا وحلیہ اکثر طور پہ کبار صحابہ سے کیوں مروی نہیں ۔

وہ چونکہ سرورِ عالم کی ہیبت و وقار، تعظیم و اجلال کی وجہ سے آپ کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھتے تھے اس لیے وہ خود آپ کے حلیہ و سراپا کے بارے میں ایسے لوگوں سے پوچھا کرتے جن کا بچپن حضور علیہ السلام کی صحبت میں گزرا ہوتا یا ایسے لوگوں سے جو بچپن میں حضور کے زیرِ تربیت رہے ۔

شیخ محمد بن علوی مالکی رقم طراز ہیں :

وقد کان الصحابۃ رضی اللہ	آپ کی کامل ہیبت و وقار کی وجہ سے

---

[1] جواہر البحار ۲، ۷: ۳۴۲

عنهم لا يستطيعون امعان النظر فيه لقوة مهابته ومزيد وقاره ومن ثم لم يصفه الا صغارهم او من كان في تربيته قبل النبوة كهند بن ابي هالة وسيدنا علي رضي الله عنه[1]

کبار صحابہ میں یہ جرأت نہ تھی کہ وہ آپ کو نظر بھر کر دیکھیں۔ یہی وجہ ہے آپ کا سراپا وہی صحابہ بیان کرتے ہیں جو اس وقت بچے تھے یا اعلانِ نبوت سے پہلے آپ کے زیرِ تربیت تھے مثلاً حضرت ہند بن ابی ہالہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما۔

آپ کے اوصاف بیان کرنے پر حقیقۃً کوئی قادر ہی نہیں

کبار صحابہ سے آپ کا مبارک سراپا اکثر طور پر کیوں منقول نہیں؟ اس کی متعدد حکمتیں بیان کرتے ہوئے امام عبد الرؤف مناوی لکھتے ہیں۔

وكان هند قد امعن النظر في ذاته الشريفة في صغره فمن ثم خص مع علي بالوصاف واما غيرهما من كبار الصحب فلم يسمع من احد منهم انه وصفه حقيقةً هيبةً له ونظراً الى انه لا يقدر

حضرت ہند بن ابی ہالہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما چونکہ اس وقت بچے تھے انہوں نے آپ کی ذاتِ اقدس کی زیارت خوب نظر بھر کر کی۔ اس لیے وہ آپ کا سراپا نعت کی صورت میں بیان کیا کرتے تھے۔ اور ان کے علاوہ کبار صحابہ سے آپ کا حلیہ اکثر طور پر منقول نہیں

WWW.NAFSEISLAM.COM

[1] محمد، الانسان الکامل، ۲۰۰

احد على وصفه حقيقة على ان هنداً انما وصفه على جهة التمثيل تقريباً للطالب والا فكل وصف يعبر به الواصف في حقه خارج عن صفته ولا يعلم كمال حاله الا خالقه [1]

اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہ آپ کی ہیبت و وقار کی وجہ سے آپ کو نظر بھر کر نہیں دیکھتے تھے اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ وہ یہ بھی محسوس کرتے تھے کہ آپ کے اوصاف و سراپا کے حقیقۃ بیان پر کوئی قادر ہی نہیں۔ باقی ہند بن ابی ہالہ وغیرہ نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ بطور تمثیل ہے اور اہلِ محبت کو اس کے قریب لے جاتا ہے ورنہ آپ کا واصف جو بھی بیان کرے گا آپ اس سے بلند ہیں کیونکہ آپ کے اوصاف و کمالات سے کما حقہ آپ کا خالق ہی واقف ہے۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است!

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

[1] شرح شمائل للمناوی ۱: ۲۲

طبیعت مبارکہ

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت مبارکہ حلم، بردباری، نرمی و تواضع سے عبارت تھی۔ اس میں سادگی تھی۔ تکلف و تصنع کا اس میں شائبہ تک نہ تھا۔ یہی وجہ ہے جو کھانے کے لیے مل جاتا کھا لیتے جو پہننے کے لیے مل جاتا وہ پہن لیتے، مجلس میں جہاں جگہ ہوتی بیٹھ جاتے۔

طبیعت کی نرمی

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ آپ کی گھریلو زندگی کیسی تھی؟

تو انہوں نے فرمایا:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الین الناس[1]	رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے طبعاً نرم تھے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی آپ کے اوصاف کا تذکرہ کرتے تو کہتے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس صدرًا	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی، زبان میں سب سے سچے

---

[1] سیدنا محمد رسول اللہ : ۱۳۵

واصدقهم لهجةً والينهم عريكةً ۱؎ | اور طبعاً سب سے نرم تھے۔

امام سیوطیؒ نے شرحِ شمائل میں عریکہ کا معنی طبیعت کیا ہے۔ ۲؎

شفقت و مہربانی

آپ کی طبیعتِ مبارکہ میں شفقت کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دس سال سفر و حضر میں آپ کی خدمت کا شرف پایا۔ ان کا بیان ان کی زبانی سنیے!

فما سبنی صلی اللہ علیہ وسلم قط ولا ضربنی من ضربة ولا انتهرنی ولا عبس فی وجهی ولا امرنی امر فتوانیت فیہ فعاتبنی علیہ فان عاتبنی علیہ احد من اهلہ قال دعوہ لو کان قدر شیٔ کان۔ ۳؎

مجھے آپ نے کبھی برا بھلا نہیں کہا، نہ کبھی سزا دی اور نہ جھڑکا۔ اگر کام کا حکم دیا اور مجھ سے سستی ہوگئی تو کبھی ناراض نہیں ہوئے اور اگر کوئی عتاب کرتا تو فرماتے کچھ نہ کہو اگر ہونا ہوا تو ہو جائے گا۔

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم آپ کی خدمت میں بیس

۱؎ شمائل ترمذی، باب ما جاء فی خلق رسول اللہ۔

۲؎ زہر الخمائل، ۲۹

۳؎ سیدنا محمد رسول اللہ، ۱۴۱ بحوالہ ابونعیم

WWW.NAFSEISLAM.COM

دل رہے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت ہی
وسلم رحیمًا رقیقًا۔ [1]	رحیم وشفیق اور نرم خو تھے

حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ کی شفقت کے بارے میں فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے
وسلم اشد الناس لطفًا	سب سے زیادہ مہربان تھے۔

اس کے بعد اس کے مختلف شواہد ومناظر بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی صاحب حاجت آپ سے درخواست کرتا تو آپ اس کی طرف متوجہ رہتے۔ یہاں تک کہ وہ خود پیچھے ہٹ جاتا۔ اگر کوئی شخص آپ کا ہاتھ پکڑ لیتا تو خود نہ چھڑاتے۔

واللہ ما کان یمتنع فی	خدا کی قسم کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ
غداۃ باردۃ من عبد	کی خدمت میں سخت جاڑے کے
ولا امۃ تأتیہ الماء	موسم میں کوئی بچہ یا بچی پانی لے کر
فیغسل وجہہ صلی اللہ	آیا ہو اور اس کی خواہش پر آپ
علیہ وسلم بالماء وذراعیہ	نے اس میں چہرہ یا ہاتھ نہ دھوئے
[2]	ہوں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

طبیعت میں تواضع

آپ کے تواضع کا یہ عالم تھا کہ اپنے غلاموں کے ساتھ اس طرح گھل مل جاتے

---

[1] اخلاق النبی وآدابہ ، ۶۰

[2] سیدنا محمد رسول اللہ ، ۱۲۳ بحوالہ دلائل النبوۃ لابی نعیم

کہ بعض اوقات ناواقف کو پوچھنا پڑتا تم میں سے رسولِ خدا کون ہیں ۔

حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے:

کان النبی صلی اللہ تعالیٰ	ہمارے آقا اپنے اصحاب کے درمیان
وسلم یجلس بین ظھرانی	اس طرح بیٹھ جاتے کہ ناواقف آتے
اصحابہ فیجئ الاعراب و	تو وہ پوچھتے کہ تم میں سے رسول خدا
لا یدری ایھم ھو؟ حتی	کون ہیں؟
یسأل ۔	

اس پر ہم نے آپ سے گذارش کی یا رسول اللہ کوئی امتیازی مقام ہونا چاہیئے تاکہ آنے والے کو پریشانی نہ ہو فرمایا اگر تم ایسا کرنا ہی چاہتے ہو تو مٹی کے ساتھ جگہ بنا دو لہٰذا ہم نے تھوڑی سی اونچی جگہ بنا دی جس پر آپ تشریف فرما ہوتے اور ہم آپ کی خدمت اقدس میں ارد گرد بیٹھ جاتے ۔ [1]

میں خشک گوشت کھانے والی غریب خاتون کا بیٹا ہوں

خدائی رعب و دبدبہ کی وجہ سے بعض اوقات آپ کی زیارت کرنے والا مرعوب ہو جاتا تو آپ اس کے ساتھ نہایت ہی تواضع سے پیش آتے حضرت ابومسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ کے ساتھ گفتگو شروع کی تو وہ آپ کے فطری رعب وجلال کی وجہ سے کانپنے لگا آپ نے فرمایا :

ھون علیک فلست بملک	تسلی رکھ ! میں بادشاہ نہیں ہوں
انما انا ابن امرأۃ	میں تو ایک ایسی غریب خاتون کا

---

[1] اخلاق النبی وآدابہ، ۶۰

من قریش کانت تاکل القدید — بیٹا ہوں جو خشک گوشت کھاتی تھی۔[1]

میں بادشاہ نہیں ہوں بلکہ تم میں سے ایک ہوں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضور علیہ السلام کے ساتھ بازار گیا۔ آپ نے چار درہم کے عوض شلوار خریدی اور دوکاندار کو فرمایا خوب اچھی طرح وزن کرو۔ وہ آپ کو نہیں جانتا تھا۔ میں نے جب اسے بتایا تو وہ فی الفور کھڑا ہو گیا اور آپ کے مقدس ہاتھ چومنے کے لیے آگے بڑھا۔ آپ نے ہاتھ کھینچ لیا اور از راہ تواضع فرمایا:

این کار اعاجم ست کہ بالوک در دسا[2] — یہ عجمی لوگوں کا کام ہے وہ اپنے بادشاہوں
خود می کنند من ملک نیستم مردی ام — کے ساتھ ایسا کرتے ہیں۔ میں بادشاہ
یکے از شما۔[3] — نہیں ہوں بلکہ میں تم میں سے ہوں۔

آپ نے سامان خود اٹھایا

جب سامان خرید کر واپس آنے لگے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں اٹھا لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جس کا سامان ہو وہ خود اٹھائے۔ البتہ اگر وہ ناتواں ہو تو پھر اس کی مدد کی جائے اس کے بعد آپ نے سامان خود اٹھا

---

[1] اخلاق النبی وآدابہ، ۶۰

[2] مدارج النبوہ ۱: ۴۲

[3] ایضاً

خادم کے ساتھ کھانا

وقتِ ضرورت غلاموں کو اپنے ساتھ سوار فرما لیتے اور کھانے کے اوقات میں موجود خادم کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاکل مع الخادم — حضور علیہ السلام خادم کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا کرتے۔

علامہ اقبال آپ کی سیرتِ مبارکہ کے اس عظیم گوشے کو یوں بیان کرتے ہیں:

در نگاہِ او یکے بالا و پست — با غلامِ خویش بر یک خواں نشست

(آپ کی نگاہ میں تمام برابر تھے۔ حتیٰ کہ غلام کے ساتھ ایک دسترخوان پہ آپ کھانا تناول فرماتے)[۵۲]

دیوانی عورت اور عملِ نبوی

معاشرے کے بے سہارا لوگ آپ کی خدمت میں جب بھی کوئی حاجت لے کر آتے تو اس وقت تک آرام نہ کرتے جب تک وہ حاجت پوری نہ ہو جاتی۔ جہاں جہاں وہ چاہتے آپ کا دستِ اقدس پکڑ کر لے جاتے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں ایک خاتون تھی جس کا دماغ درست نہ تھا۔ اس نے آپ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا:

یا رسول اللہ ان لی الیک حاجۃً۔ — یارسول اللہ! مجھے آپ سے کام ہے۔

پھر آپ نے شفقت فرماتے ہوئے کہا:

۵۱

---

۵۲ کلیاتِ اقبال، ۶۰

یا ام فلان خذی فی	اے خاتون اپنے کام کے لیے تو
ای الطریق شئت قومی	مجھے جہاں لے جائے گی میں تیرے
فیه حتی اقوم معک [1]	ساتھ جاؤں گا۔

اس کے بعد آپ اس کے ساتھ اس کی حاجت پوری ہونے تک رہے۔

آپ کی سیرتِ طیبہ بیان کرتے ہوئے حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

لایستکبر ان یمشی مع	آپ کسی بے سہارا اور یتیم مسکین
الارملة والمسکین [2]	کے ساتھ چلنے کو برا محسوس نہ کرتے۔

غلاموں کے لیے چادر انور

بعض اوقات آپ کی خدمتِ اقدس میں چٹائی وغیرہ پر جگہ نہ ہوتی تو آپ اپنی چادرِ انور اتار کر غلاموں کو دیدیتے تاکہ وہ اسے بچھا کر اس کے اوپر بیٹھ جائیں۔ لیکن وہ بجائے اسے نیچے بچھانے کے اسے چومتے اور سر پہ اٹھا لیتے۔ مستدرک میں ہے کہ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھر تشریف فرما تھے۔ صحابہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ تمام کمرہ بھر گیا۔ کوئی جگہ باقی نہ رہی۔ اتنے میں آپ کے ایک صحابی حضرت جریر بن عبداللہ البجلیؓ حاضر ہوئے چونکہ جگہ نہ تھی اس لیے وہ دروازے ہی میں بیٹھ گئے۔ رسالت مآبؐ نے دیکھا

فنزع رسول الله صلی الله	تو اپنی چادر انور اوپر سے اتار کر
علیه وسلم رداءه و	ان کی طرف پھینک دی۔
القاه الیه	

---

[1] محمد، الانسان الکامل، ۱۶۸، بحوالہ ترمذی و مسلم

[2] اخلاق النبی و آدابہ، ۴۴

حضرت جریر نے آپ کی چادر انور کو چہرے سے لگالیا ۔

وجعل یقبلہ و یبکی	چومتے ہوئے رونے لگے اور یہ
و رمی بہ الی النبی صلی	کہتے ہوئے چادر واپس کردی کہ
اللہ علیہ وسلم وقال ما	میں آپ کے مقدس کپڑے پر بیٹھنے
کنت لاجلس علی ثوبک[1]	کی جرأت نہیں کرسکتا ۔

آپ کی غلاموں پر اسی شفقت و مہربانی کی بنا پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ عرض کیا کرتے تھے ۔

بابی انت وامی یارسول	یارسول اللہ ! آپ پر میرے والدین
اللہ لقد بلغ من تواضعك	فدا ہوں آپ کی تواضع و انکساری
انك جالستنا و تزوجت	کی حد ہے کہ (عرش کے مہمان ہو
منا واکلت معنا و لبست	کر) ہم فرشیوں میں رہے ۔ ہماری
الصوف و رکبت الدواب	خاطر نکاح کیا اور کھایا ۔ صوف کا
واردفت خلفك ووضعت	لباس پہنا ۔ گھوڑے پر سواری فرمائی
طعامك علی الارض تواضعًا	اور ہم جیسوں کو ساتھ سوار فرمایا ۔ زمین
منك ۔[2]	پر بیٹھ کر کھانا کھایا ۔

یعنی آپ ان تمام چیزوں کے محتاج نہیں تھے مگر ہماری تعلیم و تربیت کے لیے یہ سارا کچھ کیا ۔

مجھے اپنے ساتھیوں سے ممتاز رہنا پسند نہیں

آپ اپنے صحابہ کے ساتھ ہر چھوٹے اور بڑے کام میں شریک رہتے خواہ مسجد

---

[1] سیدنا محمد رسول اللہ ، ۱۴۵ [2] الرسول ، ۲۲ للدکتور عبدالحلیم محمود شیخ الازہر

کی تعمیر کا معاملہ ہوتا یا کسی غزوہ میں شرکت کا، صحابہ آپ سے گذارش کرتے رہتے کہ آپ تکلیف نہ فرمائیں مگر آپ یہ کہتے ہوئے نہ مانتے کہ اللہ تعالیٰ کو امتیاز پسند نہیں۔ میں بھی اپنے مولا کے مزید قرب کے لیے تگ و دو کیوں نہ کروں؟

آپ کی سیرت طیبہ میں موجود ہے کہ ایک دفعہ دوران سفر کھانا تیار کرنا تھا۔ کسی صحابی نے اپنے ذمے بکری ذبح کرنا لے لیا۔ کسی نے کہا میں اس کا گوشت بناؤں گا۔ کسی نے آٹا گوندھنا ذمے لیا۔ کسی نے آگ جلانا۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

علیّ جمع الحطب	میں جنگل سے لکڑیاں جمع کر کے لاتا ہوں۔

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ تکلیف نہ فرمائیں ہم یہ بھی کر لیں گے۔

آپ نے فرمایا: تم بخوشی ضرور کر لو گے۔

لکنی اکرہ ان اتمیز علیکم	لیکن میں یہ امتیاز پسند نہیں کرتا
و ان اللہ یکرہ من عبدہ	اور اللہ تعالیٰ کو یہ ہرگز پسند نہیں
ان یراہ متمیزاً عن	کہ کوئی بندہ اپنے ساتھیوں سے
اصحابہ۔[1]	ممتاز رہنے کی کوشش کرے۔

ایک دفعہ آپ کی نعلین مقدس کا بند ٹوٹ گیا۔ ایک صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ مجھے موقعہ دیں تاکہ میں اسے گانٹھ دوں۔ اس موقعہ پہ آپ نے جو فرمایا اس کا ترجمہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ان الفاظ میں کیا ہے

من نمی خواہم کہ ممتاز باشم و کیسے خدمت	مجھے یہ پسند نہیں کہ کوئی میری خدمت

---

[1] محمد، الانسان الکامل، ۱۷۱

فرمایا۔ [1]

کرے اور میں ممتاز بن کر رہوں

آپ کی خدمتِ اقدس میں حبشہ سے نجاشی کی طرف سے کچھ لوگ آئے۔ آپ نے ان کی مہمان نوازی کے لیے اپنے آپ کو کمر بستہ کر لیا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ ہمیں اجازت دیں۔ آپ نے فرمایا ان لوگوں نے میرے صحابہ کی خدمت کی ہے میرا دل چاہتا ہے کہ میں خود ان کی خدمت کروں [2]

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

---

[1] مدارج النبوۃ ۱ : ۲۲۴

[2] " " " "

سرِ اقدس

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سرِ اقدس نہ چھوٹا تھا نہ زیادہ بڑا بلکہ اعتدال کے ساتھ بڑا اور حسنِ مناسبت، وقار اور موزونیت کا آئینہ دار تھا اس میں ایک تمکنت کی شان ہویدا تھی۔ سر کا حد سے چھوٹا ہونا اور اسی طرح اس کا زیادہ بڑا ہونا انسانی شخصیت کے حسن کو مجروح کرتا ہے لیکن اعتدال کے ساتھ وقار، تمکنت اور موزونیت کا حامل بڑا سر جیسا کہ حضور علیہ السلام کا تھا کمالِ فہم و دانش اور بصیرت کی نشاندہی کرتا ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ اقدس کی زیارت کرنے والا ہر شخص بے اختیار پکار اٹھتا ہے کہ اللہ اللہ یہ کسی بڑے صاحب عقل و خرد، حاملِ فہم و دانش اور سردار کا سر ہے جو بلا کے حسنِ اعتدال اور وقار و رعنائی کا مظہر ہے۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے سرِ اقدس کے بارے میں فرماتے ہیں:

WWW.NAFSEISLAM.COM

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عظیم الهامة[1]	آپ کا سرِ اقدس اعتدال کے ساتھ بڑا اور حسنِ مناسبت سے وقار اور موزونیت کا آئینہ دار تھا۔

---

[1] شمائلِ ترمذی، باب ما جاء فی خلق رسول اللّٰہ

اس کی شرح میں امام عبدالرؤف المناویؒ لکھتے ہیں کہ سر کا بڑا ہونا اس بات کی علامت تصور کیا جاتا ہے کہ یہ شخص اپنے ادراک اور فہم و فراست میں دوسروں سے ممتاز ہے۔

وعظم الرأس ممدوح لانه اعون علی الادراکات والکمالات [۱]

سر کا موزونیت کے ساتھ بڑا ہونا قابل ستائش و تعریف ہوتا ہے کیونکہ یہ چیز اس شخص کے ادراکات اور کمالات کے لیے معاون ہوتی ہے۔

شیخ ابراہیم بیجوریؒ رقمطراز ہیں:

عظم الرأس دلیل علی کمال القوی الدماغیة وهو آیة النجابة [۲]

سر کا بڑا ہونا دماغی قویٰ کے کامل ہونے کی دلیل کے ساتھ ساتھ سردارِ قوم کی علامت بھی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے آپ کے سرِ انور کے بارے میں یہ الفاظ منقول ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضخم الرأس [۳]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سرِ انور چھوٹا نہیں تھا بلکہ موزونیت کے ساتھ بڑا تھا۔

حضرت اُمِ معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے سرِ انور کی توصیف کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

لا تزریه صعلة [۴]

(آپ کا) سرِ اقدس چھوٹا نہیں تھا کہ عیب کا سبب ہو۔

---

[۱] حاشیہ للمناوی ۱، ۳۵

[۲] المواہب اللدنیہ، ۱۳

[۳] مسند احمد ۱ : ۸۹

[۴] مجمع الزوائد ۶ : ۵۷

Nafse Islam WWW.NAFSEISLAM.COM

آپ کے سرِ اقدس کے بال مبارک گھنے تھے۔ سر کا کوئی حصہ بالوں سے خالی نہ تھا۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کثیر شعر الرأس رجلہ[1]	آپ کے سرِ اقدس کے بال گھنے اور خمدار تھے۔

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

[1] سبل الھدی والرشاد، ۲:۲۲

موئے مبارک

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ اقدس کے بال مبارک نہ بالکل سیدھے اور کھڑے تھے اور نہ ہی بالکل گھنگھریالے بلکہ دونوں کے بین بین تھے۔ ہلکے سے خمدار اور معمولی سے پیچ کھائے ہوئے تھے۔ انہیں زلفِ خمیدہ کا نام ہی دیا جا سکتا ہے۔ یہ کنڈل والی زلفیں اس طرح سیاہ اور انفرادی حسن کی حامل تھیں کہ صحابہ کرام سے مرویات کا مطالعہ کرنے والا ہر شخص محسوس کر سکتا ہے کہ گیسوئے مصطفوی کے اسیر صحابہ نے آپ کی حسین معنبر و معطر زلفوں کو کس کس طرح اپنی گفتگو کا موضوع بنایا ہے۔ جب بھی کسی محفل میں آپ کے حسنِ سراپا کا تذکرہ چھڑتا وہاں آپ کے مبارک چہرے اور سیاہ زلفوں کا ذکر ضرور ہوتا۔ ہم بھی ایمانی ذوق کے لیے چند مرویات کا ذکر کرتے ہیں۔

حسین زلفیں

WWW.NAFSEISLAM.COM

سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے مبارک بالوں کا حسن ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسن الشعر [1]	آپ کے مبارک بال نہایت ہی حسین اور خوبصورت تھے۔

[1] تہذیب ابن عساکر، ۱ : ۳۱۷

سیاہ زلفیں

حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی مبارک زلفوں کی سیاہی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہوئے،

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شدید سواد الشعر[1]	آپ کے بال گہرے سیاہ تھے۔

نوری مکھڑا نالے زلفاں کالیاں
صدقے واری جاون ویکھن والیاں

زلفوں کی سیاہی آج بھی نگاہوں میں ہے

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ اعلان فرمایا کرتے کہ لوگو اگر حضور علیہ السلام کے بارے میں کسی نے کچھ پوچھنا ہے تو مجھ سے پوچھ لے کیونکہ آج روئے زمین پر میرے علاوہ کوئی ایسا شخص نہیں جس نے حضور کو دیکھا ہو جب کوئی بھی ان کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کے بارے میں سوال کرتا تو آپ تفصیلاً انہیں حلیہ بیان کرتے اور آخر میں فرماتے کہ میں نے فتح مکہ کے موقعہ پر آپ کی جو زیارت کی تھی وہ مجھے آج بھی یاد ہے۔

فما انسی شدۃ بیاض وجہہ وشدۃ سواد شعرہ[2]	آپ کے چہرۂ اقدس کی خوبصورت سفیدی اور زلفوں کی گہری سیاہی آج بھی میری نگاہوں میں ہے۔

---

[1] ابن عساکر، ۱: ۳۱۷

[2] 〃 〃 ۱: ۳۲۴

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاریک رات سے بڑھ کر زلفوں کی سیاہی کے بارے میں فرماتے ہیں :

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شدید سواد الرأس واللحیۃ [1] — آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور داڑھی مبارک کے بال نہایت ہی سیاہ تھے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپؐ کی زلفوں کی سیاہی سے رات کو تیرگی کی خیرات ملی ۔

الصبح بدا من طلعتہ ۔۔۔ واللیل دجیٰ من وفرتہ

(آپ کے پُرنور چہرے سے صبح کو روشنی ملی اور آپ کی سیاہ زلفوں سے رات کو تاریکی نصیب ہوئی)

خمیدہ زُلفیں

آپ کے مبارک بال نہ بالکل سیدھے اور کھڑے تھے اور نہ ہی بالکل گھنگھریالے بلکہ ان دونوں کے بین بین تھے ۔

۱- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپؐ کے مبارک بالوں کے اس حسنِ اعتدال اور کمال موزونیت کو یوں بیان فرمایا :

کان شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعرًا بین شعرین لا رجل — آپ کے مبارک بال نہ بالکل پیچدار تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے اکڑے ہوئے بلکہ بین بین تھے۔

---

[1] سبل الہدیٰ والرشاد ، ۲ : ۲۵

WWW.NAFSEISLAM.COM

سبط ولا جعد قطط[1]

آپ ہی سے مروی ایک روایت کے الفاظ ہیں :

وکان شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجلاً لا جعدًا ولا سبطاً[2]	آپ کے بال قدرے گھنگھریالے تھے نہ بالکل سیدھے اور نہ بالکل پیچدار

۲۔ حضرت ابو قتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا :

کیف کان شعر رسول اللہ؟	میرے پیارے آقا کی زلفیں کیسی تھیں؟

تو آپ نے فرمایا :

لم یکن بالجعد ولا بالسبط کان رجلاً[3]	نہ تو پیچدار تھیں اور نہ ہی سیدھی اکڑی ہوئی بلکہ کنڈل والی تھیں۔

۳۔ حضرت ھند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زلفوں کے خمیدہ ہونے کے بارے میں بیان فرماتے ہیں :

کان رسول اللہ رجل الشعر ان انفرقت عقیقتہ فرقھا والا فلا[4]	سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بال درمیانے گھنگھریالے تھے جب ان میں کنگھی کی جاتی تو ان کے کنڈلے

---

[1] البخاری، کتاب اللباس۔

[2] دلائل للبیہقی ۱: ۲۴۲۔

[3] شمائل ترمذی باب ماجاء فی شعر رسول اللہ۔

[4] شمائل ترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ۔

Nafse Islam نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

کھل جاتے یعنی الگ الگ ہو جاتے اور اگر انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیا جاتا تو کنڈے حلقہ دار رہتے۔

۴: حضرت علی بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

لم یکن شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالجعد القطط ولا السبط کان جعدًا رجلاً [1]

حضورؐ کے مبارک بال نہ بالکل سیدھے تھے اور نہ بالکل پیچدار بلکہ کچھ گھنگھریالے تھے۔

دراز زلفیں

سرِ اقدس کے بال کتنے لمبے اور دراز تھے؟ اس بارے میں صحابہ سے مختلف اقوال مروی ہیں۔ ہم پہلے ان اقوال کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد ان کے درمیان تطبیق بیان کریں گے۔

۱۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ کا سرِ اقدس اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔ آپ کے بال مبارک خمدار تھے۔ ان میں اگر خود مانگ نکل آتی تو اسے رہنے دیتے ورنہ خود مانگ کے لیے تکلف نہ فرماتے:

یجاوز شعرہ شحمۃ اذنیہ اذا ہو وفرۃ [2]

آپ کے مبارک بال جب لمبے ہوتے تو کانوں کی لو سے ذرا نیچے ہو جاتے تھے۔

---

[1] المسلم: کتاب الفضائل

[2] شمائل ترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ۔

Nafse Islam WWW.NAFSEISLAM.COM

۲۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کا حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ کا مبارک قد میانہ تھا اور

یبلغ شعرہ شحمۃ اذنیہ	آپ کے مبارک بال کانوں کی لو تک
علیہ حلۃ حمراء مارأیت	تھے۔ میں نے سرخ جبہ میں آپ سے
احسن منہ۔ [۱]	بڑھ کر حسین کوئی نہیں دیکھا۔

۳۔ آپ ہی سے شیخ ابو اسحاقؒ کے حوالے سے مروی دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

ما رأیت احدًا من خلق اللہ	میں نے مخلوقِ خدا میں سرخ جبے
تعالیٰ فی حلۃ حمراء من	میں آپ سے بڑھ کر حسین نہیں دیکھا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ	آپ کے بال مبارک اور زلفیں کاندھوں
وسلم ان جمتہ تضرب	کو چوم رہی ہوتی تھیں۔
من منکبیہ۔ [۲]	

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی یہ بات بیان کرتے

ما حدث بہ قط الا ضحک	تو بیان کرنے کے بعد ہمیشہ مسکرا
[۳]	دیتے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۴۔ آپ سے تیسری مروی روایت کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

ما رأیت من ذی لمۃ احسن	میں نے سرخ جبہ پہنے کانوں کی لو
فی حلہ حمرا من رسول اللہ	سے نیچے زلفوں والا آپ سے بڑھ

---

[۱] البخاری۔ کتاب المناقب
[۲] المسلم۔ کتاب الفضائل
[۳] دلائل النبوۃ للبیہقی ۱: ۲۲۳

صلی اللہ علیہ وسلم لہٗ شعر یضرب منکبیہ [1]	کہ حسین نہیں دیکھا آپ کی مبارک زلفیں کاندھوں کو چوم رہی ہوتیں۔

۵۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے مقدس بالوں کے بارے میں فرماتی ہیں :

کان شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوق الوفرۃ و دون الجمۃ [2]	آپ کے بال مبارک کانوں اور دونوں شانوں کے درمیان تھے

۶۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں :

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذا وفرۃ [3]	آپ کے بال مبارک کانوں کی لو تک تھے۔

آپ کے مبارک بالوں کے بارے میں احادیث میں تین الفاظ استعمال ہوئے ہیں :

وفرۃ ، لمۃ ، جمۃ

جمۃ : ایسے بال جو کاندھوں کو چھو رہے ہوں۔

وفرۃ : ایسے بال جو کانوں کی لو تک ہوں۔

لمۃ : ایسے بال جو کانوں سے نیچے ہوں مگر کاندھوں کو نہ چھوئیں۔

مرویات میں تطبیق

ان مرویات میں بظاہر تعارض ہے۔ صحابہ بیان کرتے ہیں کہ آپ

---

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی، ۱ : ۲۲۳

[2] ابوداؤد، کتاب الترجل

[3] تہذیب ابن عساکر، ۱ : ۳۱۷

کے بال کانوں تک تھے اور بعض کی رائے یہ ہے کہ نہیں بلکہ کاندھوں تک تھے۔

بنظرِ غائر دیکھا جائے تو ان میں کوئی تعارض نہیں اس لیے کہ یہ مختلف اوقات کے احوال ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک ہی صحابی نے مختلف احوال بیان کئے ہیں۔ حضرت قاضی عیاض ؒ ان احادیث میں تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں :

ان ذلک لاختلاف الاوقات	یہ مختلف احوال کا بیان مختلف اوقات کی وجہ
فکان اذا ترک تقصیرھا بلغت	سے ہے۔ عدم حجامت کی صورت میں
المناکب واذا قصرھا کانت	کاندھوں تک پہنچ جاتے اور حجامت کے
الی الاذن او شحمتھا اونصفھا	بعد کانوں کی لو یا اس کے نیچے تک ہوتے۔
فکانت تطول وتقصر بحسب	اسی اعتبار سے کبھی بڑے اور کبھی چھوٹے
ذلک۔ [1]	ہوتے۔

علامہ محمد اشرف سیالوی مدظلہ حضرت ھند بن ابی ہالہ سے مروی روایت کے تحت مرویات میں تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "گویا تازہ کنگھی کرتے تو بال دوشِ اقدس تک پہنچ جاتے اور بعد ازاں گھنگریالے ہونے کی وجہ سے سکڑ کر کانوں تک پہنچ جاتے۔[2]"

اہم نکتہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

ان احادیث کو پڑھنے کے بعد غور کیجئے کہ صحابہ کو محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر والہانہ محبت و عقیدت تھی۔ اور وہ آپؐ کی مقدس زلفوں کے کس طرح اسیر ہو چکے تھے کہ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کا تذکرہ کرتے اسے آپؐ کی زلفوں کے

---

[1] جمع الوسائل، ۱ : ۸۱

[2] حاشیہ الوفاء، ۴۹۹

ذکر سے زینت دے کر اپنے دل و جاں کی راحت کا سامان کرتے۔ اگر آپ کی زلفیں حجامت کے بعد کانوں کی لو کو چھو رہی ہوتیں تو وہ پیار سے آپ کو ذی وفرۃ (کانوں کی لو تک زلفوں والا) کہتے۔ اگر کچھ بڑھ کر کانوں کی لو سے نیچے ہو جاتیں تو آپ کو ذی لمۃ (کانوں کی لو سے نیچے زلفوں والا) کہہ کر پکارتے تھے اور کبھی شبانہ روز مصروفیات کی وجہ سے زلفیں بڑھ کر مبارک شانوں کو چھونے لگتیں تو وہ فرطِ محبت میں جھوم کر ذی جمۃ (کاندھوں سے چھونے والی زلفوں والا) پکارتے۔

آج جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زلف و رخسار کی بات کرنے والوں پر طعن کرتے ہیں ان کے لیے غور کا مقام ہے کہ یہ عمل ان لوگوں کی سنّت ہے جنہوں نے براہِ راست آقائے دوجہاں کی صحبت سے فیض پایا۔ اگر ان چیزوں کے بیان کا اسلام میں کوئی درجہ یا مقام نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز کی ہرگز اجازت نہ دیتے۔

مانگ نکالنا

سابقہ گفتگو میں گذر چکا ہے کہ آقا علیہ السلام مانگ نکالنے کے لیے خود تکلف نہیں فرمایا کرتے تھے اور نہ ہی آپ کو اس کی حاجت تھی کیونکہ آپ کے بال مبارک خلقی طور پر کنگھی شدہ تھے۔

امام قرطبیؒ نے آپؐ کے خصائص میں بیان کیا ہے:

کان شعرہ صلی اللہ علیہ وسلم باصل الخلقہ مسرحاً[1]	آپ کے مبارک بال خلقی طور پر کنگھی شدہ تھے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ کبھی کبھی آپ میری گود میں سر رکھ

---

[1] سبل الھدیٰ والرشاد ۲: ۲۸

کر لیٹ جاتے تو میں بطور محبت اپنے آقا کے سرِ اقدس میں مانگ نکالتی تھی۔

انا فرقت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأسہٗ صدعت فرقہ عن یافوخہٖ وارسلت ناصیتہ بین عینیہ [1]	میں آپ کے سرِ اقدس کے درمیان سے آپ کی مانگ نکال کر بالوں کو سر کے دونوں طرف کر دیتی اور پیشانی کے بال دونوں آنکھوں کے درمیان چھوڑ دیتی تھی۔

دوسرے مقام پر سیدہ عائشہ آپ کی مانگ کے حسن و جمال کو ایک خوبصورت تشبیہ دیتے ہوئے فرماتی ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا امتشط بالمشط کان حبك الرمال۔ [2]	آپ جب سرِ اقدس میں کنگھی فرماتے تو اس طرح خوبصورت مانگ نکلتی جس طرح سفید ریت میں ہوا کے ساتھ خوبصورت راستہ بن جاتا ہے

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

تیل لگانا

آپ کے سرِ اقدس میں تیل بھی لگایا کرتے تھے چونکہ آپ کا مبارک مزاج اور طبیعت انتہائی نظافت پسند تھی۔ اس لیے تیل کی حالت میں رومال کی صورت ایک سربند باندھ لیتے تھے۔ تاکہ عمامہ یا ٹوپی تیل کی چکنا ہٹ سے محفوظ رہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

---

[1] ابوداؤد، کتاب الترجل [2] سبل الھدیٰ، ۲ : ۲۴

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يكثر دهن رأسه وتسريح لحيته ويكثر القناع [1]	حضور سرورِ کونین اکثر سرِ اقدس پر تیل لگایا کرتے اور بسا اوقات داڑھی مبارک میں کنگھی کیا کرتے اور اکثر رومال کی صورت میں سربند باندھتے تھے ۔

خوشبو کا استعمال

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ اقدس اور داڑھی مبارک میں خوشبو لگایا کرتی تھی ۔

حتى اجد وبيص الطيب فى رأسه [2]	حتی کہ میں آپ کے سرِ اقدس میں خوشبو کی چمک پایا کرتی ۔

کنگھی کرنا

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مبارک بالوں میں کنگھی بھی فرمایا کرتے تھے مگر آپ کا یہ عمل ہر وقت اور ہر روز نہیں ہوتا تھا بلکہ گاہے گاہے ہوتا تھا ۔

ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يترجل غبا [3]	آپ کبھی کبھی کنگھی بھی فرماتے تھے ۔

آپ نے غلاموں کو بھی یہی ترغیب دی کہ ہر وقت زیب و زینت کے خیال میں ہی نہ رہو ۔ اس لیے آپ نے کنگھی ہر وقت کرنے سے منع فرمایا ہے ۔ حضرت عبداللہ

---

[1] شمائل ترمذی ، باب ما جاء في الترجل [3] شمائل ترمذی ، باب ما جاء في الترجل

[2] البخاری ، باب الطیب فی الرأس

بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے :

نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الترجل الا غبا[۱]

آپ کنگھی کرنے سے منع فرمایا کرتے مگر ایک دن چھوڑ کر۔

لفظ غبا کے تین معانی ہیں

۱۔ وقتاً بعد وقت گاہے گاہے

۲۔ یفعل یوماً و یترک یوماً (ایک دن عمل کرنا اور ایک دن ترک کرنا)

۳۔ امام حسن بصری کی رائے یہ ہے۔

فی کل اسبوع (ہفتہ میں ایک مرتبہ)

ان میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ حسبِ ضرورت کنگھی کی جائے یعنی ہر وقت زیب و زینت اور اس میں مبالغہ ہرگز مناسب نہیں ہے۔

امام ابنِ عربی نے کتنی پیاری بات کہی

موالاتہ تصنع و ترکہ تدنس و اغبابہ سنۃ[۲]

ہر وقت کنگھی کرنا تصنع، ہمیشہ ترک میلا پن اور گاہے گاہے سنت ہے۔

شیخ محمد عاقل لاہوری ان احادیث کے تحت لکھتے ہیں :

شانہ کردن و آراستہ موئے بروغن مگر گاہ گاہ زیرا کہ در مواظبت آں تقیید و اشتغال بہ زینت و

بالوں کو تیل اور کنگھی سے آراستہ کرنا کبھی کبھی ہونا چاہیے کیونکہ اس میں دوام زینت و آرائش میں مبالغہ ہے۔

---

۱ شمائل ترمذی، باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ

۲ شرح شمائل للمناوی ۱ : ۸۰

WWW.NAFSEISLAM.COM

آرائش است وآں مناسب	جو عورتوں کو مناسب ہے مردوں
بزناں است نہ مرداں [1]	کو نہیں۔

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیب وزینت میں مبالغہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ	رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے
علیہ وسلم کان ینھانا عن	زینت میں کثرت اور تصنع سے منع
کثیر من الارفاۃ [2]	فرمایا ہے۔

بالوں کے حقوق

اگر کسی شخص نے بال رکھے ہوئے ہوں تو اسے چاہیئے کہ ان کو صاف رکھے۔ ان پر تیل لگائے اور انہیں کنگھی کرے۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من کان لہ شعر فلیکرمہ [3]	جس شخص نے بال رکھے ہوئے ہوں
	اسے چاہیئے کہ انہیں سنوار کر رکھے۔

حضرت عطا بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کو آپ نے دیکھا کہ اس کا سر اور داڑھی پراگندہ ہیں۔ آپ نے اسے بلایا اور فرمایا انہیں سنوار کر رکھو۔ وہ شخص واپس گیا اور اس نے آپ کے حکم کے مطابق بالوں کو درست کیا جب

---

[1] انوار غوثیہ، ۶۴

[2] ابوداؤد، کتاب الترجل

[3] ابوداؤد، کتاب الترجل

Nafse Islam نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

واپس لوٹ کر آیا تو آپ نے فرمایا :

الیس ھذا خیرًا ان یاتی احدکم وھو ثائر الرأس[1]	کیا یہ بہتر نہیں ہے ؟ اس سے کہ تم میں سے کوئی اس حال میں آئے کہ اس کے بال و سر گرد آلود ہوں ۔

آئینہ کا استعمال

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا فرماتی ہیں

کان ینظر فی المرآۃ اذا سرح لحیتہ[2]	آپ داڑھی مبارک میں کنگھی کرتے وقت آئینہ دیکھتے تھے ۔

آئینے میں تصویر محبوب

جس مبارک آئینے کو آپ کنگھی کرتے وقت استعمال فرمایا کرتے تھے اس آئینہ نے اپنے اندر ہمیشہ کے لیے آپ کی صورت مبارکہ کو محفوظ کر لیا تھا ۔

امام آلوسیؒ بیان کرتے ہیں کہ آپ کے وصال کے بعد جب صحابہ کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد آجاتی تو وہ آپ کے دیدار فرحت آثار کے لیے نکل کھڑے ہوتے۔ اور آپ کے مبارک حجرات میں آپ کو تلاش کرتے ۔ مسجد نبوی میں منبر اور مصلّے کے پاس جاتے ۔ امہات المؤمنین سے گذارش کرتے کہ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کے بغیر چین نہیں آرہا ۔ چنانچہ بعض اوقات ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح ، ۳۸۴

[2] جمع الوسائل ۱ : ۸۴

کے زیر استعمال آنے والا آئینہ لا کر صحابہ کرام کو دیتیں۔ جب وہ اس مبارک آئینے کو دیکھتے تو بجائے اپنے آپ کو دیکھنے کے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جلوہ افروز پاتے۔

روایت کے پر ذوق الفاظ ملاحظہ کیجئے۔

روی ان بعض الصحابۃ احب ان یری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجاء الی میمونۃ فاخرجت لہ مرأتہ فنظر فیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یر صورۃ نفسہ [1]	جب محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد صحابہ کو تڑپاتی تو وہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں آجاتے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی آئینہ اس صحابی کو دے دیتیں جب وہ صحابی اس آئینہ مبارک کو دیکھتا تو بجائے اپنی صورت کے اسے اپنے محبوب کی صورت نظر آتی۔

مبارک بالوں کا تقسیم فرمانا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلاموں پر یہ کرم بھی فرمایا کہ اپنے بال مبارک اپنے چاہنے والوں میں تقسیم فرما دیتے تاکہ محبین ان کے ذریعے برکات حاصل کریں اور ان کی زیارت سے اپنے من کی دنیا کو آباد رکھیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مقدس خیرات کی تقسیم کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جب آقائے دوجہاں حج کے موقع پر منیٰ تشریف لائے۔ جمرۃ العقبہ کو کنکریاں ماریں اور اس کے بعد قربانی دے کر اپنے خیمے میں تشریف لائے۔

---

[1] روح المعانی، ۲۲ : ۳۹

ثم دعا بالحلاق و ناول الحلاق شقه الايمن فحلقه ثم دعا ابا طلحة الانصاری فاعطاه ثم ناوله شقه الایسر فقال احلق فحلقه فاعطاه ابا طلحة فقال اقسمه بین الناس۔[1]

تو آپ نے حجام کو طلب فرمایا حجام نے پہلے آپ کے سرِ اقدس کی دائیں جانب کے بال تراشے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ انصاری کو بلا کر ان کو یہ بال عنایت فرمائے۔ پھر حجام نے بائیں جانب کے بال تراشنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے ابو طلحہ کو عطا کیے اور فرمایا یہ لوگوں کو تقسیم کر دو۔

حکمتِ تقسیم اور وجہِ اختصاصِ ابو طلحہؓ

محدثینِ کرامؒ نے اس حدیث کے تحت یہ دو باتیں بھی بیان کی ہیں کہ بال آپ نے کیوں تقسیم فرمائے اور ان کی تقسیم کے لیے حضرت ابو طلحہ ہی کو کیوں مخصوص فرمایا۔ امام زرقانیؒ لکھتے ہیں:

انما قسم رسول الله شعره فی اصحابه لیکون برکة باقیة بینهم و تذکرة لهم وکانه صلی الله علیه وسلم اشار بذلك الی اقتراب الاجل وخص اباطلحة

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے درمیان موئے مبارک اس لیے تقسیم فرما دیئے تاکہ ان میں برکت باقی رہے اور یہ آقا کی یاد کا ذریعہ بنیں گویا آپ نے اس عمل کے ذریعے اپنے وصال کے قریب ہونے کی طرف اشارہ فرمایا اور

---

[1] متفق علیہ

بالقسمة التفاتاً الی هذا المعنی لانه هو الذی حفر القبر الشریف ولحد له[1]

ابوطلحہ کو تقسیم کے لیے اس لئے مخصوص کیا کہ انہیں کو آپ کی قبرِ انور اور لحد بنانے کا شرف ملنا تھا۔

بوقت حجامت بالوں کے حصول کا عجیب منظر

صحابہ آپؐ کی مقدس زلفوں کے ساتھ اس قدر عقیدت رکھتے تھے کہ جب آپؐ حجامت کرواتے تو صحابہ آپؐ کے ارد گرد حلقہ باندھ لیتے۔ جیسے جیسے حجّام آپ کی حجامت بناتا دیوانے اپنی جھولیاں رحمتوں کے خزانوں سے بھرتے جاتے۔ آپ کے مبارک بالوں میں سے کسی ایک بال کو بھی زمین پر نہ گرنے دیتے بلکہ اپنی اپنی ہتھیلیوں پر اٹھا لیتے۔ یہ سہانا منظر حضرتِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے سنیئے!

رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم والحلاق یحلقه وطاف به اصحابه فما یریدون ان تقع شعرة الا فی ید رجل[2]

میں نے اپنے آقاؐ کو اس حال میں دیکھا کہ حجام آپؐ کی حجامت کر رہا تھا اور صحابہ آپ کے ارد گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے۔ وہ آپؐ کا کوئی بال بھی زمین پر نہ گرنے دیتے بلکہ اپنے ہاتھوں پر اٹھا لیتے۔

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حج اور عمرہ کے موقعہ

---

[1] سیدنا محمد رسول اللہ ، ۳۹۰

[2] المسلم کتاب الفضائل۔

پر حلق فرمایا یعنی تمام بال منڈوا دیئے ورنہ عام حالات میں آپ تمام بال منڈواتے نہیں تھے۔ امام نبہانیؒ نے اس بات کی تصریح ان الفاظ میں کی ہے:

لم یروانه علیه السلام حلق رأسه الشریف فی غیر نسك حج او عمرة فتکون تبقیة الشعر فی الرأس سنة ومنکرها مع علمه یجب تادیبه [1]	حج اور عمرہ کے علاوہ آپ کا تمام بال منڈوا دینا منقول نہیں لہٰذا سر پہ بال رکھنا سنت ہے۔ اب جو شخص علم کے باوجود اس کا انکار کرے وہ سزا کا مستحق ہوگا۔

ہمیں دولتِ کونین ملی

صحابہ آپؐ کے مبارک بالوں کو حاصل کر کے محفوظ کر لیتے اور فخریہ طور پر یہ بیان کرتے کہ ان کے پاس اپنے آقا علیہ السلام کا موئے مبارک ہے اور اسے کونین سے بڑھ کر دولت تصور کرتے ہوئے ساتھ دفن کرنے کی وصیت کرتے۔

مشہور تابعی محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبیدہ سلمانیؒ کو بتایا کہ ہمارے پاس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بال ہیں جو ہمیں آلِ انسؓ سے ملے ہیں۔

اس پر حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

لان تکون عندی شعرة منه احب الی من الدنیا	میرے پاس آقا علیہ السلام کے ایک بال کا ہونا مجھے دنیا و مافیہا سے

---

[1] الانوار المحمدیہ، ۲۱۴

WWW.NAFSEISLAM.COM

وما فیہا [1] بڑھ کر محبوب ہے۔

اس محبت اور حصولِ برکت کی خاطر وہ صحابہ اور تابعین جن کے پاس آپؐ کے موئے مبارک ہوتے وصیت کر جاتے کہ انہیں ہمارے ساتھ کفن میں رکھ دینا۔

حضرت انسؓ کی وصیت

آپؐ کے خادم خاص حضرت انسؓ کے بارے میں حضرت ثابت بنانیؒ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت انسؓ کی موت کا وقت آیا تو انہوں نے مجھے وصیت کی کہ اے ثابتؒ یہ میرے آقا کا مقدس بال لے لو۔ جب میں فوت ہو جاؤں تو اسے میری زبان کے نیچے رکھ کر مجھے دفن کر دینا۔

ھذہ شعرۃ من شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضعھا تحت لسانی قال فوضعھا تحت لسانہ فدفن وھی تحت لسانہ [2]	یہ میرے آقا کا مبارک بال ہے جب میں فوت ہو جاؤں تو اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا میں نے آپ کی وصیت کے مطابق وہ بال آپ کی زبان کے نیچے رکھ دیا پس آپ کو اس حالت میں دفن کیا گیا کہ بال آپؓ کی زبان کے نیچے تھا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کی وصیت

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے اہل کو

---

[1] البخاری، ۱: ۲۹

[2] الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ۱: ۷۱

وصیت فرمائی کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بال اور ناخن مبارک جو میرے پاس موجود ہیں انہیں تدفین کے وقت میرے کفن میں رکھ دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا [1]

بالوں کی برکت سے شفاء

جن جن صحابہ کے پاس آپ کے موئے مبارک ہوتے وہ ان سے برکتیں حاصل کرتے، لوگوں میں سے اگر کوئی بیمار ہوتا تو وہ اس صحابی سے رجوع کرتا تاکہ اس بال کے ذریعے شفا حاصل کر سکے۔

حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا کے پاس بھی آپ کا ایک موئے مبارک تھا جو انہوں نے بڑے ہی ادب و محبت سے چاندی کی ایک ڈبیہ میں رکھا ہوا تھا۔

فاخرجت من شعر رسول	تو آپ اس چاندی کی ڈبیہ کو جس میں
الله صلى الله عليه وسلم	موئے مبارک تھا پانی میں رکھ کر حرکت
وكانت تمسكه فى جلجل من	دیتیں، بیمار اس پانی کو پیتا تو شفا پاتا۔
فضة ـــ فشرب منه [2]	

حضرت ام امارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مقام حدیبیہ میں حضور علیہ السلام نے حجامت بنوا کر اپنے تمام بال ایک سرسبز درخت کے اوپر پھینک دیئے۔ تمام صحابہ کرام اس درخت کے نیچے جمع ہو کر اپنی اپنی قسمت کے مطابق بال حاصل کرنے لگے میں نے بھی ان میں سے چند بال حاصل کر لیے۔ کوئی شخص بیمار ہوتا تو میں ان مبارک بالوں کو پانی

---

[1] طبقات ابن سعد، ۵ : ۳۰۰

[2] البخاری، کتاب اللباس۔

میں ڈبو کر پانی اس مریض کو پلاتی ہوں اور رب العزت اس مریض کو صحت عطا فرما دیتا ہے[1]
شاہ ہرقل کو ہمیشہ دردِ سر رہتا تھا۔ متعدد علاج کے باوجود شفا نہ ہوئی۔ خوش قسمتی سے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مبارک بال ملا اسے اس نے اپنی ٹوپی میں ملاکر اپنے سر پر رکھا تو فوراً درد کافور ہوگیا اور شفا حاصل ہوگئی[2]

امام بدرالدین عینیؒ صحابہ و تابعین کے بارے میں لکھتے ہیں:

کان الناس عند مرضھم یتبرکون بھا و یستشفعون من برکتھا و یاخذون من شعرہ و یجعلونہ فی قدح من الماء فیشربون الماء الذی فیہ الشعر فیحصل لھم الشفا[3]	یہ تمام بیماری کے وقت آپ کے موئے مبارک سے برکت حاصل کرتے ان کی برکت سے شفا پاتے آپ کے موئے مبارک کو پانی میں برتن میں رکھتے اور وہ پانی پیتے تو انہیں شفا نصیب ہوتی۔

موئے مبارک اور حصول فتح

آپ کے موئے مبارک کی برکت سے صرف بیمار ہی شفایاب نہ ہوتے تھے بلکہ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ جہاد کے بڑے بڑے معرکوں میں فتح عطا کرتا۔ اس کی شہادت تاریخ اسلام کے مشہور سپہ سالار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یوں دیتے ہیں:

ایک دفعہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ ادا فرما کر حجامت بنوائی۔ اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے لوگوں نے آپ کے موئے مبارک حاصل کر لیے اور لوگوں کا ہجوم

---

[1] شواہد النبوہ، ۱۴۸

[2] اشرف التفاسیر، ۱۳۸

[3] عمدۃ القاری، ۲۲: ۴۹

اس قدر جمگھٹا تھا کہ ان کا حصول نہایت ہی دشوار تھا۔

فسبقتهم الى ناصيته فجعلتها فى هذه قلنسوة فلم اشهد قتالا وهى معى الا رزقت النصر[۱]

میں نے بھی آپ کی پیشانی مبارک کا ایک بال حاصل کر کے اپنی ٹوپی میں محفوظ کر لیا۔ (اب صورتحال یہ ہے) کہ جب بھی اس بال کو اپنے ساتھ لے کر جنگ میں شریک ہوتا ہوں فتح پاتا ہوں۔

ٹوپی کی فکر کیوں!

جنگ یرموک کے موقع پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقابلہ نسطورہ نامی ایک پہلوان سے ہو رہا تھا کہ آپ کی ٹوپی زمین پر گر پڑی۔ آپ اس کے مقابلے کی بجائے ٹوپی کی طرف لپکے اور رفقاء کو بھی پکار کر کہا کہ خدا تم پر رحم کرے میری ٹوپی مجھے دو۔ اتنے میں بنی مخزوم کی قوم میں سے ایک آدمی نے آپ کو ٹوپی پکڑا دی۔ آپ نے پہن کر مقابلہ کیا یہاں تک کہ آپ نے نسطورہ کو قتل کر دیا۔ جب جنگ ختم ہوئی تو اہل لشکر نے آپ سے سوال کیا کہ اتنے کڑے وقت میں آپ ٹوپی کی طرف متوجہ کیوں ہوئے؟ اگر وہ اس وقت سر پہ نہ بھی ہوتی تو اس سے کیا فرق پڑتا؟ اس پر حضرت خالد بن ولید نے بیان فرمایا تمہیں کیا معلوم اس میں کیا ہے؟

لم افعلها بسبب القلنسوة بل لما تضمنته من شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم

میں نے یہ فکر اپنی ٹوپی کی وجہ سے نہیں کی بلکہ اس میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک بال تھا۔ مجھے خطرہ محسوس

---

[۱] المستدرک، ۳: ۲۹۹

لئلا اسلب برکتها و	ہوا کہ کہیں اس کی برکت سے محروم
تقع فی ایدی المشرکین	نہ ہو جاؤں اور یہ کافروں کے ہاتھ
لے	نہ لگ جائے ۔

آپ کی اہلیہ ام تمیم کا ٹوپی لے کر حالتِ جنگ میں پہنچنا

تاریخ واقدی اور دیگر کتب سیر میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام میں قوم جبلہ کے مقابلے کے لئے تھوڑی سی فوج لے کر تشریف لے گئے لیکن ٹوپی گھر بھول گئے وقت مقابلہ رومیوں کا بڑا افسر مارا گیا اس وقت جبلہ نے تمام لشکر کو یکبارگی حملے کا حکم دے دیا۔ صحابہ کی حالت اتنی پریشان کن تھی کہ رافع بن عمر طائی نے حضرت خالد سے عرض کیا آج یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہماری سب کی موت آگئی۔ حضرت خالد رض نے فرمایا واقعتہً یوں ہی محسوس ہو رہا ہے۔ افسوس آج وہ ٹوپی گھر بھول آیا جس میں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک تھے۔ ادھر یہ حالت تھی ادھر حالات سے باخبر آقا علیہ السلام نے اسلامی فوج کے امیر حضرت ابو عبیدہ کو خواب میں فرمایا تم سو رہے ہو اٹھو فی الفور خالد بن ولید کی مدد کے لیے روانہ ہو جاؤ۔ تمام لشکر اسی وقت تیار ہو کر بڑی تیزی سے روانہ ہو گیا۔ راستے میں ایک سوار کو دیکھا جو بڑی تیزی سے جا رہا ہے امیر لشکر نے چند سواروں کو حکم دیا کہ اس سوار کے بارے میں معلوم کرو۔ لہٰذا انہوں نے اس سوار کے قریب جا کر پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ سوار نے جواب دیا کہ میں حضرت خالد بن ولید کی بیوی ام تمیم ہوں۔ حضرت ابو عبیدہ نے سفر کی وجہ پوچھی تو کہنے لگیں جب پچھلی رات آپ نے اعلان کیا کہ خالد بن ولید دشمن کے گھیرے میں ہیں ان کی مدد کے لیے تمام لشکر تیار ہو جائے تو

لے الشفاء ۲/ : ۶۱۹

مجھے خیال آیا کہ خالد جنگ میں ناکام نہیں ہوسکتے کیونکہ ان کے پاس آقا علیہ السلام کے بال مبارک ہیں۔ لیکن اچانک آپ کی اس ٹوپی پر میری نظر پڑی جس میں وہ موئے مبارک تھے۔ لہذا میں اسی وقت روانہ ہوگئی تاکہ یہ مبارک ٹوپی ان تک پہنچاؤں۔ حضرت ابو عبیدہ نے ان کو لشکر میں شامل کرلیا، صحابہ اپنی زندگیوں سے مایوس ہوچکے تھے۔ اچانک تکبیر کی آواز بلند ہوئی۔ آپ نے دیکھا ایک عظیم لشکر ہے جو رومیوں کو بھگا رہا ہے۔ آپ نے ایک سوار کے قریب ہوکر پوچھا تم کون ہو؟ آواز آئی میں آپ کی بیوی ہوں آپ کی ٹوپی لائی ہوں۔ حضرت خالد کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ آپ نے ٹوپی لی اور پہن کر حملہ کیا تو اسی وقت تمام کافر میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔

آپ کے موئے مبارک کی بے ادبی کفر ہے

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا موئے مبارک ہاتھ میں پکڑ کر ارشاد فرمایا:

من اذی شعرۃ من شعری	جس نے میرے ایک بال کی بھی بے ادبی
فالجنۃ علیہ حرام [۱]	کی اس پر جنت حرام ہے۔

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں خوب ادب واحتیاط سے کام لے۔ اسی وجہ سے علماء امت نے تصریح کی ہے کہ جس چیز کی نسبت آپ کی طرف معروف ومشہور ہو اس کا احترام لازم ہے۔ حضرت ملا علی قاری شرح شفاء میں لکھتے ہیں:

المراد جمیع ما ینسب الیہ	ان تمام اشیاء کا ادب کیا جائے گا جس کی
و یعرف بہ صلی اللہ علیہ وسلم	نسبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف معروف ہے۔

---

[۱] کنز العمال: ۲: ۲۷۶

اس عبارت پر مولانا عبد العلیم (والد گرامی مولانا عبد الحئی لکھنوی) حاشیہ میں لکھتے ہیں

ولو کان علی وجہ الاشتہار — منسوبات کے لیے صرف شہرت ہی کافی

من غیر ثبوت فی آثارہ [1] — ہے اگرچہ اس کا ثبوت نہ ہو۔

اب یہاں لوگوں کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار مبارکہ ہیں مثلاً موئے مبارک، نقش پا نعلین مقدس تو ان تمام کی تعظیم امت مسلمہ پر لازم ہے ۔

---

[1] نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمن، ۷۷

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

پیشانی مبارک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کشادہ، فراخ، روشن اور چمکدار تھی جس پر کبھی بھی کسی شخص نے حزن اور بیزاری کے آثار نہیں دیکھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جبینِ اقدس سے ہمہ وقت مسرت و شادمانی اور اطمینان و سرور کی کیفیت جھلکتی تھی۔ جس کی زیارت سے دیکھنے والے کے دل میں فرحت و انبساط اور راحت و طمانیت کا احساس امڈ آتا تھا۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی مقدس پیشانی کی کشادگی یوں بیان کی ہے:

۱۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واسع الجبین[۱] — آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جبینِ اقدس کشادہ تھی۔

۲ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفاض الجبین۔[۲] — آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی اقدس واسع تھی۔

۳ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

---

[۱] شمائل ترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ

[۲] (دلائل النبوۃ ۱ : ۲۱۲)

WWW.NAFSEISLAM.COM

كان جبين رسول الله صلى الله عليه وسلم صلتاً [1]	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس پیشانی ظاہر اور شفاف تھی۔

امام محمد یوسف الشافعیؒ لفظِ صلت کے معنی کے بارے میں لکھتے ہیں:

الصلت الجبين اى واسعه	صلت کا معنی واسع ہوتا ہے۔
وقيل الصلت الاملس [2]	لیکن بعض لوگوں نے اس کا معنی چمکدار کیا ہے۔

۴۔ حافظ ابن خیثمہؒ سے مروی ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اجلى الجبين اذا طلع جبينه من بين شعره كانما طلع فى فلق الصبح او عند الليل او طلع بوجهه على الناس فرأ وا جبينه كانه ضوء سراج قد تلالأ وكانوا يقولون هو رسول الله صلى الله عليه وسلم [3]	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی اقدس روشن تھی۔ جب اس سے مبارک زلفیں الجھتیں تو یوں محسوس ہوتا کہ صبح طلوع ہو گئی ہے یا جب رات کے وقت آپ اپنے غلاموں کی طرف تشریف لے جاتے تو آپ کی جبینِ اقدس یوں دکھائی دیتی تھی جیسے روشن چراغ سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی ہوں۔ یہ کیفیت دیکھ کر لوگ پکار اٹھتے کہ وہ رسولِ خدا تشریف لے آئے۔

۵۔ شاعرِ بارگاہِ رسالت مآب حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس منظر کو یوں

---

[1] سبل الهدى والرشاد، ۲ : ۳۰

[2] سبل الهدى، ۲ : ۳۲

[3] سبل الهدى، ۲ : ۳۰

WWW.NAFSEISLAM.COM

بیان کیا ہے :-

متی یبد فی اللیل البہیم جبینہ

یلمع مثل مصباح الدجی اما المستوقد[1]

جب رات کی تاریکی میں آپ کی پیشانی ظاہر ہوتی تو اس طرح چمکتی دکھائی دیتی جسطرح روشن چراغ چمکتا ہے۔

۶۔ ابن عساکر نے حضرت قاتل بن حیانؓ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ کہ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا۔

جدّ فی امری ولا تھزل و	میرے معاملے میں کوشش کر اور اس
صدقوا النبی العربی الصلت	عربی نبی کی تصدیق کر جو چمکدار اور
الجبین[2]	شفاف پیشانی کا مالک ہے۔

سیدہ عائشہؓ کا زیارت پیشانی میں کھو جانا

۷۔ حضرت سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک دن میں چرخہ کات رہی تھی۔ حضور علیہ السلام میرے سامنے بیٹھے اپنے نعلین مقدس کو پیوند لگا رہے تھے۔

فجعل جبینہ یعرق وجعل	اتنے میں آپ کی پیشانی اقدس پر
عرقہ یتولد نورا فبھت فقال	پسینہ کے قطرات ظاہر ہوئے جن سے
مالک بھت ؟ قلت جعل جبینک	نور کی شعاعیں پھوٹ رہی تھیں۔
یعرق وجعل عرقک یتولد نورا	میں اس دلکش منظر میں اس طرح

---

[1] دیوان حسان

[2] ابن عساکر، ۱ : ۲۴۵

WWW.NAFSEISLAM.COM

کھو گئی کہ اپنا کام بھول گئی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا عائشہؓ تجھے کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ آپ کی پیشانی پر پسینہ کے قطرے نور کے ستارے معلوم ہوتے ہیں۔ اگر اسی کیفیت کا مشاہدہ ابوکبیر الھذلی کر لیتا تو وہ پکار اٹھتا کہ میرے اس شعر کا مصداق واقعۃً آپ ہی ہیں ؎

اذا نظرت الی اسرۃ وجھہ
برقت بروق العارض المتھلل[1]

جب میں نے اس کے روئے روشن کو دیکھا تو اس کے رخساروں کی روشنی اور صفائی میں وہ شکن بصورت چودھویں کے چاند نظر آئے۔

بوسۂ پیشانی کی سعادت

اس امت میں وہ کتنے خوش نصیب لوگ ہیں جن کو رحمت دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس پیشانی کا بوسہ نصیب ہوا ان میں سے ہم دو کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ ان میں سے ایک سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور صدیق اکبر کو اطلاع دی گئی اور یہ بھی بتایا عمر سخت پریشانی کے عالم میں کہہ رہے ہیں جو کہے گا آپ کا وصال ہو گیا ہے میں اسے قتل کر دوں گا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں تشریف لائے اور بغیر کسی کے ساتھ گفتگو کیے حجرہ عائشہ میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے۔

---

[1] ابن عساکر ۱ : ۲۰۵

وهو مغشی بثوب حبرۃ	آپ یمنی کپڑے میں محو استراحت
فکشف عن وجھہ ثم اکب	تھے ۔ صدیق اکبر نے کپڑا اٹھایا ۔ جھک کر
علیہ فقبلہ وبکی [1]	آپ کی پیشانی کا بوسہ لیا اور رو دیے ۔

۲۔ دوسرے خوش قسمت صحابی حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں ۔ ایک دن آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ۔ عرض کیا یا رسول اللہ آج رات ایک حسین خواب دیکھا ہے کہ میں آپ کی مبارک پیشانی چوم رہا ہوں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔ اس طالب صادق کی بات سن کر مسکرا دیے ۔ ارشاد فرمایا : تم اپنے خواب کی تعبیر ابھی حاصل کر لو ۔ ارشاد سنتے ہی یہ جانثار فرطِ محبت سے بے خود ہو گئے ۔ والہانہ انداز میں آگے بڑھے اور عقیدت و محبت سے آپ کی پیشانی کو چومنے کی سعادت حاصل کی [2]

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

---

[1] الوفا ۲ : ۷۸۹   [2] بے مثل بشر ، ۳۹ بحوالہ بغوی

گوشِ مبارک

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گوشِ مبارک دونوں کامل و تام تھے ۔ اپنے حسن موزونیت میں یکتا تھے ۔ قوتِ بصر کی طرح آپ کو قوتِ سماعت بھی بے مثال عطا ہوئی تھی ۔ آپ قریب و بعید کو یکساں سنتے تھے ۔

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ آپ کا مبارک حلیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

رجل الرأس اھدب العینین حسن الفم حسن اللحیۃ تام الاذنین [1]	آپ کے سر کے بال ہلکے خم دار دراز پلکوں والی آنکھیں ، حسین و پاکیزہ چہرہ ، خوبصورت ریشِ مبارک اور آپ کے دونوں کان کامل تھے ۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن میں قاضی بنا کر بھیجا تو میں نے وہاں جا کر لوگوں کو خطبہ دیا ۔ مجلس میں علمائے یہود میں سے ایک عالم بھی تھا ۔ اس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی ۔ اس نے مجھے کہا اے علیؓ مجھے اپنے آقا علیہ السلام کا حلیہ بتائیے ۔ مجھے جو مستحضر تھا میں نے بیان کر دیا ۔ وہ عالم کہنے لگا کہ ابھی باقی ہے ، آپ خاموش کیوں ہو گئے ؟ میں نے کہا اس وقت مجھے یہی یاد ہے ۔

---

[1] شمائل الرسول ، ۲۲۰

ہ عالم کہنے لگا پھر آپ مجھے اجازت دیں کچھ میں بیان کرتا ہوں۔ اس کے بعد اس نے ان الفاظ میں آپ کے اوصاف بیان کرنا شروع کیے:

فی عینیہ حمرۃ حسن اللحیۃ حسن الفم تام الاذنین۔ [1]	ان کی آنکھوں کے سفید حصے میں سرخ ڈورے ہیں۔ ریش مبارک نہایت حسین، دہن مبارک خوبصورت اور دونوں کان مبارک تام ہیں۔

پُرنور ستارے

آپؐ کی مبارک و خوبصورت زلفیں جب آپؐ کے مبارک کانوں کا اپنے کنڈلوں کے ساتھ احاطہ کرتیں تو چونکہ زلفیں نہایت ہی سیاہ تھیں اور کان مبارک نہایت ہی سفید اس لیے ایک عجیب سماں ہوتا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس خوبصورت منظر کو ان الفاظ میں بیان کرتی ہیں:

وتخرج الاذن ببیاضھا من تحت تلک الغدائر کانما توقد الکواکب الدریۃ بین ذلک السواد [2]	آپؐ کی مبارک زلفوں کے درمیان دونوں سفید کان یوں محسوس ہوتے جیسے تاریکی میں دو چمک دار ستارے طلوع ہوں۔

قلم اور سجدۂ چاند کی آواز کا سننا

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] شمائل الرسول، ۱۶۱

[2] ابن عساکر، ۱: ۳۳۵

کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر دیر تک آپ کا چہرۂ اقدس تکتا رہا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یاعم ھل لک حاجۃ؟	اے چچا جان کیا معاملہ ہے؟

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اگرچہ اب مسلمان ہوا ہوں مگر آپ کی ذاتِ اقدس سے میں بچپن سے متاثر ہوں کیونکہ جب آپ جھولے میں تھے تو میں نے دیکھا،

تناغی القمر وتشیر الیہ باصبعک فحیث اشرت الیہ مال۔[1]	آپ چاند سے گفتگو کرتے ہیں اور وہ آپ کی انگلی کے اشارے پر قربان ہے۔

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
یہ سراپا نور تھے اور وہ کھلونا نور کا

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چچا جان یہ بعد کی باتیں ہیں۔ آپ کو اس وقت کے بارے میں بتاتا ہوں جب میں شکم مادر میں تھا۔

والذی نفسی بیدہ لقد کنت اسمع صریر القلم علی اللوح المحفوظ وانا فی ظلمۃ الاحشاء وکنت اسمع سجود القمر امام العرش وانا فی ظلمۃ الاحشاء[2]	مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں شکم مادر میں لوحِ محفوظ پر چلنے والی قلم کی آواز سنتا تھا اور اسی طرح شکم مادر میں میں چاند کے عرش اعظم کے سامنے سربسجود ہونے کی آواز کو بھی سنتا تھا۔

---

[1] الخصائص الکبریٰ، ۱: ۵۳

[2] مجموعۃ الفتاوٰی لمولانا عبدالحئی لکھنوی، ۲: ۹۷

میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے

اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اتنی قوتِ سماعت عطا فرمائی تھی کہ آپؐ ایسی باتیں بھی سُن لیتے جو دوسرے حاضرین سلامتی حواس کے باوجود نہ سُن پاتے تھے۔

حضرت ابوذر اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا کیا جو میں سُن رہا ہوں تم بھی سُن رہے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں تو اس وقت کچھ سنائی نہیں دے رہا۔ آپؐ نے فرمایا:

انی لاریٰ مالا ترون واسمع	میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے
مالا تسمعون انی	میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے
اسمع اطیط السماء وما	اور میں اس وقت آسمان کی چرچراہٹ
تلام ان تئط وما فیھا	سن رہا ہوں اور آسمان کے اس
موضع شبر الا وعلیہ	طرح کرنے میں کوئی برائی نہیں کیونکہ
ملك ساجد [1]	اس پر ایک بالشت بھی ایسی جگہ نہیں
	جہاں فرشتہ اللہ کے حضور سجدہ ریز نہ ہو۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

قبور سے عذاب کا سُننا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ بنو نجار کے قبرستان میں سے گزرے۔

---

[1] مسند احمد ۵: ۱۷۳

فسمع اصوات قوم یعذبون فی قبورھم [1]	تو آپؐ نے قبور میں ان لوگوں کی آواز سماعت فرمائی جن کو عذاب ہو رہا تھا۔

آپؐ نے فرمایا ان اہلِ قبور کو کوئی جانتا ہے۔ ایک خادم نے عرض کیا یا رسول اللہ میں جانتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا یہ لوگ کب فوت ہوئے ہیں اس نے عرض کیا یا رسول اللہ عہد شرک میں فوت ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا ان لوگوں پر قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔ اے صحابہ اگر تمہارا طریقہ میت کی تدفین نہ ہوتا تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا، وہ تمہیں بھی ان کے عذاب سے آگاہ فرما دیتا۔ یہی روایت مسلم شریف میں حضرت زید بن ثابتؓ سے مروی ہے [2]

یہ جہنّم میں پتھر گرنے کی آواز تھی

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے آپ نے ایک خوفناک آواز سنی جس کی وجہ سے آپ پریشان ہو گئے۔ اتنے میں جبریل امین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماھذا الصوت یاجبریل؟ فقال ھذہ صخرۃ ھوت من شفیر جھنم من سبعین عاما	آپؐ نے فرمایا جبریل یہ آواز کیسی تھی انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ ایک پتھر تھا جو ستر سال پہلے جہنم میں گرا وہ آج اس کی تہہ میں پہنچا ہے۔

---

[1] المسلم، کتاب الجنۃ

[2] " " "

حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں اس کے بعد وصال تک آپ کی یہ کیفیت رہی:

فما رؤی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضاحکا ملأ فیہ حتی قبضہ اللہ عزوجل[۱]

آپ کو تادم وصال منہ بھر کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

حضرت جعفر طیارؓ کا سلام

حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ وہ رحمت دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھے۔ اچانک آپؐ نے سرِ اقدس اٹھایا اور فرمایا وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا معاملہ ہے؟ یہ کس کا سلام تھا جس کا آپ نے جواب ارشاد فرمایا:

آپ نے فرمایا:

مرّبی جعفر بن ابی طالب فی ملاء من الملئکۃ فسلّم علی[۲]

جعفر بن ابی طالب فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ گزر رہے تھے۔ انہوں نے مجھے سلام کیا میں نے اس کا جواب دیا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

درود شریف کا سُننا

آپ کی خدمتِ اقدس میں امتی جو صلوٰۃ وسلام عرض کرتے ہیں یہ یقیناً آپ کی بارگاہ کریمانہ میں پیش ہوتا ہے۔ لیکن ہر امتی کا اپنا اپنا حال اور تعلق ہے۔ بعض کا فرشتوں

---

[۱] سیدنا محمد رسول اللہ: ۲۷
[۲] المستدرک، ۱: ۲۱۰

کے ذریعے آپؐ کی خدمتِ اقدس میں پہنچتا ہے اور بعض اہلِ محبت کا آپؐ خود سنتے ہیں ۔ اور جواب سے نوازتے ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن جزولیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام سے پوچھا گیا، یارسول اللہ جن لوگوں کی آپ کے ساتھ ملاقات نہ ہوئی ۔ اور وہ آپ کی ظاہری حیات کے بعد آنے والے ہیں ان کا سلام آپ تک پہنچے گا؟

آپ نے فرمایا:

اسمع صلوٰۃ اھل محبّتی	میں محبت رکھنے والے غلاموں کا
و اعرفھم [1]	سلام خود سنتا ہوں۔ اور ان کو پہچانتا بھی ہوں۔

دُور و نزدیک کے سُننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

شیخ ابنِ قیم نے بھی جلاء الافہام میں جو روایت بیان کی ہے اس سے بھی واضح ہے کہ سلام آپ خود سنتے ہیں۔

حضرتِ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لیس من عبد یصلی	جب بھی کوئی بندہ مجھ پر درود شریف
علی الا بلغنی صوتہ	پڑھتا ہے وہ کہیں بھی ہو اس کی آواز
حیث کان قلنا و بعد	مجھ تک پہنچتی ہے صحابہ نے عرض کیا
وفاتک؟ قال بعد وفاتی	وصال کے بعد کیا معاملہ ہوگا؟ آپ

---

[1] دلائل الخیرات، ۳۲

WWW.NAFSEISLAM.COM

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء[1]

نے فرمایا وصال کے بعد بھی اسی طرح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے وجود کا کھانا حرام فرما دیا ہے۔

یہ محض وسوسہ ہے کہ دور سے کوئی نہیں سن سکتا۔ اللہ تعالیٰ جس کو یہ قوت عطا فرمائے وہ ضرور سن سکتا ہے۔ حضور سرورِ کونین کا تو مرتبہ ہی "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" ہے۔ آپ کی خدمتِ اقدس میں یکے بعد دیگرے جو فرشتے درود شریف پہنچانے کے لیے مقرر ہیں، ان کے بارے میں حدیث میں آیا ہے۔

ان للہ ملکاً اعطاہ اسماء الخلائق کلھا وھو قائم علی قبری اذا مت الی یوم القیامۃ فلیس احد من امتی یصلی علی صلوۃ الا سماہ باسمہ واسم ابیہ قال یا محمد صلی علیک فلان۔[2]

اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے اللہ نے تمام مخلوق کے اسماء کی تعلیم دی ہے وہ میری خدمت میں قیامت تک حاضر رہے گا جب بھی کوئی مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ مجھے اس کے اور اس کے والد کے نام کے ساتھ اس کا درود شریف پیش کرتے ہوئے کہتا ہے کہ یا رسول اللہ فلاں شخص آپ کی خدمت میں سلام عرض کر رہا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

مولانا زکریا سہارنپوری اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ جل شانہ نے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کو ساری مخلوق کی بات سننے کی

---

[1] جلاء الافہام، ۶۲

[2] " " ، ۷۳

قوت عطا فرمائی ہے وہ قیامت تک میری قبر پر متعین رہے گا۔ جب بھی کوئی شخص مجھ پر درود بھیجتا تو وہ فرشتہ اس شخص کا اور اس کے باپ کا نام لے کر مجھ سے عرض کرتا ہے کہ فلاں نے جو فلاں کا بیٹا ہے آپ پر درود ہے "۔[1]

دوسرے مقام پر روح کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بعض کا قول ہے کہ روح سے مراد ایک بہت بڑا فرشتہ ہے اور تمام زمین و آسمان اس کے سامنے ایک لقمہ کی مانند ہے[2]

؎ یہ شان ہے خدمت گاروں کی، سردار کا عالم کیا ہوگا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی نصیحت

اسی لیے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اہل محبت اور درود شریف پڑھنے والوں کو ادب سکھاتے ہوئے لکھتے ہیں:

و باش در حال ذکر گویا حاضر ست پیش تو در حالتِ حیات و می بینی تو او را متادب با جلال و تعظیم و ہیبت و حیا بدان کہ وی صلی اللہ علیہ وسلم می بیند و می شنود کلام ترا زیرا کہ وی متصف ست بصفات اللہ تعالیٰ و یکی از صفات الٰہی آن ست کہ جلیس من ذکرنی مر پیغمبر را صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کا ذکر اور آپ کی بارگاہِ اقدس میں درود و سلام اس حال میں عرض کرے کہ گویا حالتِ حیات میں آپ کے سامنے حاضر ہے اور اپنی آنکھوں سے صاحبِ جلال و ہیبت کو ادب و تعظیم کے ساتھ دیکھ رہا ہے۔ اے ذاکر! تجھے اس بات پر آگاہ رہنا

---

[1] فضائل درود، ۱۷۰

[2] فضائل رمضان، ۳۸

WWW.NAFSEISLAM.COM

نصیب وافر است ازیں صفت زیرا کہ عارف وصف او وصف معروف اوست سبحانہ و وی صلی اللہ علیہ وسلم اعرف الناس باللہ تعالیٰ است [1]

چاہیے کہ نبی اکرمؐ تجھے دیکھتے ہیں اور تیرا کلام سنتے ہیں اس لیے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی صفات کے کامل مظہر ہیں اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ہم نشین ہوتا ہے جو اسے یاد کرتا ہے چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی اس مبارک صفت سے بھی حصۂ وافر ملا ہے لہٰذا آپؐ بھی اپنے یاد کرنے والوں کے ہم نشین ہوتے ہیں۔

---

[1] مدارج النبوۃ : ۲ : ۲۶۱

ابرو مبارک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابرو مبارک باریک، گھرے سیاہ اور گنجان تھے۔ دونوں ابرو باہم پیوست یعنی ایک دوسرے سے بالکل ملے ہوئے نہ تھے۔ دونوں کے درمیان ایک رگِ مبارک پنہاں تھی جو جلال و خشمگینی کی حالت میں ابھر آتی تھی جسے دیکھ کر صحابہ حضور علیہ السلام کی اس کیفیتِ مبارکہ کو بھانپ لیتے۔

دو ابرو قوس مثال دِسّن

وصّافِ نبی حضرت ھند بن ابی ہالہؓ آپ کے ابروئے مقدّس کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ازج الحواجب سوابغ من غیر قرن بینھما عرق یدرہ الغضب [1]	سرورِ کونین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ابرو مبارک کمان کی طرح خمیدہ لمبے اور باریک تھے۔ دونوں ابروؤں کے درمیان رگ تھی جو حالتِ غصہ میں اُبھر آتی۔

[1] الوفاء ۲: ۳۸۸

اعلیٰ حضرتؒ اس مبارک رگ پر یوں سلام عرض کرتے ہیں :

چشمۂ مہر میں موجِ نورِ جلال
اس رگِ ہاشمیت پہ لاکھوں سلام

لفظ ' ازج ' کا معنیٰ ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے ۔

طوله و دقته و سبوغه الی مؤخر العین ۔ [1]

ابرو کا لمبا ، باریک اور آنکھوں کے آخر تک ہونا ہے ۔

ملّا علی قاریؒ لکھتے ہیں :

دقیق شعر الحاجبین طویلها الی مؤخر العین مع تقویس [2]

ابروؤں کے بالوں کا باریک ، آنکھ کے آخر تک اور قوس کی شکل میں ہونا مراد ہے ۔

ابرو نہایت باریک تھے

ایک اور صحابی بیان کرتے ہیں :

کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم دقیق الحاجبین [3]

آپ کے ابرو نہایت ہی لطیف و باریک تھے

جن کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی
ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

---

[1] ابنِ عساکر ، ۱ : ۳۳۱

[2] شرح الشفاء ، ۱ : ۱۵۱ ۔

[3] سبل الھدیٰ ، ۲ : ۳۰

بعض روایات میں یہ تذکرہ ملتا ہے کہ آپ کے مبارک ابرو آپس میں ملے ہوئے تھے جیسا کہ ابوالحسن بن قانع حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا،

واضح الجبین اھدب مقرون الحاجبین۔	پیشانی کشادہ اور ابرو آپس میں متصل تھے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی منقول ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقرون الحاجبین۔[1]	آپ کے ابرو باہم پیوست تھے۔

حضرت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

روایات میں تطبیق

سابقہ روایات جن میں یہ تذکرہ تھا کہ ابرو ملے ہوئے نہ تھے اور ان روایات میں بظاہر تعارض ہے مگر محدثین نے اس ظاہری تعارض کو بڑے احسن طریقے سے رفع فرمایا ہے:

صاحب سیرت حلبیہ فرماتے ہیں:

ان الفرجة التی کانت بین حاجبیه لیسیرة لا تبین الا من دق النظر۔[2]	دونوں ابروؤں کے درمیان اتنی قلیل کشادگی تھی کہ اسی شخص پر واضح ہوتی جو غور سے دیکھتا۔

---

[1] سبل الہدیٰ، ۲: ۲۱

[2] انسان العیون، ۳: ۴۳۶

شیخ ابراہیم بیجوریؒ تعارض کو رفع کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ولا یعارض ذلک خبر امّ	فاصلہ والی روایات، ام معبد سے
معبد بفرض صحتہ کان	مروی روایت کہ آپؐ کے ابرو متصل
ازج اقرن لان المراد انہ	تھے، کے منافی نہیں ہیں کیونکہ یہ اختلاف
کان کذلک بحسب ما یبدو	دیکھنے والے کے اعتبار سے ہے۔
للناظر من غیر تامل و اما	جس نے بغیر تامّل دیکھا اس نے مبارک
المتامل فیبصر بین حاجبیہ	ابروؤں کو متصل کہا لیکن جس نے خوب
فاصلاً لطیفاً فھو ابلج	تامّل کیا وہ جانتا ہے کہ ان کے درمیان
فی الواقع اقرن بحسب الظاھر[1]	خوبصورت فاصلہ تھا۔ الغرض آپؐ

کے ابرو حقیقۃً پیوست نہیں تھے اور ظاہراً متصل تھے۔

ہے جلوہ گہِ نورِ الٰہی وہ رُو
قوسین کی مانند ہیں دونوں ابرو
آنکھیں یہ نہیں سبزۂ مژگاں کے قریب
چرتے ہیں فضائے لامکاں میں آہو

WWW.NAFSEISLAM.COM

خمِ زلفِ نبیؐ ساجد ہے محرابِ ابرو میں

بعض اوقات آپؐ کے مبارک بال پیشانی پر دونوں ابروؤں کے درمیان ہوتے اور آپؐ اسی حالت میں اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو جاتے۔ حضرت عبدالعزیز بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے وھب بن کیسان کو بالوں پر سجدہ کرتے دیکھا تو میں نے کہا:

---

[1] المواھب اللدنیہ، ۲۰

اے وہب اپنی پیشانی کو زمین پر لگاؤ یعنی بال پیچھے کر دو تو وہ کہنے لگے میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ

رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یسجد علی قصاص شعرہ[1]

میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مبارک بالوں پر سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔

اعلیٰحضرت نے اس کیفیت کو یوں بیان کیا:

خمِ زلفِ نبی ساجد ہے محرابِ دو ابرو میں
کہ یارب تو ہی والی ہے سیہ کارانِ امّت کا

---

[1] ابنِ سعد، ۱: ۳۰۴

WWW.NAFSEISLAM.COM
نفس اسلام

چشمانِ مقدّس

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمانِ مقدس انتہائی خوبصورت، سیاہ اور پُرکشش تھیں۔ جن میں ہمہ وقت سُرور آفریں جاذبیت اور رعنائی ہویدا رہتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پلکیں بھی سیاہ اور دراز تھیں جن پہ گھنے بال آنکھوں کی فراخی اور حسن میں اضافہ کئے ہوئے تھے۔

آنکھیں کُشادہ اور سیاہ تھیں

حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدّس آنکھوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادعج العینین[1]	آپؐ کی آنکھیں کشادہ اور خوب سیاہ تھیں۔

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے آنکھوں کے حسن اور کشادگی کو یوں بیان کیا ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابرج العینین[2]	آپؐ کی آنکھیں نہایت ہی کشادہ اور خوبصورت تھیں۔

---

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی ۱: ۲۱۳

[2] " " " "

WWW.NAFSEISLAM.COM

آنکھیں موزونیت کے ساتھ بڑی تھیں

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عظیم العینین[1]	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں فراخ تھیں۔

آنکھوں کی پتلی نہایت سیاہ تھی

خوبصورت اور دراز آنکھوں کے اندر پتلی گہرے سیاہ رنگ کی تھی۔ پتلی کے علاوہ آنکھوں کا بقیہ حصہ سفید تھا۔

حضرت علیؓ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسود الحدقۃ[2]	آپؐ کی آنکھوں کی پتلی نہایت ہی سیاہ تھی۔

امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے حضرت علیؓ سے درخواست کی:

انعت لنا رسول اللہ	ہمیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کے بارے میں کچھ بتائیں۔

تو آپ نے فرمایا:

کان ابیض مشربًا بیاضہ حمرۃ وکان اسود الحدقۃ[3]	آپؐ کے جسم اطہر کا رنگ سفید مائل بہ سُرخی تھا اور آپؐ کی آنکھوں کی پتلیاں نہایت ہی سیاہ تھیں۔

---

1. سبل الھدیٰ، ۲: ۲۴
2. الترمذی، دلائل النبوۃ للبیہقی، ۱: ۲۱۳
3. شمائل الرسول لابن کثیر، ۱۷

WWW.NAFSEISLAM.COM

سفید حصے میں سُرخ ڈورے تھے

پتلی کے علاوہ سفید حصہ میں سرخی کی آمیزش تھی جہاں پلکیں باہم ملتی ہیں وہاں سرخ ڈورے دکھائی دیتے۔

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشکل العین[1]	آپ کی آنکھوں کے سفید حصے میں سرخ ڈورے تھے۔

آنکھوں کا قُدرتی سُرمگیں ہونا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سرمہ لگانے کی محتاج نہ تھیں بلکہ وہ قدرتی طور پر ایسے محسوس ہوتی تھیں جیسے ان کو سرمہ لگایا گیا ہے۔

ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مختوناً مکحولاً[2]	آپ کی آنکھوں میں ولادت کے وقت ہی سرمہ لگا ہوا تھا۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ اس کیفیت کو یوں نقل کرتے ہیں:

کنت اذا نظرت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت اکحل ولیس باکحل[3]	جب بھی میں آپ کی چشمانِ مقدس کو دیکھتا تو گمان کرتا کہ آپ نے ابھی ابھی سرمہ لگایا ہے حالانکہ ایسا نہیں تھا

---

[1] الترمذی، ۲ : ۲۰۶

[2] مولد النبی لامام الشیبانی، ۸۷

[3] شمائل الرسول لابن کثیر، ۱۹

WWW.NAFSEISLAM.COM

سُرمگیں آنکھیں حریم حق کے وہ مُشکیں غزال
ہے فضائے لامکاں تک جن کا رمنا نور کا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان صلی اللہ علیہ وسلم اکحل العینین [1]

آپ کی آنکھیں ہمیشہ سُرمگیں رہتی تھیں۔

امام محمد بن یوسف الشافعی اکحل کا معنیٰ کرتے ہیں۔

سواد یکون فی منابت اجفان العین خلقۃ [2]

اکحل اس سیاہی کو کہتے ہیں جو آنکھوں کی پلکوں وغیرہ میں قدرتی طور پر ہو۔

بیداری کے وقت تیل اور سُرمہ لگا ہوتا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر بچوں کے درمیان بیداری کے وقت امتیاز بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کان الصبیان یصبحون شعثاً رمصاً ویصبح رسول اللہ وھو صبی دھیناً کحیلاً [3]

بچے جب رات کی نیند سے بیدار ہوتے تو ان کے سر کے بال الجھے ہوئے اور آنکھیں آلودہ لیکن رسول خدا اپنے بچپن میں جب نیند سے بیدار ہوتے

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

[1] سبل الہدیٰ والرشاد، ۲ : ۴۲

[2] " " " ، " : ۳۸

[3] شرح شمائل للمناوی، ۱ : ۲۶

تو آپ کے سرِ اقدس پر تیل اور آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا ہوتا تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اور چشمانِ مقدّس

حضرت سلیمان علیہ السلام آپ کی مقدّس اور حسین آنکھوں کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں :

عيناه كالحمام على مجاري	آپ کی آنکھیں ان کبوتروں کی مانند
المياه مغسولتان باللبن	ہوں گی جو لبِ دریا دودھ میں نہا
جالستان في وقبيهما ۔ [1]	کر بیٹھے ہوں ۔

رب کی یاد میں آنکھوں کا آنسو بہانا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی یاد میں اس طرح آنسو بہاتے کہ آنکھیں سمندر کی طرح بہہ پڑتیں ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

كان رسول الله صلى الله	آپ کی آنکھیں سمندر کی طرح
عليه وسلم بحر العينين [2]	یادِ رب میں بہتی تھیں ۔

اشک باریٔ مژگاں پہ برسے درود
سلکِ دُرِّ شفاعت پہ لاکھوں سلام

---

[1] اسماء النبی الکریم ۱۰ : ۲۴۵

[2] سبل الہدیٰ ۔ ۲ : ۴۳

کمال درجہ شرم و حیا کی آئینہ دار آنکھیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک و مقدس آنکھیں کمال درجہ شرم و حیا کی آئینہ دار تھیں۔ ہمیشہ نیچے جھکی رہتیں۔ آپ کا معمول آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنا نہیں تھا۔ بلکہ جب کسی کو دیکھنا ہوتا تو گوشۂ چشم کی دید پر ہی اکتفا فرماتے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ آپ کے مبارک حیا کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اشد حياء من العذراء فی خدرها و كان اذا كره شيأ عرفناه فی وجهه [1]	آپ صلی اللہ علیہ وسلم پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیا کے مالک تھے ہم چہرۂ اقدس کے آثار سے ہی آپ کی ناپسندیدگی محسوس کر لیا کرتے۔

آپ کا دیکھنا کمالِ حیا اور شانِ محبوبیت کا آئینہ دار ہوتا۔ آپ کی چشمانِ اطہر میں شفقت و محبت اور شرم و حیا کی ملی جلی کیفیت ہمہ وقت موجود رہتی۔

یہی وجہ ہے کہ حلیہ مبارک بیان کرنے والوں نے آپ کی یہ ادا بھی ذکر کی ہے۔

خافض الطرف نظره الى الارض اطول من نظره الى السماء [2]	آپ کی نظر مبارک بجائے اوپر اٹھنے کے اکثر زمین کی طرف جھکی رہتی۔

---

[1] البخاری، باب صفۃ النبی

[2] طبقات ابن سعد ۱: ۴۲۲

آپؐ پیکرِ شرم و حیا ہونے کی وجہ سے کسی کو نظر بھر کر نہیں دیکھتے تھے بلکہ بڑی ہی پیاری پیاری ادا کی صورت آنکھوں کے ایک گوشے سے ملاحظہ فرما لیتے۔ اسی لیے آپ کے اوصاف بیان کرنے والے کہتے ہیں کہ آپؐ کے دیکھنے کا طریقہ یہ تھا:

جل نظرہ الملاحظۃ — آنکھ کے ایک گوشے سے دیکھا کرتے

اپنی ایک میٹھی نظر کے شہد سے
چارۂ زہرِ مصیبت کیجئے!

چشمانِ مقدس کی قوّتِ بصارت

آنکھ آلۂ بصارت ہے جس سے انسان خارجی کائنات کے مظاہر کا مشاہدہ کرتا ہے جبکہ دل محلِ بصیرت ہے جس کے ذریعے انسان کو عالمِ انفس و آفاق کے اندر جھانکنے کا بقدرِ ظرف ملکہ عطا کیا گیا ہے۔

خدائے بصیر و قدیر نے حضور علیہ السلام کی چشمِ سَر اور چشمِ دل کو بصارت اور بصیرت کے جملہ کمالات بدرجۂ اتم عطا فرمائے۔

درج ذیل احادیث و روایات اس پر شاہد و عادل ہیں۔

آگے کی طرح پیچھے دیکھنا

۱۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انی لانظر الی ماوراء ظھری کما انظر الی امامی [۱] — میں آگے کی طرح پیچھے کا بھی مشاہدہ کرتا ہوں۔

---

[۱] سبل الھدیٰ ۲۰ : ۲۵

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

ایھا الناس انی امامکم فلا تسبقونی بالرکوع ولا بالسجود فانی اراکم امامی ومن خلفی [1]	اے لوگو میں تمہارا امام ہوں۔ رکوع اور سجود میں مجھ سے سبقت نہ لے جاؤ میں آگے اور پیچھے یکساں دیکھتا ہوں۔

۳۔ بخاری شریف میں سیدنا ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان منقول ہے:

ھل ترون قبلتی ھاھنا فواللہ ما یخفی علی رکوعکم ولا خشوعکم انی لأراکم من وراء ظھری [2]	تم میرا چہرہ صرف قبلہ کی طرف دیکھتے ہو؛ اللہ کی قسم مجھ پر تمہارا رکوع اور نہ دل کی کیفیت پوشیدہ ہے۔ بلاشبہ میں تمہیں اپنے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔

تاریکی میں دن کی طرح دیکھنا

۴۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما آپؐ کی خصوصیت ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یری باللیل فی الظلمۃ کما یری بالنھار فی الضوء [3]	رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم رات کی تاریکی میں بھی اسی طرح دیکھتے جیسا کہ دن کے اُجالے میں۔

---

[1] المسلم، کتاب الصلوٰۃ

[2] البخاری، باب الخشوع فی الصلوٰۃ

[3] الخصائص الکبریٰ، ۱: ۶۱

اسی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے امام زرقانی لکھتے ہیں :

اعنی ان رؤیتہ فی النھار	اس سے مقصود یہ ہے کہ آپ کا روشن
الصافی واللیل المظلم متساویۃ	دن اور تاریک رات میں دیکھنا برابر اس
لان اللہ تعالیٰ لما رزقہ	لیے کہ جب اللہ پاک نے آپ کو باطن اور
الاطلاع بالباطن والاحاطۃ	دل کی باتوں کا کامل ادراک عطا فرما دیا تو
بادراک مدرکات القلوب	ایسے ہی آپ کی مبارک آنکھوں کو ادراک
جعل لہ مثل ذلک فی	عطا فرما دیا۔ چنانچہ آپ پیٹھ کے پیچھے
مدرکات العیون ومن	بھی سامنے کی طرح دیکھتے ہیں۔

ثم کان یری المحسوس من وراء ظھرہ کما یراہ من امامہ۔ [1]

۵۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں :

کان رسول اللہ صلی اللہ	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اجالا اور
علیہ وسلم یری فی ظلمۃ	تاریکی یکساں تھی یعنی تاریکی دیکھنے میں
کما یری فی الضوء [2]	حائل نہ ہوتی تھی۔

۶۔ حضرت ابوذر غفاریؓ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

انی اری ما لا ترون [3]	میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

[1] زرقانی علی المواہب، ۴ : ۸۲

[2] الوفاء باحوال المصطفیٰ، ۱ : ۲۴۴

[3] الترمذی۔ سیدنا محمد رسول اللہ، ۲۳۰

بصارتِ موسوی کا حال

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیدارِ خداوندی کی آرزو کرتے ہوئے عرض کیا:

رَبِّ اَرِنِیْ — اے میرے رب مجھے اپنی زیارت سے نواز!

اللہ رب العزت نے جواباً ارشاد فرمایا:

لَنْ تَرَانِیْ — آپ مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔

تاہم آپ کے پیہم اصرار پر خدائے ذوالجلال نے ارشاد فرمایا:

وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَکَانَهٗ فَسَوْفَ تَرَانِیْ — اس پہاڑ کو دیکھیں اگر یہ ہماری تجلی کے اظہار کے باوجود قائم رہا تو آپ بھی یقیناً دیکھ لیں گے۔

جب اس حسنِ مطلق نے اپنی صفاتی تجلی کا پرتو کوہ طور پر ڈالا تو وہ جل کر ریزہ ریزہ ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اس انعکاسِ تجلی کے اثر سے بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

قرآن کے الفاظ ہیں:

فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا — جب رب العزت نے پہاڑ پر تجلی کا اظہار فرمایا تو وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو گئے۔

فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ [1] — ہوش آنے پر عرض کرنے لگے اے اللہ میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور میں پہلا اسلام لانے والا ہوں

---

[1] الاعراف، ۷: ۱۴۳

حدیث میں موجود ہے کہ جب آپ دوبارہ خرمنِ ہوش سے بہرہ یاب ہوئے تو آپ کی بصارت کا یہ عالم تھا کہ دس فرسخ کی مسافت پر رات کے اندھیرے میں کالے پتھر پر چلتی ہوئی چیونٹی کا مشاہدہ فرما لیتے تھے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تجلی اللہ عز وجل لموسیٰ علیہ السلام کان یبصر دبیب النملۃ علی الصفاء فی اللیلۃ الظلماء من مسیرۃ عشرۃ فراسخ۔ [1]

جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر اپنی صفاتی تجلی کا اظہار فرمایا تو (اس کے بعد) رات کی تاریکی میں دس فرسخ کی مسافت پر پتھر پر چلتی ہوئی چیونٹی کو دیکھ لیتے تھے۔

ایک فرسخ کی مقدار تقریباً تین میل ہوتی ہے۔ گویا تیس میل دور تک آپ مشاہدہ کرتے تھے۔

علامہ آلوسی نے حضرت ابو معشر کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

مکث موسیٰ علیہ السلام اربعین لیلۃ لا ینظر الیہ الا مات من نور رب العالمین [2]

زیارتِ تجلی کے بعد چالیس دن تک آپ کو کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا بلکہ جو دیکھتا اس پر اس تجلی کے انوار کے دبدبہ کی وجہ سے موت واقع ہو جاتی۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی آنکھیں

وہ ذات جس کی شان میں مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی فرمایا گیا اس کے کمال

[1] روح المعانی، ۹: ۵۳

[2] " " "

بصارت اور اعجازِ مشاہدہ کا کیا عالم ہوگا؟

بصارتِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و وسعت کے مقابل مادی مسافتیں اور ظاہری فاصلے کوئی حقیقت نہیں رکھتے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ جہاں پناہ عرشِ معلّٰی سے تحت الثریٰ تک تمام مخلوقات کا مشاہدہ کرتی ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

ان اللہ زوی لی الارض	اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو سمیٹ
فرایت مشارقھا و مغاربھا	دیا۔ یہاں تک کہ میں نے اس کے مشرق
[1]	اور مغرب کا مشاہدہ کرلیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ قد رفع لی الدنیا	اللہ تعالیٰ نے میرے لیے دنیا کے تمام
فانا انظر الیھا و الی ما ھو کائن	حجابات کو مرتفع کر دیا ہے۔ میں نے
فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر	اور قیامت تک ہونے والے واقعات
الی ھذہ۔ [2]	کا مشاہدہ اس ہتھیلی کی طرح کر رہا ہوں۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نے فرمایا:

ما من شئ لم اکن اُریتہ	ہر شے کا میں نے اس مقام پر مشاہدہ
الا قد رأیتہٗ فی مقامی ھذا	کیا حتیٰ کہ جنت اور دوزخ کا بھی۔
حتی الجنۃ والنار [3]	

---

[1] المسلم، ۲ : ۳۹۰

[2] زرقانی علی المواھب، ۷ : ۲۰۴

[3] البخاری، باب من اجاب الفتیا

مقدس پلکیں

آنکھوں پر حسین پلکیں ان کے حسن کو دوبالا کر رہی تھیں۔

حضرت ابراہیم بن محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ جب بھی اپنے پیارے آقا کے حسن و جمال اور آپ کی آنکھوں کا ذکر کرتے تو اس میں یہ الفاظ ضرور ذکر کرتے۔

كان في الوجه تدوير	آپ کے چہرۂ اقدس میں کتابی گولائی
ابيض مشرب ادعج العينين	تھی۔ رنگ مبارک میں سفیدی اور
اهدب الاشفار [1]	سرخی کا امتزاج تھا۔ پلکیں خوبصورت
	اور لمبی تھیں۔

سیدنا ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ آپ کی پلکوں کے حسن کو یوں بیان کرتے ہیں:

كان اهدب اشفار العينين	آپ کی مبارک آنکھوں کی پلکیں نہایت
[2]	لمبی تھیں۔

عارفِ کامل پیر مہر علی کہتے ہیں:

دو ابرو قوس مثال دِسن!!
جیں توں نوکِ مژہ دے تیر چھٹن

آپ کی مبارک آنکھوں کے لیے لفظ اشکل بھی استعمال ہوا ہے۔ جوہری بیان کرتے ہیں کہ میں نے شیخ سماک رح سے اس کا معنی پوچھا تو انھوں نے کہا:

---

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی، ۱: ۲۱۳

[2] " " " "

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

مااشکل العینین قال طویل شعرھا [1]

اشکل العینین سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے فرمایا جن آنکھوں کی پلکیں لمبی ہوں انہیں اشکل کہا جاتا ہے۔

ان کی آنکھوں پہ وہ سایہ فگن مژہ

ظلہ قصرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

ابنِ سعد اور طبرانی نے حضرت رقیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ مکہ شریف میں مسلسل کئی سال قحط آگیا۔ میں نے خواب میں ایک ہاتفِ غیبی کو سنا جو قریش کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا کہ تمہارے اندر ایک اللہ کا نبی مبعوث ہو چکا ہے۔ اس کی خدمت اقدس میں جاؤ۔ اس کی برکت سے قحط ختم ہو جائے گا۔

آپؐ کا تعارف کرواتے ہوئے وہ ہاتفِ غیبی کہتا ہے:

الا فانظروا رجلاً منکم وسطاً عظاماً جساماً ابیض بضاً اوطف الاھداب سھل الخدین اشم العرنین [2]

اس کا جسم اطہر انتہائی متناسب، اس کے جوڑ عظیم، رنگ سفید، پلکیں لمبی، رخسار ہموار اور ناک مبارک بلند ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

حضرت ام معبدؓ سے مروی ہے:

فی اشفارہ غطف [3]

آپکی مقدس پلکیں خوبصورت اور لمبی تھیں۔

---

[1] ابن عساکر، ۱: ۳۲۲

[2] اعلام النبوۃ للماوردی، ۱۴۹

[3] سبل الھدیٰ، ۲: ۳۳

گریہ مبارک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حیاتِ ظاہری میں ہنستے کم تھے۔ محبت و خشیتِ الٰہی میں اکثر آنکھیں برسات کی طرح برستی تھیں۔ امت کی یاد اور اس کی بخشش و نجات کے لیے آپکا رونا کسی ذی شعور سے مخفی نہیں۔

صحابہ نے بیان کیا ہے کہ آپ تمام ظاہری زندگی میں دائم الفکر رہے۔ ہم یہاں صرف چند کیفیات کا ذکر کرتے ہیں۔

سینۂ اقدس کا ہنڈیا کی طرح کھولنا

حضرت عبد اللہ بن الشخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ آپؐ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نماز ادا فرما رہے تھے۔

لجوفہ ازیز کازیز المرجل من البکاء[1]	آپؐ کے سینۂ اقدس سے رونے کی آواز اس طرح آ رہی تھی جس طرح ہنڈیا کے کھولنے کی آواز آتی ہے۔

---

[1] شرح شمائل للقاری، ۲ : ۱۱۶

آنسوؤں کی برسات

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبویؐ میں منبر پر تشریف فرما تھے۔ مجھے مخاطب ہو کر فرمایا عبداللہ اللہ کا کلام سناؤ۔ میں نے دست بستہ عرض کیا۔ آقا میری کیا حیثیت ہے؟ آپ کے قلب اقدس پر قرآن نازل ہوا ہے۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا:

انی احب اسمعہ من غیری	میں پسند کرتا ہوں کہ غیر سے محبوب کی بات سنوں۔

میں نے آپ کے ارشاد کے مطابق سورۂ نساء کی تلاوت شروع کی جب میں اس آیت پر پہنچا:

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَاۤءِ شَهِيْدًا	وہ کیسا سماں ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان تمام پر گواہ بنائیں گے۔

تو حال یہ تھا:

فرأیت عینی النبی صلی اللہ علیہ وسلم تھملان[1]	میں نے دیکھا نبی اکرمؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

اسی طرح کا واقعہ حضرت محمد بن فضالہؓ سے بھی مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابی عبداللہ بن مسعودؓ کو ساتھ لے کر ہمارے قبیلہ بنی ظفر میں تشریف لائے۔ آپؐ نے

---

[1] شمائل ترمذی، باب ماجاء فی بکاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

انہیں تلاوتِ قرآن کا حکم دیا۔

جب وہ اس آیت پر پہنچے فکیف اِذا جئنا من کل امۃ (الآیۃ) تو آپ ﷺ کی کیفیت یہ تھی:

فبکی حتی ضرب لحیاہ و وجنتاہ [۱]	آپ رو پڑے یہاں تک کہ آپ کی مبارک داڑھی اور مقدس رخسار تر ہو گئے۔

اے مولیٰ کیا تُو نے وعدہ نہیں فرمایا؟

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سورج گرہن ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ الٰہی میں نماز ادا کرنا شروع کی۔ اتنا لمبا قیام کیا کہ رکوع کی امید نہ رہی۔ اس کے بعد رکوع اتنا طویل فرمایا۔ قریب تھا کہ سر اقدس نہ اٹھائیں۔ پھر طویل قومہ فرمایا۔ اس کے بعد طویل سجدہ فرمایا۔ اس کے بعد،

فجعل ینفخ ویبکی ویقول رب الم تعدنی ان لا تعذبھم وانا فیھم رب الم تعدنی ان لا تعذبھم وھم یستغفرون ونحن نستغفرک۔	یہ کہتے ہوئے آپ نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا اے میرے رب کیا تو نے وعدہ نہیں فرمایا کہ میرے ہوتے ہوئے ان کو عذاب نہیں دے گا۔ کیا تو نے وعدہ نہیں فرمایا کہ اگر وہ بخشش طلب کریں تو ہم عذاب نہیں دیں گے اور ہم بخشش مانگ رہے ہیں۔

---

[۱] شرح شمائل للقاری ج ۲ ص ۱۱۷ بحوالہ طبرانی

اسی طرح آپؐ نے دو رکعتیں ادا کیں یہاں تک کہ سورج گرہن دور ہو گیا تو آپؐ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ سورج اور قمر اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ یہ کسی کی موت و حیات کی وجہ سے ہرگز بے نور نہیں ہوتے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ انہیں بے نور فرما دیتا ہے) جب انکو بے نور دیکھو تو ذکر الٰہی کا سہارا لیا کرو۔ ؎

اے اللہ میری امت، میری امت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات کی تلاوت کی جن میں حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام نے رب کریم کی بارگاہ میں عرض کیا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے۔

فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

پس جس نے میری اتباع کی وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی۔ بے شک تو بخشش فرمانے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے:

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۔

اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو یقیناً غالب حکمت والا ہے۔

؎ شمائل ترمذی باب ماجاء فی بکاء رسول اللہ۔

ان دو دعاؤں کے بعد رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت تھی۔

فرفع علیہ السلام یدیہ	آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا دیے
وقال اللھم امتی امتی	اور عرض کرنے لگے اے اللہ میری
وبکیٰ۔	میری امت میری امت۔ اور رو پڑے۔

اس پر رحمت باری جوش میں آگئی اور جبرئیل سے فرمایا:
"میرے محبوب کے پاس جا اور ان سے پوچھ کہ وہ کیوں رو رہے ہیں"۔
اس اثنا میں جبرئیل امین علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:
یا رسول اللہ! آپ کیوں پریشان ہیں! آپ نے فرمایا: "مجھے امت کے بارے میں غم ہے۔ اس پر رب کریم نے جبرئیل امین سے فرمایا:

یا جبریل اذھب الی محمد	اے جبریل آپ کے پاس جاؤ اور جاکر
فقل لہ انا سنرضیك	یہ خوشخبری سناؤ۔ اے محبوب ہم
فی امتك ولا نسوءك [1]	آپ کی امت کے بارے میں آپ کو

خوش کریں گے پریشان نہیں کریں گے۔

کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں

WWW.NAFSEISLAM.COM

حضرت عطاء بیان کرتے ہیں کہ میں، عبداللہ بن عمر اور عبید بن عمیر سیدہ عائشہ رض کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین سے عرض کیا:

حدثنی باعجب ما رائیت	مجھے آپ کا کوئی ایسا معمول بتائیں جو
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ	بڑا ہی عجیب ہو۔

وسلم۔

---

[1] الوفاء، ج ۲، ۳۱۴

ان کا یہ سوال سن کر آپ رو پڑیں اور فرمانے لگیں آپ کا تو ہر معاملہ ہی عجیب تھا۔ ایک مرتبہ آپ رات میرے پاس تشریف لائے۔ جب لیٹ گئے تو مجھے فرمانے لگے۔

أتاذنين لي في عبادة ربي! آپ مجھے اپنے رب کریم کی عبادت کی اجازت دینگی!

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے آپ کا قرب خداوندی پسند ہے اور جو آپ کی تمنا و آرزو ہے وہی مجھے بھی پسند ہے۔ اس کے بعد آپ پانی کے مشکیزے کی طرف متوجہ ہوئے وضو فرمایا مگر پانی زیادہ استعمال نہ فرمایا: پھر کھڑے ہو کر تلاوت قرآن فرمانے لگے،

ثم بكى حتى رأيت دموعه بلت حجزته — اور رونے لگے حتیٰ کہ میں نے دیکھا آپ کے مبارک آنسوؤں کیوجہ سے آپ کا قمیص تر ہو گیا۔

پھر آپ نے دائیں پہلو کا سہارا لے کر دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھ لیا۔

ثم بكى حتى رأيت دموعه قد بلت الارض۔ — پھر آپ روتے رہے حتیٰ کہ آپ کے آنسوؤں سے زمین تر ہو گئی۔

تمام رات اس حال میں بسر ہو گئی حتیٰ کہ صبح کی نماز اور جماعت کے لیے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رو رو کر نڈھال ہو چکے ہیں، تو عرض کیا

يا رسول الله اتبكي وقد غفر الله لك ما تقدم من — یا رسول اللہ آپ کیوں رو رہے ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے اگلے پچھلے تمام

WWW.NAFSEISLAM.COM

ذنبك وما تأخر ؛ معاملات پر بخشش کی خوشخبری دی ہے۔

آپ نے فرمایا :

افلا اکون عبداً شکوراً[1] کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں ؟

اس کے بعد فرمایا کہ اے بلال میں کیوں نہ روؤں ؟ آج مجھ پر یہ آیت مبارکہ ان فی خلق السموٰت والارض واختلاف الیل والنھار الآیۃ نازل ہوئی ۔ افسوس اس شخص پر جس نے اس آیت کی تلاوت کی اور اس میں تفکر نہ کیا ۔

بدر کی تمام رات روتے ہوئے بسر ہوئی

سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ بدر کے احوال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بدر کی رات ہم میں سے کسی نے نہ قیام کیا اور نہ ہی نوافل ادا کئے مگر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام رات آرام نہ فرمایا بلکہ :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحت شجرۃ یصلی ویبکی حتی اصبح[2] محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے نماز ادا کرتے رہے اور روتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔

تلاوتِ بسم اللہ اور بیس دفعہ بے ہوش ہونا

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رات کے وقت آپ

---

[1] الوفاء ج ۲ ص ۵۴۰

[2] الوفاء ج ۲ ص ۵۴۰

WWW.NAFSEISLAM.COM

کے ساتھ سفر کر رہا تھا تو آپؓ نے بسم اللہ کی تلاوت کی۔ بس تلاوت کی دیر تھی آپ اتنا روئے کہ گر پڑے۔

اس کے بعد آپ نے بیس دفعہ اس کی تلاوت کی۔

کل ذلک یبکی حتی یسقط — ہر دفعہ آپ رو پڑتے اور گر جاتے

اس کے بعد مجھے مخاطب ہو کر فرمایا اے ابو ھریرہؓ

لقد خاب من لم یرحمه الرحمن الرحیم ؎۱ — وہ شخص تباہ ہو جائے گا جس پر رحمٰن و رحیم رب رحم نہیں فرمائیگا۔

پُرنم آنکھیں، غمگین دل

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معیت میں آپؐ کے صاحبزادے سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے۔ اس وقت وہ اپنے مولیٰ کی طرف رخصت ہو رہے تھے۔ آپؐ نے اپنے لخت جگر اور نورِ نظر کی حالت دیکھی۔

فجعلت عینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تذرفان وقال ان العین تدمع والقلب یحزن ؎۲ — تو آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی اور فرمانے لگے آنکھیں آنسو برسا رہی ہیں اور دل غم وحزن میں مبتلا ہے۔

؎۱ الوفا رج ۲ ص ۵۴۰

؎۲ الوفا رج ۲ ص ۵۴۰

آنسو اور حضرت عثمان بن مظعون کا چہرہ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ کے رضاعی بھائی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو آپ ان کا جنازہ پڑھانے کے لیے تشریف لائے تو ان کے چہرے سے کپڑا ہٹایا۔

وقبل بین عینیہ و	ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان
بکا ثم بکا طویلاً حتی سالت	بوسہ دیا اور رو دیے پھر اتنا روئے
دموعہ علی وجہ عثمان[1]	کہ آپ کے آنسو عثمان کے چہرے پر ٹپک پڑے۔

پھر جب ان کی چارپائی اٹھائی گئی تو آپ نے فرمایا اے عثمان! تجھے مبارک ہو نہ دنیا نے تجھے استعمال کیا اور نہ تو نے دنیا کو یعنی دنیا میں رہتے ہوئے اس سے الگ تھلگ رہے۔

آنسوؤں سے داڑھی تر ہو گئی

حضرت میسرہ بن معبد سے مروی ہے کہ ایک آدمی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ ہم اہلِ جاہلیت اور بت پرست تھے۔ اپنی اولاد کو اپنے ہاتھوں قتل کیا کرتے تھے۔ خود میری بڑی ہی خوبصورت بیٹی تھی۔ وہ مجھ سے بہت زیادہ پیار کیا کرتی۔ جب میں اسے بلاتا تو وہ میرے بلانے پر بہت خوش ہوتی۔ ایک دن میں نے اسے بلایا تو وہ میرے پیچھے پیچھے چلی آئی۔ کچھ فاصلے پر ایک کنواں

---

[1] المواھب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ، ص ۱۶۱

وہاں پہنچ گیا تو میں نے ہاتھ سے پکڑ کر اسے کنوئیں میں پھینک دیا اور اسے ہمیشہ کے لیے آنکھوں سے اوجھل کر دیا۔ میرے کانوں میں اس کے آخری یہ الفاظ سنائی دے رہے تھے کہ وہ پیار بھرے الفاظ سے مجھے یا ابتاہ یا ابتاہ اے پیارے ابا جان اے پیارے ابا جان کہہ رہی تھی مگر میرا دل پتھر سے بھی زیادہ سخت تھا۔ ذرہ بھر متاثر نہ ہوا۔
جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ سنا،

فبکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی وکف دمع عینیہ۔	تو اتنا روئے کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے۔

حاضرین میں سے ایک شخص نے اسے کہا کہ تو نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حزن و ملال میں ڈال دیا ہے تو اس نے جواب دیا کہ کوئی ایسا معاملہ ہے تو حضور ضرور فرمادیں گے تم خاموش رہو۔ حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو فرمایا اپنی بات دوبارہ بیان کرو اور مجھے سناؤ اسنے یہی واقعہ دوبارہ آپ کی خدمت میں عرض کیا:

فبکی حتی وکف الدمع من عینیہ الی لحیتہ [1]	تو پھر رو دیے یہاں تک کہ آنسوؤں سے آپ کی داڑھی مبارک تر ہوگئی۔

اس کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمانہ جاہلیت کے اعمال سے درگذر فرمایا ہے۔ اب نیک اور صالح عمل کی کوشش کرو۔

رونے کی دعا

حضرت ثابت بن سرح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں

---

[1] الوفا ج ۲ ص ۵۱۱

WWW.NAFSEISLAM.COM

میں ایک دعا ہمیشہ یہ ہوا کرتی تھی۔

اللھم اجعل لی عینین	اے اللہ میری آنکھوں کو زور سے
بحطالتین تبکیان بزروف	برسنے والی اور برستے آنسوؤں کے
الدموع و تشتقان من	ساتھ رونے والی بنا دے تیرے
خشیتک قبل ان یصیر	خوف میں خوفزدہ رہیں قبل اس کے کہ
الدمع دماً [1]	آنسو خون اور داڑھیں انگارے بن
	جائیں۔

اُمت کو تعلیمِ گریہ

اس بھری دنیا میں جب انسان آنکھ کھولتا ہے تو اس کی بھول بھلیاں انسان کو اپنی طرف اس طرح متوجہ کر لیتی ہیں کہ وہ بھول ہی جاتا ہے کہ میں کہاں سے آیا تھا۔ اور کہاں جانا ہے۔ بے فکری، مادہ پرستی کی طبیعت کا خوگر ہو جاتا ہے۔ دل پتھر سے بھی سخت ہو جاتے ہیں اور یہ سختی اس وقت مسلط ہوتی ہے جب دل خوف و خشیتِ الٰہی سے خالی ہو جاتا ہے۔ دل کی بستی میں عشقِ رسول کی شمع بجھ جاتی ہے۔ قرآن نے بنی اسرائیل کے بارے میں فرمایا:

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِنْ بَعْدِ	پھر تمہارے [illegible] دل اس کے بعد پتھر کی
ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ	طرح سخت ہو گئے بلکہ اس سے بھی
قَسْوَةً وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا	زیادہ سخت کیونکہ بعض پتھر ایسے ہوتے
يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ وَاِنَّ	ہیں جن سے نہریں جاری ہوتی ہیں بعض

---

[1] الوفا ج ۲ ص ۵۴۲

مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۔

پھٹ جاتے ہیں اور ان سے پانی نکل آتا ہے ۔ اور بعض پتھر خوف و خشیت الٰہی میں نیچے گر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے ہرگز غافل نہیں۔

قرآن نے اپنے ماننے والوں کو تعلیم دی کہ بے فکر اشخاص کی طرح زندگی بسر نہ کرو ۔ بلکہ تمہیں اپنے ہر عمل اور زندگی کے ہر موڑ پر اس بات کا فکرمند رہنا چاہیئے کہ کہیں ہمارا مولیٰ ہم سے ناراض تو نہیں ۔ بے فکر تو وہ شخص ہوتا ہے جو منزل کو پالے اور جس کا ابھی حساب وکتاب ہونا ہو تو وہ کیسے بے فکر ہو سکتا ہے ۔ قرآن نے اسے اپنی پیاری زبان میں یوں واضح کیا ہے ۔

فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۔

تم ہنسا تھوڑا کرو اور رویا زیادہ کرو ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :

والذی نفسی بیدہ لو تعلمون ما اعلم لبکیتم کثیرا ولضحکتم قلیلا [۱]

قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم جان لو وہ جو میں جانتا ہوں تو تم زیادہ روتے اور کم ہنستے ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے ، میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے ۔ آسمان آواز

---

[۱] مشکوٰۃ المصابیح ، باب البکاء والخوف

دیتا ہے اور حق ہے کہ وہ آواز دے ۔ قسم ہے مجھے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے آسمان میں چار انگلیوں کی مقدار بھی ایسی جگہ نہیں جہاں اللہ کے حضور فرشتے سجدہ ریز نہ ہوں ۔

واللہ لو تعلمون ما اعلم	اللہ کی قسم اگر تم جان لو وہ جو میں جانتا
لضحکتم قلیلاً ولبکیتم	ہوں تو تم تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے
کثیرا وما تلذذتم بالنساء	اور تم بستروں پر اپنی اپنی بیویوں سے
علی الفرشات ولخرجتم الی	لذت حاصل نہ کرتے (بلکہ) تم ویرانوں
الصعدات تجأرون الی اللہ۔	میں نکل جاتے اور اپنے اللہ کی طرف راغب ہوتے۔

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اس فرمانِ نبوی کو بیان کرنے کے بعد کہا کرتے

یا لیتنی کنت شجرۃً تعضد	کاش میں درخت ہوتا جسے کاٹ دیا
[1]	جاتا ۔

رونے والی آنکھ کے لیے سایۂ رحمت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سات اشخاص قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سایہ میں ہوں گے حالانکہ اس دن کوئی سایہ نہ ہوگا ۔ ایک عادل حاکم دوسرا وہ نوجوان جس کی جوانی اللہ کی عبادت میں گذری ۔ تیسرا وہ شخص جس کا دل مسجد کی طرف متوجہ رہتا ہے ۔ چوتھے وہ دو اشخاص جنہوں نے اللہ کی خاطر محبت کی ۔ اُسی محبت پر اکٹھے ہوئے ہوں اور اسی پر جُدا ۔ پانچواں وہ شخص جس کو کسی صاحبِ مال و جمال عورت نے دعوتِ گناہ دی ہو اور وہ یہ کہہ کر اسے رد کر دے

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح ، باب البکاء والخوف

WWW.NAFSEISLAM.COM
نفس اسلام

کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ چھٹا وہ شخص جس نے صدقہ کیا ہو مگر اس طرح مخفی کہ بایاں ہاتھ نہیں جانتا کہ دائیں نے کیا خرچ کیا ہے۔ ساتواں

رجل ذکر اللہ خالیا ففاضت عیناہ۔ [1]	وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کا ذکر کیا اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے چھلک پڑیں۔

دودھ جس طرح پستان میں واپس نہیں جا سکتا اسی طرح رونے والا دوزخ میں نہیں ہو سکتا

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا یلج النار رجل بکیٰ من خشیۃ اللہ حتی یعود اللبن فی الضرع۔ [2]	خشیت الٰہی میں آنسو بہانے والا شخص آگ میں داخل نہیں ہو سکتا جس طرح دودھ پستان میں واپس نہیں جا سکتا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

روزِ قیامت تین آنکھیں نہیں روئیں گی

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزِ قیامت تین آنکھوں کے علاوہ ہر آنکھ روئے گی عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ

---

[1] متفق علیہ

[2] منھاج الصالحین، ۲۳۹

تین آنکھیں کونسی ہیں ؟ ارشاد فرمایا : ایک وہ آنکھ جس نے اللہ کے محارم کو نہ دیکھا۔ دوسری وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں جاگتی رہی ۔

وعین خرج منها مثل	تیسری وہ آنکھ جس سے خوفِ
رأس الذباب من خشية	الٰہی کی وجہ سے مکھی کے پر کی مقدار
الله عزوجل۔[1]	آنسو نکل آئے ۔

بندے کے آنسو اور محبّتِ الٰہی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی منقول ہے کہ خوفِ الٰہی میں بہنے والے آنسو اللہ کو بہت زیادہ محبوب ہیں۔

لیس شیئ احب الی الله	اللہ تعالیٰ کو دو قطروں سے بڑھ
من قطرتین قطرة دموع	کر کوئی شے محبوب نہیں ۔ایک
من خشية الله وقطرة دم	وہ قطرہ جو آنسوؤں کی صورت میں
تهراق فی سبیل الله ۔[2]	خوفِ الٰہی کی وجہ سے جاری ہو اور

دوسرا خون کا وہ قطرہ جو اللہ کی راہ میں بہے ۔

آنسوؤں کا ایک قطرہ اور آگ کا سمندر

حضرت مسلم بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے خوفِ الٰہی میں بہائے جانے والے آنسوؤں کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ،

---

[1] شرف الامة المحمدیہ ، ۲۰۱

[2] شرف الامة المحمدیہ ، ۲۰۲

WWW.NAFSEISLAM.COM

ارشاد فرمایا :

ما من شيءٍ الا له مقدار وميزان الا الدمعة فانه تطفأ بها بحار من نار [1]

ہر شے کی کوئی نہ کوئی مقدار اور وزن ہوتا ہے مگر خشیتِ الٰہی میں بہنے والا ایک آنسو۔ کیونکہ اس سے آگ کے سمندر ٹھنڈے ہو جاتے ہیں۔

خشیتِ الٰہی میں رونے والی آنکھ پر دوزخ حرام ہو جاتی ہے!

١۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے خشیتِ الٰہی میں رونے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :

ما من عبد مومن يخرج من عينيه دموع وان كان مثل رأس الذباب من خشية الله ثم تصيب شيئاً من وجهه الا حرمه الله على النار [2]

ہر وہ مومن شخص جس کی آنکھوں سے خشیتِ الٰہی کے پیشِ نظر آنسو گرے اگرچہ وہ مکھی کے سر کے برابر ہی کیوں نہ ہو اللہ نے اس پہ نارِ دوزخ حرام کر دی۔

٢۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسالتمآب

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

[1] مشکوٰۃ المصابیح، باب البکا و الخوف

[2] شرف الامۃ المحمدیہ ، ٣٢١

صلی اللہ علیہ وسلّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا :

عینان لا تمسها النار	دو آنکھوں کو آگ نہیں چھو سکتی
عین بکت من خشیة الله	ایک وہ آنکھ جو خوفِ الٰہی میں روئی
و عین باتت تحرس فی	اور دوسری جو اللہ کے راستے میں
سبیل الله ۔[۱]	جہاد اور ملک و قوم کی حفاظت کے لیے جاگتی رہی ۔

۳۔ حضرت مسلم بن یسار رضی اللہ عنہ یہ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں
"جب کسی آنکھ سے خوفِ الٰہی کی وجہ سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالےٰ اس شخص کے تمام جسم کو آگ پر حرام فرما دیتا ہے اور جس چہرے پر وہ آنسو گرتے ہیں اس کو اللہ تعالےٰ ذلّت و رسوائی سے محفوظ فرما دیتا ہے ۔"[۲]

۴۔ سیّدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی :

اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ	کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو
وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ[۳]	ہنستے ہو اور روتے نہیں !

تو اصحابِ صفہ نے زار و قطار رونا شروع کر دیا حتیٰ کہ ان کے رخسار آنسوؤں سے تر ہو گئے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کی یہ حالت دیکھی تو آپ نے ان کے ساتھ رونا شروع کر دیا ۔ پھر آپ کے رونے پر تمام حاضرین رو پڑے ۔
اس کے بعد آپ نے فرمایا :

---

[۱] الترمذی ، شرف الامہ ، ۲۰۱   [۳] النجم ، ۵۳ : ۵۹ - ۶۰
[۲] البیہقی ، ، ،

WWW.NAFSEISLAM.COM

لا یلج النار من بکی من خشیة الله [1]	جو شخص خشیتِ الٰہی میں رویا وہ دوزخ میں داخل نہیں ہو سکتا۔

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

[1] البیہقی، شرف الامۃ ۲۰۱

بینی مُبارک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بینی مبارک مائل بہ رفعت، باریک اور اعتدال کے ساتھ طویل تھی جسے باری تعالیٰ نے ایسی آب و تاب اور چمک دمک سے نوازا تھا کہ ہر وقت اس سے نور کی شعاعیں پھوٹتی دکھائی دیتیں۔

وصّافِ نبی حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه	آپؐ کی بینی مبارک لمبی، باریک
علیه وسلم اقنی العرنین	اور درمیان سے قدرے بلند تھی
له نور یعلوه یحسبه	اس پر ہمہ وقت نور کی برسات رہتی
من لم یتامله اشم و	(اس نور کی شعاعوں کے پیشِ نظر)
لیس باشم [1]	بنظرِ غائر نہ دیکھنے والے کو ناک

مبارک بلند دکھائی دیتی حالانکہ فی الواقع بلند نہ تھی۔

قنی کا معنیٰ بیان کرتے ہوئے شیخ محمد یوسف صالحی رقمطراز ہیں:

القنی فی الانف طوله	اقنی اس ناک کو کہا جاتا ہے جو
ودقة ارنبته مع	لمبی اور نرم ہو اور اس کا درمیانی

---

[1] الترمذی، ۲:۲

ارتفاع فی وسطہ[1] حصہ بلند ہو۔

یعنی ناک مبارک کمال موزونیت اور حسنِ اعتدال کی آئینہ دار اور اعلیٰ درجہ کے حسنِ تناسب کا شاہکار تھی محض جلوۂ نور کی وجہ سے بادی النظر میں بلند محسوس ہوتی تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ناک مبارک کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دقیق العرنین[2]	آپ کی ناک مبارک حسنِ تناسب کے ساتھ باریک تھی۔

اس وصف کو ایک صحابی رسول نے ان الفاظ میں بیان کیا:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دقیق الانف	آپ کی بینی مبارک باریک اور حسنِ اعتدال کا آئینہ دار تھی۔

نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پہ درود
اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

[1] سبل الھدیٰ، ۲: ۴۲

[2] 〃 〃 〃

رُخسار مُبارک

آپؐ کے مبارک رخسار نہایت ہی خوبصورت تھے۔ رنگت میں سفید سرخی مائل تھے۔ نرم اور دلکش تھے۔ ان میں اُبھار نہیں تھا اور نہ ہی دبے ہوئے تھے۔ بلکہ اعتدال پر تھے۔

سفیدئ رخسار

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کے مقدس رخساروں کا بیان کرتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابیض الخدین[۱]	آپ کے رخسار سفید تھے۔

رُخسار چمکدار تھے

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واضح الخدین[۲]	آپؐ کے رخسار نہایت ہی چمکدار تھے۔

---

[۱] سبل الھدیٰ ۲ : ۴۲

[۲] سبل الھدیٰ ۲ ۴۱

جن کے آگے چراغِ قمر جھلملائے
اُن عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام

رُخسار میں اُبھار نہ تھا

سیدنا علی اور سیدنا ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہما دونوں سے مروی ہے کہ آپ کے رُخساروں میں اُبھار نہیں تھا۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سھل الخدین[1]	آپ کے دونوں رخسار اٹھے ہوئے نہ تھے بلکہ ہموار تھے۔

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کے الفاظ میں سھل کی جگہ اسیل کا لفظ ہے۔

ان دونوں میں فرق کرتے ہوئے شیخ محمد بن یوسف صالحیؒ رقمطراز ہیں:

سھل الخدین ای لیس فی خدیہ نتوء و ارتفاع واسیل الخدین ای قلیلا اللحم رقیقا الجلد[2]	سھل الخدین وہ رخسار ہوتے ہیں جن میں غیر موزوں ارتفاع نہ ہو اور اسیل الخدین وہ رخسار جن کا گوشت کم اور جلد نہایت ہی نرم ہو۔

امام نبہانیؒ نے "المخد الاسیل" کی تشریح ان الفاظ میں کی ہے:

ھو ما فیہ استطالۃ	ایسے رخسار جن میں موزونیت

---

1. تہذیب ابن عساکر، ۱: ۳۱۶
2. سبل الھدیٰ، ۲: ۳۲

غیر مرتفع الوجنة[1] کے ساتھ طوالت ہو اور ان میں
زیادہ اُبھار نہ ہو ۔

ان کے خد کی سہولت پہ بے حد درود
ان کے قد کی رشاقت پہ لاکھوں سلام

---

[1] الانوار المحمدیہ : ۱۹۵

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

دہن مبارک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن اقدس نہ صرف مصدرِ وحی الٰہی اور مخرجِ علم و حکمت تھا بلکہ اپنی ساخت کے اعتبار سے اعتدال اور موزونیت کا آئینہ دار تھا۔ دہن مبارک تنگ نہ تھا بلکہ فراخ تھا جس کے حسن مناسبت اور کمال موزونیت کی بنا پر آپ کے چہرۂ اقدس کا حسن دوبالا ہوگیا تھا۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضلیع الفم[1]	آپ کا دہن مبارک فراخ تھا۔

امام ابن اثیر النہایہ میں الضلیع کا معنی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

الضلیع ای عظیم الفم و قیل واسعة والعرب تمدح عظم الفم وتذم صغره[2]	ضلیع کا معنی منہ کا باعظمت ہونا ہے بعض علما نے اس کا معنی فراخ بھی کیا ہے (لیکن یہ واضح رہے) کہ عرب تنگ منہ کو برا محسوس کرتے اور فراخ منہ کو پسند کرتے تھے۔

---

[1] المسلم، کتاب الفضائل

[2] النہایہ، سبل الہدیٰ، ۲: ۴۷

ہر بات وحیٔ خدا

تمام مخلوقِ خدا میں صرف آپؐ ہی کی ذات وہ ہے جس کے منہ سے نکلنے والی ہر بات کے بارے میں یہ ضمانت دی گئی ہے کہ اس میں نفسانی خواہش کا دخل نہیں ہو سکتا بلکہ وہ اول تا آخر باری تعالیٰ کی وحی اور رہنمائی میں ہوتی ہے۔ کملی والے محبوب کے نطق کو اپنا نطق قرار دیتے ہوئے رب العزت نے فرمایا:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى	یہ رسول اپنی خواہش سے نہیں بولتا
اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی[1]	اس کا کلام سراپا وحیِ الٰہی ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرورِ کون و مکان جو گفتگو فرماتے میں اسے نوٹ کر لیا کرتا تھا تاکہ اسے یاد کر سکوں۔ ایک موقع پر قریش کے بعض لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تمہارا عمل صحیح نہیں کیونکہ حضور علیہ السلام کے مختلف اوقات میں مختلف احوال ہوتے ہیں۔ کبھی خوش، کبھی غصہ میں۔ اور جو بات انسان غصہ میں کہہ دیتا ہے دوسری حالت میں نہیں کہتا۔ اس لیے تمہارا آپؐ کی تمام گفتگو احاطۂ تحریر میں لانا درست نہیں ہے۔ ان کی بات نے مجھے متأثر کر لیا۔

فاسکت عن الکتاب	میں نے ہر گفتگو تحریر کرنا ترک کر دی
فذکرت ذلک الی النبی	اور یہ معاملہ حضورؐ کی خدمتِ اقدس
صلی اللّٰہ علیہ وسلم	میں پیش کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک منہ کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

---

[1] النجم، ۳-۴

اکتب فوالذی نفسی — تم میری ہر بات بلا جھجک لکھا کرو۔
بیدہ ما یخرج منہ — اس منہ سے حق کے سوا کچھ نکلتا
الا الحق [1] — ہی نہیں۔

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آقائے دوجہاں نے صحابہ سے فرمایا جو خبر بھی میں تمہیں دیتا ہوں وہ یقیناً اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں ہوتا۔ اس پر صحابہ نے عرض کیا:

انک تداعبنا یا رسول اللہ؟ — یا رسول اللہ آپ ہم سے کبھی کبھی خوش طبعی بھی تو فرماتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا یقیناً میں تم سے خوش طبعی کرتا ہوں مگر،

انی لا اقول الا حقاً [2] — میں حق کے سوا ہرگز کچھ نہیں کہتا۔

وہ دہن جس کی ہر بات وحیٔ خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

[1] ابو داؤد، باب العلم [2] درمنثور، ۶: ۱۲۳

آواز مبارک

آپ کی مبارک آواز نہایت ہی حسین تھی۔ جو شخص ایک دفعہ آپ کی آواز سن لیتا تھا ساری زندگی خواہش کرتا کاش میرے کان میں پھر وہ حسین آواز سنائی دے۔ اس سے بڑھ کر کسی کی آواز کا حسن کیا ہو سکتا ہے کہ دشمن بھی اسے سن کر لذت پاتا ہو۔ صحابہ کرام جہاں آپؐ کی ہر ادا کے شیدائی تھے وہاں آپؐ کی آواز کے بھی گرویدہ تھے۔

آپ نہایت ہی خوش آواز تھے

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں جتنے بھی انبیاء کو مبعوث فرمایا ان تمام کے تمام کو ظاہری و باطنی حسن عطا کرنے کے ساتھ حسنِ صوت سے بھی نوازا مگر ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو حسنِ صوت میں بھی ان سے ممتاز فرما کر مبعوث فرمایا۔

حتی بعث نبیکم صلی اللہ علیہ و سلم فبعثہ حسن الوجہ وحسن الصوت[1]	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حسین چہرہ اور حسین آواز دے کر اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔

---

[1] ابن سعد ۱ : ۳۸۶

سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایسے الفاظ منقول ہیں :

ان نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم کان صبیح الوجہ کریم الحسب حسن الصوت [1]	ہمارے نبی خوبصورت چہرہ، اعلیٰ حسب اور حسین آواز کے مالک ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے :

کان نبیکم احسنھم وجھا و احسنھم صوتا [2]	تمہارے نبی تمام انبیاء علیہم السلام سے مبارک چہرے اور آواز میں حسین ہیں

میں نے آپ کی آواز سے حسین آواز نہیں سنی

بخاری و مسلم میں آپ کے حُسنِ صوت کے بارے میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن میرے آقا نے عشاء کی نماز میں سورۃ التین تلاوت فرمائی۔ میں نے کبھی بھی اتنی حسین آواز نہیں سنی۔

آپ کے الفاظ ملاحظہ ہوں :

قرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی العشاء و التین و الزیتون فلم اسمع صوتا احسن منہ [3]	محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں والتین والزیتون تلاوت فرمائی۔ میں نے آپ کی آواز سے بڑھ کر حسین آواز نہیں سنی

[1] ابنِ عساکر، سبل الہدیٰ ۲: ۱۲۵

[2] ترمذی، ابن سعد ۱: ۳۷۶

[3] بخاری و مسلم

آپ کا مبارک لہجہ نہایت ہی خوبصورت تھا

صحابہ کرام نے صرف آپ کے آواز کے حسن کو ہی بیان نہیں کیا بلکہ لہجہ کے بارے میں بھی تصریح کی ہے۔ آپ کا لہجہ تمام مخلوق سے بڑھ کر خوبصورت اور حسین تھا۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حسن النغمۃ۔[1] رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا لہجہ نہایت ہی مسحور کن تھا۔

یہی وہ حسین اور مسحور کن لہجہ تھا جس کی وجہ سے آپ کے دشمن بھی قائل ہو کر گرویدہ ہو جاتے ہیں

سرکش جو تھے مائل ہوئے دشمن جو تھے قائل ہوئے
مسحور کن تھا کس قدر یا مصطفیٰ لہجہ تیرا

آپ کی آواز میں بھاری پن تھا

بعض لوگوں کی آواز باریک ہوتی ہے جو شخصیت کے لیے موزوں نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی آواز کو اس عیب سے پاک کر دیا تھا۔ آپ کی آواز میں اعتدال کے ساتھ بھاری پن پایا جاتا تھا۔ حضرت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کیفیت کو بھی بیان کیا ہے۔

کان فی صوتہ صحل[2] آپ کی آواز میں بھاری پن تھا

---

[1] شمائل الرسول، ۶۴ [2] الزرقانی، ۴ : ۱۷۹

حافظ ابن کثیرؒ لفظ حل کے بارے میں فرماتے ہیں بعض لوگوں نے اسے صحل (ھا) کے ساتھ پڑھا ہے۔ وہ درست نہیں کیونکہ یہ کیفیت حیوانات میں ہوتی ہے۔ انسان میں نہیں۔ لھذا یہ "حا" کے ساتھ ہی درست ہے۔
اس کا معنیٰ ہے:

بحة یسیرة وھی	آواز کا اعتدال کے ساتھ بھاری
فی الصوت من ان یکون	ہونا ایسی آواز باریک آواز سے
حا االصوت قال ابوعبید	کہیں زیادہ محبوب، میٹھی اور عمدہ
وبالصحل یوصف الظبا	ہوتی ہے۔ اور بقول امام ابوعبیدؒ
[1]	لفظ صحل کے ساتھ ہرن کی آواز
	کو بیان کیا جاتا ہے۔

ھر جگہ یکساں آواز

آپؐ خوش آواز ہونے کے ساتھ ساتھ معجزۃً بلند آواز بھی تھے۔ جہاں تک آپؐ کی آواز پہنچتی کسی اور کی آواز نہ پہنچ پاتی۔ ہزاروں کے اجتماع میں جس طرح آپؐ کی آواز مبارک کو وہ شخص سنتا جو سب سے آگے ہوتا اسی طرح وہ شخص بھی سنتا جو سب سے پیچھے ہوتا۔

سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپؐ کی آواز کی بلندی کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

کان صوتہ علیہ السلام	آپؐ کی مبارک آواز وہاں پہنچ جاتی

---

[1] شمائل الرسول، ۸۰

یبلغ حیث لا یبلغہ غیرہ[1] تھی جہاں غیر کی آواز نہ جا سکتی ہو۔

جب جبلِ رحمت پر آپؐ نے خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا تو اس وقت سامعین صحابہ کی تعداد ایک لاکھ چوالیس ۱۴۴ ہزار تھی۔ لیکن جہاں کوئی تھا اسے وہاں ہی پوری بات سنائی دیتی تھی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن معاذ تیمی رضی اللہ عنہ منٰی میں خطبہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

نسمع مایقول و نحن فی منازلنا فطفق یعلمھم مناسکھم[2]

ہم اپنی اپنی جگہ پر آپ کا مبارک خطبہ سن رہے تھے جس میں آپ نے ہمیں مناسکِ حج کی تعلیم دی۔

گھروں میں آواز

بعض اوقات آپؐ تلاوت فرماتے تو آپؐ کی مبارک آواز گھروں میں سنی جاتی حتیٰ کہ پردہ نشین خواتین بھی اپنے اپنے گھروں میں آپ کی آواز کو سنتی تھیں۔

حضرت اُمِّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں:

کنت اسمع قرأۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل وانا علی عرشتی[3]

کبھی کبھی رات کو جب آپ تلاوت فرماتے تو میں اپنے گھر میں سنا کرتی تھی۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسالت مآب

---

[1] انوار المحمدیہ: ۲۰۷

[2] ابو داؤد، ۱: ۲۷۰

[3] الوفاء، ۲: ۵۰۵

صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرماتے تو گھروں میں پردہ نشین خواتین بھی اسے سنا کرتی تھیں۔

خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی اسمع العواتق فی خدورھن [1]	حضور اکرم ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا آپ کا مبارک خطبہ پردہ نشین خواتین نے اپنے اپنے پردوں میں سماعت کیا۔

قبیلہ بنی غنم میں آواز

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ جمعہ کے روز آپ ﷺ منبر پاک پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو اچانک آپ نے لوگوں کو بیٹھنے کا حکم دیا۔

فسمعه عبد اللہ بن رواحه وھو فی بنی غنم فجلس فی مکانه [2]	اس وقت آپ ﷺ کے صحابی عبد اللہ بن رواحہ قبیلہ بنی غنم میں تھے۔ وہاں آپ ﷺ کی آواز سنی اور وہیں بیٹھ گئے۔

[1] الخصائص الکبریٰ ۱ : ۶۶

[2] الخصائص الکبریٰ ۱ : ۶۶

WWW.NAFSEISLAM.COM

خطبہ مبارک

اکثر طور پر جمعہ وعیدین کے موقعہ پر آپ خطبہ ارشاد فرماتے۔ ہاں کبھی حسب ضرورت ان کے علاوہ بھی خطبہ کا معمول تھا۔ جب بھی کوئی اہم معاملہ درپیش ہوتا تو صحابہ کو مسجد نبوی میں اکٹھا کر کے خطبہ ارشاد فرماتے اور نہایت ہی احسن انداز میں غلاموں کو ہدایات جاری فرما دیتے۔

خطبہ لمبا نہیں ہوتا تھا

آپ کے جتنے خطبات بھی ہیں ان میں سے اکثر طویل نہیں بلکہ اعتدال کے ساتھ مختصر ہیں۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے مبارک خطبہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

كنت اصلى مع النبى صلى الله عليه وسلم فكانت صلاته قصداً وخطبته قصداً [1]	میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی۔ آپ کی نماز اور خطبہ دونوں متوسط ہوتے تھے نہ اتنے طویل اور نہ ہی اتنے مختصر۔

---

[1] المسلم، کتاب الجمعہ

Nafseislam
WWW.NAFSEISLAM.COM
نفس اسلام

آپ ہی سے مروی دوسری روایت کے الفاظ ہیں :

لا یطیل الموعظة یوم الجمعة انماھی کلمات یسیرات [1]	جمعہ کے روز آپ کا خطبہ لمبا نہیں ہوتا تھا بلکہ چند نصیحت آموز باتیں ہوا کرتی تھیں ۔

دورانِ خطبہ آپ کا چہرۂ مبارک متغیر ہو جاتا

خطبہ دیتے وقت آپؐ کی طبیعتِ مبارکہ پر بھی اس طرح کے اثرات مرتب ہوتے۔ جس چیز کا آپ بیان کر رہے ہوتے ۔ مثلاً خوفِ الٰہی کا ذکر کرتے تو اس سے آپؐ کے جسمِ اطہر پر بھی لرزہ طاری ہو جاتا ۔ کسی برائی کی قباحت بیان فرماتے تو چہرۂ اقدس سرخ ہو جاتا ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ آپ کی انہی کیفیات کو بیان کرتے ہیں ۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خطب اشتد غضبہ و علا صوتہ و احمرت عیناہ [2]	آپؐ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو (کبھی) سخت غضب ناک ہوتے ، آواز بلند ہوتی اور آنکھیں سرخ ہو جاتیں ۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخطبنا فیذکرنا بایام اللہ حتی یعرف	حضور علیہ السلام ہمیں اللہ تعالیٰ کے انعامات اور نشانیوں کا تذکرہ فرماتے تو اس کے اثرات آپ کے چہرے

---

[1] ابوداؤد باب اقصار الخطب

[2] مسلم ۔ کتاب الجمعہ

ذلك من وجهه [1] سے نمایاں ہوتے۔

خُطبہ کے اثرات

جب آپ خطبہ ارشاد فرماتے تو سامعین پر عجیب کیفیت طاری ہو جاتی۔ خوفِ الٰہی سے دل دہل جاتے۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتیں۔ دل خشیتِ الٰہی سے کانپ اٹھتے۔ ہر شخص اپنے آپ کو بھول کر بیان کردہ شئ کا مشاہدہ کر رہا ہوتا تھا۔ اپنے اپنے منہ چادر میں چھپا کر اپنے مولا کے حضور معافی کے خواستگار ہو جاتے۔ آپ کے مبارک خطاب کا اثر یہ ہوتا کہ پتھر سے پتھر دل بھی پگھل جاتا۔ آئیے ان میں سے بعض کا تذکرہ کریں۔

جنّت و دوزخ کا مشاہدہ

جب آپ دورانِ خطبہ جنت یا دوزخ کا ذکر کرتے تو اس کا نقشہ یوں کھینچتے کہ صحابہ محسوس کرتے کہ ہم ان کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔

حضرت حنظلہ بن ربیع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری ملاقات سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ آپ نے مجھ سے میرا حال پوچھا تو میں نے عرض کیا کہ حنظلہ منافق ہو گیا آپ نے فرمایا تو مسلمان ہے، یہ کیا کہہ رہا ہے۔ میں نے عرض کیا۔

تکون عند الرسول صلی	جب ہم اپنے آقا کے پاس ہوتے
اللہ علیہ وسلم یذکرنا	ہیں اور وہ جنت و دوزخ کا ذکر
بالنّار والجنّة کانا رای	کرتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ

---

[1] مسند احمد، سیدنا محمد رسول اللہ، ۴۴

عین فاذا خرجنا من عندہ | ہم ان کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔
عافسنا الازواج والاولاد و | جب ہم یہاں سے جاکر اولاد، بیوی
والضیعات نسینا کثیرًا [1] | اور دیگر کاموں میں مشغول ہو جاتے

ہیں تو کیفیت بدل جاتی ہے۔

آنسوؤں کی جھڑیاں

جب آپ میٹھی میٹھی زبان سے اللہ تعالیٰ کی رحمت و غضب کی باتیں مجلس میں بیان فرماتے تو مجلس پر عجیب کیفیت طاری ہو جاتی۔ دل اللہ کی محبت و خوف سے تڑپ اٹھتے اور آنکھوں سے آنسوؤں کے دریا اُمڈ آتے۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

وعظ رسول اللہ صلی اللہ | رسالت مآب نے ہمیں ایسی نصیحت
علیہ وسلم موعظۃ وجلت | و وعظ فرمایا جس سے دل دہل گئے
منہا القلوب و ذرفت | اور آنکھوں سے آنسوؤں کے چشمے
منہا العیون [2] | پھوٹ پڑے۔

مجلس میں چیخ و پکار

اگرچہ صحابہ ہر مجلس میں ادبِ بارگاہِ مصطفوی اور آدابِ مجلس کا خیال رکھتے تھے۔ مگر آپ کی گفتگو کے اثرات کے بعد بے بس ہو جاتے تو رونے پر قابو نہ رہتا

---

[1] سیدنا محمد رسول اللہ، ۴۴

[2] الترمذی، سیدنا محمد رسول اللہ، ۴۴

WWW.NAFSEISLAM.COM

تو پھر مجلس میں آہ و بکا سے چیخ و پکار شروع ہو جاتی۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رسالت مآبؐ نے مجلس کے دوران کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ دورانِ خطبہ آپ نے ان احوال کا تذکرہ کیا جو کسی مرنے والے کو قبر میں پیش آئیں گے۔

فلما ذکر ذلک ضاج المسلمون ضجۃً [1]	پس آپؐ نے جب یہ ذکر کیا تمام اہل مجلس میں چیخ و پکار شروع ہو گئی۔

منہ چھپا کر رونا

حضرتِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا خطبہ ارشاد فرمایا کہ اس طرح کا خطبہ میں نے پہلے کبھی نہیں سنا۔ اس میں جب آپ نے یہ کلمات فرمائے،

لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلاً و لبکیتم کثیراً۔	اگر تمہیں ان باتوں کا علم ہو جائے جو میں جانتا ہوں تو ہنسنا چھوڑ دو اور روتے ہی رہو

بس یہ الفاظ آپؐ کی زبانِ پاک سے نکلے ہی تھے،

فغطی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجوھھم لھم حنین [2]	کہ صحابہ نے اپنی اپنی چادروں میں منہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

[1] البرھان، ۱۹۸

[2] البخاری، تفسیر سورۃ المائدہ۔

روتے روتے بیہوش ہو جانا

سیدنا ابو ھریرہ اور سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دن رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اس میں آپ نے تین دفعہ یہ کلمات دہرائے "والذی نفسی بیدہ" (مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے) اس کے بعد آپ نے چہرہ اقدس نیچے جھکالیا۔ پھر یہ کیفیت تھی،

فاکب کل رجل منا یبکی لاندری
علی ماذا حلف [1]

ہم میں سے ہر آدمی زمین پر روتے ہوئے گر پڑا اور اتنا ہوش ہی نہ رہا کہ آپ نے یہ قسم کس چیز پر اٹھائی ہے۔

کافی دیر بعد آپ نے سر اقدس اٹھایا تو آپ کے چہرہ پر خوشی کے آثار تھے۔ اس وقت کی زیارت پہ دنیا و مافیہا قربان ہو۔ پھر آپ نے فرمایا جو شخص پانچ نمازیں ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے، زکوٰۃ دے، کبائر سے بچے اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا کہ تو اس میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تین اوقات میں جنتی

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے آپ کو تین اوقات میں جنتی سمجھتا ہوں۔ آپ سے سوال کیا گیا وہ کون سے اوقات ہیں؟

---

[1] النسائی۔ کتاب الزکاۃ

آپ نے فرمایا:

حین اقرأ القرآن واسمعہ	جب میں قرآن پڑھتا اور سنتا ہوں
واذا سمعت خطبۃ رسول	اور جس وقت میں اپنے آقا علیہ السلام
صلی اللہ علیہ وسلم و	کا خطاب سنتا ہوں اور جب میں کسی
اذا شھدت الجنازۃ [1]	جنازے میں حاضر ہوتا ہوں۔

منبر جھوم اٹھا

انسان تو انسان آپؐ کے خطبہ کا اثر جمادات پر بھی ہوتا۔ مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک دن آپ نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے قرآنِ کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

وما قدروا اللہ حق قدرہٖ	انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں کی
والارض جمیعًا قبضتہ یوم	اور قیامت کے دن تمام زمین اس
القیامۃ۔	کے قبضہ میں ہوگی۔

اور اس کے بعد آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان فرمائی۔

فرجف برسول اللہ صلی	تو آپؐ کا منبر جھوم اٹھا۔ حتیٰ کہ
اللہ علیہ وسلم المنبر حتی	ہم محسوس کرنے لگے کہ کہیں یہ
قلنا لیخرن بہ اسا قطہو	حضور علیہ السلام کو نیچے نہ گرا دے۔
برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ [2]	

---

[1] سیّدنا محمد رسول اللہ، ۴۴

[2] المسلم

Nafse Islam WWW.NAFSEISLAM.COM

لعابِ دہن

آپؐ کا لعابِ دہن خوشبودار اور نہایت ہی مہک دار تھا۔ اسے اگر مریض استعمال کرتا تو شفا پاتا اور اگر غمگین شخص اس سے برکت حاصل کرتا تو غم خوشی سے بدل جاتا۔ زخم پر لگانے سے زخم مندمل ہو جاتا۔ جس کے منہ میں وہ جاتا اس سے خوشبو آتی، جس پانی کو اس سے برکت حاصل ہو جاتی۔ وہ اگر کھاری ہوتا تو میٹھا ہو جاتا اور اس میں خوشبو و مہک پیدا ہو جاتی۔ آپؐ کے لعابِ دہن کی برکات کے واقعات بلا مبالغہ سینکڑوں ہیں مگر ان میں سے چند کا تذکرہ کرتے ہیں تاکہ اس مبارک لعاب کے تذکرے سے ہمارے ایمان و روح میں بھی خوشبو و تازگی پیدا ہو۔

مُبارک لعاب سے شفا پانا

WWW.NAFSEISLAM.COM

بخاری و مسلم میں حضرت سھل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ خیبر کے دن رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں یہ اسلام کا جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا کہ اللہ اس کے ہاتھوں خیبر فتح فرمائے گا اور وہ شخص اللہ اور اس کے رسول سے، اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ ساری رات تمام صحابہ آرزو میں اور دعائیں کرتے رہے کہ صبح یہ جھنڈا ہمیں نصیب ہو۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا علی بن ابیطالب کہاں ہے! صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی اس لیے وہ

اس جنگ میں شریک نہیں۔ آپ نے حضرت سلمہؓ سے فرمایا کہ جاؤ علی کو بلا کر لاؤ۔ جب حضرت علیؓ حاضر ہوئے

فبصق رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی عینیہ فبرئ کانہ لم یکن بہ وجع[1]

تو آپؐ نے ان کی آنکھوں پر لعاب دہن لگایا تو وہ اس طرح تندرست ہو گئے کہ کبھی تکلیف ہوئی ہی نہ تھی

اس کے دیگر اثرات

حضرت علی فرماتے ہیں اس لعابِ دہن کی برکت سے اس دن سے آخری عمر تک میں نے کبھی سردی اور گرمی محسوس نہیں کی اور نہ ہی میری کبھی آنکھیں خراب ہوئیں۔

حضرت شبرمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مقام ذیقارن میں سیدنا علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ سخت سرد موسم میں آپ نے باریک کپڑے پہنے ہوئے اور اونٹ کو ہانک رہے تھے لیکن حال یہ تھا کہ آپ کی پیشانی پسینے سے شرابور تھی۔ میں نے آپ سے سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

"یہ آپؐ کے مبارک لعاب کا اثر ہے۔"[2]

زبان کی لکنت ختم ہو گئی

حضرت بشیر بن عقربہ الجہنی رضی اللّٰہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے والدِ گرامی

---

[1] متفق علیہ

[2] جامع الصفات، ۲۰۴/۱

WWW.NAFSEISLAM.COM

حضور علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں لے گئے۔ آپ نے میرے والد سے پوچھا یہ لڑکا کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ بچہ میرا بیٹا ہے۔ آپؐ نے مجھے قریب ہونے کا حکم دیا۔ میں آپ کی دائیں طرف حاضر ہو کر بیٹھ گیا۔ آپ نے شفقت فرماتے ہوئے میرے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا: تیرا نام کیا ہے؟ میں نے عرض کیا میرا نام بحیر ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں تیرا نام بشیر ہے۔

فنفث النبی صلی اللہ علیہ	پھر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے
وسلم فی فمی فانحلت العقدة	میرے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈالا
من لسانی وابیض کل شی	تو میری زبان کی لکنت فی الفور ختم ہوگئی
فی رأسی ماخلا ما وضع	اور سر پہ ہاتھ رکھنے کی برکت یہ ہوئی کہ
صلی اللہ علیہ وسلم یدہ	بڑھاپے کی عمر میں تمام سر سفید ہوگیا
علیہ فکان اسود [1]	مگر وہ مقام جہاں آپ کا مبارک ہاتھ
	لگا تھا تمام عمر سیاہ رہا۔

بینائی لوٹ آئی

حضرت فدیک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرا پاؤں سانپ کے انڈوں پر آگیا جس کی وجہ سے میری آنکھوں کی بینائی جاتی رہی اور اب مجھے کوئی شے دکھائی ہی نہ دیتی تھی۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر اپنی حالت بیان کی:

فنفث رسول اللہ صلی	تو آپؐ نے میری دونوں آنکھوں پر

[1] الاصابہ، سیدنا محمد رسول اللہ، ۲۹۵

اللّٰہ علیہ وسلم فی عینی	اپنا مبارک لعاب لگایا تو میری بینائی
فابصر فرأیتہ یدخل	لوٹ آئی۔ اور بینائی کی کیفیت یہ ہے
الخیط فی الابرۃ وھو ابن	کہ میں اسی سال کی عمر میں بھی سوئی میں
ثمانین ۱؎	دھاگا ڈال لیتا ہوں۔

آنکھ پہلے سے بھی خوبصورت ہو گئی

ابو یعلیٰ حضرت عبدالرحمٰن بن حارث سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ احد میں حضرت ابوذر رضی اللّٰہ عنہ کی آنکھ پھوٹ گئی جس کی وجہ سے بڑی تکلیف تھی۔ انہوں نے آپ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا

فبصق فیھا النبی صلی اللّٰہ	آپؐ نے میری آنکھ پر لعاب مبارک
علیہ وسلم فکانت اصح	لگایا تو میری آنکھ دوسری سے بھی
عینیہ ۲؎	زیادہ حسین ہو گئی۔

منہ سے خوشبو

حضرت عمیرہ بنت مسعود انصاریہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ بیان کرتی ہیں کہ میں اور بہنیں رحمتِ عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اس وقت آپ خشک کیا ہوا گوشت تناول فرما رہے تھے۔ آپؐ نے گوشت کا ایک ٹکڑا چبا کر نرم کیا اور ہمیں عطا فرمایا۔ ہم نے آپس میں تقسیم کر کے اسے کھا لیا۔

۱؎ الزرقانی ۵ ، ۱۸۸

۲؎ الخصائص الکبریٰ

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM
نفس اسلام

فلقين الله وما وجد لا فواههن خلوف [1]

مرتے دم تک ان کے منہ سے بدبو نہیں آتی تھی بلکہ خوشبو آتی تھی۔

مدینہ میں سب سے میٹھا کنواں

آپؐ کے خادمِ خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے گھر میں ایک کنواں تھا جس میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مبارک لعابِ دہن ڈالا تھا۔ اب اس کی کیفیت یہ تھی:

فلم يكن بالمدينة بير اعذب منها [2]

شہر مدینہ میں اس سے بڑھ کر کسی کنویں کا پانی میٹھا نہ تھا۔

خوشبودار کنواں

سننِ ابنِ ماجہ میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ایک ڈول پانی لایا گیا۔ آپ نے اس میں سے کچھ پانی پیا اور کلی کر کے ایک کنویں میں ڈال دیا،

ففاح منها مثل رائحة المسك [3]

پس آپؐ کے مبارک لعاب کی برکت سے اس کنویں سے کستوری جیسی خوشبو آنے لگی۔

---

[1] اسد الغابہ، ۵ : ۵۱۲

[2] ابو نعیم، سیدنا محمد رسول اللہ : ۳۹۶

[3] ابن ماجہ، کتاب الطہارت

WWW.NAFSEISLAM.COM

یمن میں سب سے میٹھا کنواں

محدث ابن السکن رحضرت ھمام بن نفیل السعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ میں یمن سے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے پانی کے لیے ایک کنواں کھودا ہے مگر اس کا پانی نہایت ہی کھارا اور نمکین ہے جو پینے کے قابل نہیں ہے۔

فرفع الی اداوۃ فیھا ماء فقال صبہ فیھا فصبہ فیھا فعذبت فھی اعذب ماء بالیمن۔[۱]

مجھے آپ نے برتن دیا جس میں پانی تھا اور حکم دیا اسے کنویں میں ڈال دینا جب وہ پانی ہم نے کنویں میں ڈالا تو وہ اتنا شیریں ہوگیا کہ یمن کے تمام کنووں سے اس کا پانی مٹھاس میں بڑھ گیا۔

جس سے کھاری کنویں شیرہ جان بنے
اُس زلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام

حیا دار ہونا

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایک خاتون تھی جس کا وطیرہ یہ تھا کہ جو منہ میں آتا کہہ دیتی تھی۔ حیا اس میں ذرہ بھر بھی نہ تھی۔ لوگ اس سے تنگ تھے۔

ایک دن وہ رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ آپ اس وقت

---

[۱] سیدنا محمد رسول اللہ، ۳۹۶

WWW.NAFSEISLAM.COM

خشک کیا ہوا گوشت تناول فرما رہے تھے۔ اس نے کہا کہ آپؐ اس میں سے مجھے بھی کچھ دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے اسے کچھ دیا مگر اس نے یہ کہتے ہوئے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

فقالت لا الا الذی فی فیک۔	کہ وہ لوں گی جو آپ کے منہ مبارک میں ہے۔

آپؐ نے اس کی درخواست قبول کرتے ہوئے اپنے مبارک منہ سے کچھ حصہ نکال کر اسے دیا جو اس نے کھا لیا۔ اس کے شکم میں لعابِ مبارک جانے کی دیر تھی اس کی کیفیت ہی بدل گئی۔

فلم یعلم منھا بعد ذلک الامر الذی کانت علیہ من البذاء والذرابۃ[1]	اب اس خاتون میں فحش گوئی اور بے حیائی کا کوئی نام و نشان تک نہ رہا۔

ترجمان القرآن کا درجہ

اس امت میں قرآن حکیم کے معانی سے سب سے زیادہ آگاہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی ہے۔ اس کی وجہ بھی آپؐ کا لعابِ دہن اور دعا تھی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوسرے لوگوں پر ترجیح دیتے تھے حتیٰ کہ بزرگوں کے ہوتے ہوئے بھی ان کو اپنے قریب بٹھاتے۔

---

[1] مجمع الزوائد ۸ : ۲۱۲

WWW.NAFSEISLAM.COM

ایک روز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا: یہ میں کیوں کرتا ہوں؟

انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعاك. فمسح رأسك وتفل فی فیك وقال اللھم فقھه فی الدین وعلمه التاویل [1]	میں نے دیکھا کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے بلایا۔ تیرے سر پر ہاتھ پھیرا اور تیرے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈال کر یہ دعا فرمائی اے اللہ اسے دین میں بصیرت اور تاویل کا علم عطا فرما!

بھوک پیاس کا ختم ہونا

بعض اوقات اہلِ بیت نبوی جب بھوک سے نڈھال ہو جاتے تو آپ سیدہ فاطمہ اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے منہ میں لعاب دہن ڈالتے یا اپنی زبان ان کے منہ میں رکھ دیتے جس سے ان کی بھوک پیاس ختم ہو جاتی۔

جس کے پانی سے شاداب جان و جناں
اس دہن کی طراوت پہ لاکھوں سلام

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

[1] سیدنا محمد رسول اللہ، ۳۹۷

لبِ شیریں

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک لب نہایت ہی خوبصورت اور سرخی مائل تھے۔ نزاکت و لطافت میں اپنی مثال آپ تھے۔

لباں سُرخ آکھاں کہ لعلِ یمن

امام طبرانیؒ آپ کے مبارک ہونٹوں کے بارے میں روایت کرتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسن عباد اللہ شفتین۔[1]	رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ مبارک اللہ کے تمام بندوں سے خوبصورت تھے۔

آپؐ کے مقدس منہ کے بارے میں جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ "ضلیع الفم" ہے۔ اس کا معنیٰ اکثر علماء نے منہ کا فراخ ہونا بیان کیا ہے۔ مگر بعض علماء نے اس کا معنیٰ یہ بیان کیا:

ذبول شفتیہ و دقتھما و حسنھما۔[2]	کہ اس سے آپ کے مبارک ہونٹوں کا نرم و نازک، پتلا اور حسین ہونا مراد ہے

---

[1] الانوار المحمدیہ: ۲۰۰ [2] الزرقانی، ۴: ۸۸

پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں
اُن لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

لبہائے نرم و نازک

طبرانی میں ہی ہے کہ آپ کے مبارک ہونٹ نہایت ہی نرم و نازک اور لطیف تھے۔

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم الطف عباد اللّٰہ شفتین۔[1]	آپؐ کے مبارک ہونٹ تمام اللّٰہ کے بندوں سے نرم و نازک تھے۔

سکوت کی صورت میں مبارک ہونٹوں پر جو حسن کی فراوانی ہوتی اسے صحابہ نے یوں بیان کیا ہے:

کان الطف الناس فم[2]	سکوت کے وقت آپؐ کے ہونٹ نہایت ہی لطیف و شگفتہ محسوس ہوتے۔

وہ گُل ہیں لب ہائے نازک اُن کے کہ جھڑتے رہتے ہیں پھول جن سے
گلاب گلشن میں دیکھے بلبل یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے!!

قبرِ انور میں یادِ اُمت

حضرت فضل بن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے کہ جب ہم نے حضور

---

[1] الانوار المحمدیہ، ۲۰۰

[2] الانوار المحمدیہ، ۲۰۰

صلی اللہ علیہ وسلم کو قبرِ انور میں رکھا تو آخری دیدار کی غرض سے جب میں نے آپ کے چہرۂ انور کو دیکھا ،

اذا رأیت شفتیه یتحرك	تو آپ کے مبارک لب حرکت کر رہے
فادنیت اذنی عندها فسمعت	تھے نزدیک ہو کر میں نے سنا تو آپ فرما
وهو یقول اللّٰهم اغفر لامتی	رہے تھے "اے اللہ میری امت کو
فاخبرتهم بهذا فتعجبوا	معاف فرما دے ۔ میں نے اس پر تمام
لشفقته علی امته	حاضرین کو آگاہ کیا تو اس شفقت و کرم

پر تمام تعجب کرنے لگے ۔ (کنز العمال ا)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی بیان کرتے ہیں :

" اصح یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبرِ انور میں اتارنے والے حضرت علی ، عباس اور قثم رضی اللہ عنہم ہیں ۔ ان میں سے قثم آخری شخص ہیں جو قبرِ انور سے باہر آئے ۔ وہ فرماتے ہیں کہ آپ کی زیارت سے قبر میں مشرف ہونے والا میں آخری آدمی ہوں ۔ میری نظر جب آپ کے چہرۂ انور پر پڑی تو میں نے دیکھا آپ کے مبارک لب حرکت کر رہے ہیں ۔ میں نے اپنے کان آپ کے منہ کے قریب کیے تو میں نے سنا آپ کہہ رہے تھے ' اے اللہ میری امت ، میری امت ۔ "

(مدارج النبوۃ ۲ : ۴۴۲)

گفتگو مبارک

آپ جب گفتگو فرماتے تو یوں محسوس ہوتا جیسے آپ کے مبارک منہ سے نور کی جھڑی لگ گئی ہو مجلس کے حسبِ حال گفتگو فرماتے ۔ نہ اس میں زیادہ اختصار ہوتا اور نہ ہی طوالت ۔ بڑے بڑے فصحاء آپ کی گفتگو سن کر ششدر رہ جاتے اور پکار اٹھتے کہ واقعی اس منہ سے وحی الٰہی کا ہی ظہور ہوتا ہے ۔

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے ماموں حضرت

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہند بن ابی ہالہؓ سے آپؐ کی گفتگو کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اکثر طور پر محزون و مغموم اور متفکر رہتے تھے۔ بیٹے! آپؐ نے مصروفیات اور عظیم ذمہ داریوں کی وجہ سے کبھی راحت نہیں پائی۔ آپؐ زیادہ تر خاموش رہتے تھے۔ بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے۔ ابتداء کلام سے انتہاء کلام تک مکمل اور پورے الفاظ اور فقرے ادا فرماتے۔ نوکِ زبان سے کوئی لفظ نہ کاٹتے۔ گفتگو کرتے وقت جامع کلمات استعمال کرتے۔

کلامہ فصل لافضول	آپؐ کی گفتگو انتہائی صاف اور واضح
ولا تقصیر	ہوتی۔ ضرورت سے زائد نہ ہوتی اور
[1]	نہ ہی ادائیگی مقصود میں کوئی کمی ہوتی۔

حضرت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کو ان الفاظ سے بیان کیا:

کلامہ فصل لا نزرو	آپ کا کلام فصیح و بلیغ ہوتا نہ اس
لا ھذر [2]	میں کمی ہوتی نہ کثرت۔

ٹھہر ٹھہر کر گفتگو

آپؐ گفتگو اتنی ٹھہر ٹھہر کر فرماتے کہ ہر سامع اسے اچھی طرح محفوظ کر لیتا تھا۔ بعض اوقات اہم یا غیر واضح بات کو تین دفعہ بھی دہراتے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپؐ کی مبارک گفتگو کے بارے میں فرماتی ہیں آپؐ جلدی جلدی کلام نہیں فرماتے تھے۔ آپ کی گفتگو بڑی

---

[1] شمائل ترمذی، باب کیف کلام رسول اللہ

[2] شمائل الرسول، ۱: ۴۶

Nafse Islam نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

واضح اور صاف ہوتی تھی اگر کوئی شخص آپ کی گفتگو کے الفاظ کو شمار کرنا چاہتا تو کرسکتا تھا۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحدث حدیثاً لو عدہ العاد لاحصاہ[1]

رسالت مآبؐ اتنی ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے کہ شمار کرنے والا اسے شمار کرسکتا تھا۔

دوسرے مقام پر سیدہ عائشہؓ ہی سے مروی ہے کہ آپؐ اس طرح سمجھا کر گفتگو فرماتے کہ اہلِ مجلس میں سے اُسے ہر کوئی محفوظ کرلیتا تھا۔

ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسرد کسردکم ھذا ولکن کان یتکلم بکلام بین فصل یحفظہ من جلس الیہ[2]

آپؐ کا طریقہ جلدی جلدی گفتگو کرنے کا نہ تھا بلکہ انتہائی واضح اور صاف گفتگو فرماتے آپؐ کے پاس بیٹھنے والا اسے یاد کرسکتا تھا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی حسنِ گفتگو کے بارے میں فرماتے ہیں:

کان فی کلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ترتیل وترسیل[3]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں نہایت خوبصورت نظم اور ٹھہراؤ تھا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

[1] الوفاء ۲ : ۴۵۴

[2] شمائل ترمذی باب کیف کان کلام رسول اللہ

[3] طبقات ابن سعد ۱ : ۳۷۵

اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود
اس کی دل کش بلاغت پہ لاکھوں سلام

شہد سے میٹھی گفتگو

حضرت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپؐ کے حسنِ تکلم کا بیان اپنے ان الفاظ میں کرتی ہیں :

اذا صمت فعلیہ الوقار	جب آپؐ خاموشی اختیار فرماتے تو
واذا تکلم سما و علاہ البھاہ	چہرۂ اقدس سے وقار و عظمت جھلکتی
حلو المنطق ۔	اور جب کلام فرماتے تو اہلِ مجلس پر چھا

جاتے اور آپؐ کی گفتگو شہد کیطرح میٹھی ہوتی تھی.
اصحاب سیر آپؐ کی پیاری گفتگو کے بارے میں لکھتے ہیں :

کان اعذبھم کلاما حتی	آپؐ کا کلام اتنا میٹھا ہوتا تھا کہ دلوں
کان کلامہ یاخذ بالقلوب	میں اتر جاتا ۔

شیخ عبداللہ سراج الدین شامی آپ کی مبارک گفتگو کی حلاوت کے بارے میں لکھتے ہیں :

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ	آپؐ کی گفتگو نہایت ہی خوبصورت
وسلم حلو المنطق حسن الکلام	اور شیریں ہوتی جب آپ کلام فرماتے
اذا تکلم اخذ بمجامع القلوب	تو دلوں کو تسکین ہوتی اور روح و عقل
وسبی الارواح والعقول[1]	اس میں گرویدہ و گرفتار ہو جاتے ۔

---

[1] سیدنا محمد رسول اللہ ، ۴۰

میٹھی میٹھی عبارت پہ شیریں درود
اچھی اچھی اشارت پہ لاکھوں سلام

نُور کے موتیوں کی جھڑی

جب آپؐ گفتگو فرماتے تو یوں محسوس ہوتا جیسے نور کے موتیوں کی جھڑی لگ گئی ہے۔

کان منطقہ خرزات نظم یتحدرن ۔ ل	آپؐ کی گفتگو کے وقت یوں محسوس ہوتا جیسے موتیوں کا ایک ہار ہے جو نیچے ڈھلک رہا ہے۔

جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے
ان ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپؐ کی گفتگو کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

اذا تکلم رئی کالنور یخرج من بین ثنایاہ ۔ ۲	جب آپ گفتگو فرماتے تو آپؐ کے مبارک دانتوں کے درمیان سے نور کی برسات لگ جاتی۔

گفتگو کے وقت آپؐ کے دہن مبارک سے جو نور کی جھڑیاں لگتی تھیں ان کے بارے میں حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

ل شمائل الرسول، ۱ : ۶۴

۲ مجمع الزوائد، ۸ : ۲۷۹

بايعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم انا وامى وخالتى فلما رجعنا قالت امى وخالتى يا بنى ما رأينا مثل هذا الرجل لا احسن وجهًا ولا انقى ثوبًا ولا الين كلامًا ورأينا كالنور يخرج من فيه [1]

جب میں، میری والدہ اور خالہ حضورؐ کے دستِ اقدس پر بیعت کے بعد گھر لوٹے تو میری خالہ اور والدہ مجھے مخاطب ہو کر کہنے لگیں اے بیٹا ہم نے آج تک چہرہ کے لحاظ سے حسین، نظافتِ لباس اور نرمیٔ کلام کے اعتبار سے اس ہستی جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا اور ہم نے دیکھا کہ گفتگو کرتے وقت آپؐ کے مبارک منہ سے نور کی جھڑی لگ جاتی۔

---

[1] سبل الھدیٰ والرشاد، ۲ : ۶۴

WWW.NAFSEISLAM.COM

دندانِ مبارک

حضور علیہ السلام کے دہن مبارک میں دندانِ مقدس موتیوں کی لڑیوں کی طرح پروئے ہوئے تھے۔ دانت مبارک، باریک، آب دار اور ایک دوسرے سے جدا جدا تھے۔ مبارک دانتوں کے درمیان باریک ریخیں تھیں۔ دورانِ گفتگو اور تبسم کے موقعہ پر ان ریخوں سے نور کی شعاعیں پھوٹتی دکھائی دیتیں۔

چِٹّے دَند موتی دیاں ہَن لڑیاں

وصّافِ نبی حضرت ہند ابنِ ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم اشنب مفلج الاسنان یفتر عن مثل حب الغمام [1]	آپ کے مبارک دانت نہایت سفید چمک دار اور کشادہ تھے۔ تبسم کے وقت اولوں کی طرح دکھائی دیتے۔

الشیخ مصطفیٰ عبدالواحد مصری حب الغمام کا معنیٰ اور وجہ تشبیہ ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

[1] الوفا ۲: ۹۱۳

"حب الغمام منجمد اولوں کے دانوں کو کہا جاتا ہے۔ آپ کے مبارک دانتوں کی صفائی، سفیدی، چمک دمک اور رطوبت اولوں کی طرح محسوس ہوتی تھی۔ اس لیے صحابی نے ان کے ساتھ تشبیہ دی"[1]

نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے یاقوتی دندانِ مبارک اور ان کے آب و تاب اور چمک دمک کے بارے میں حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم براق الثنایا[2] — آپ کے مبارک دانت نہایت ہی چمک دار تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سامنے کے دانتوں کی کشادگی اور حسن بیان کرتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افلج الثنیتین[3] — حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دانت باہم ملے ہوئے نہیں تھے بلکہ ان میں مناسب فاصلہ اور کشادگی تھی۔

دانتوں میں کمالِ حُسنِ ترتیب

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دندان اقدس کا مسوڑھوں اور جبڑوں کے اندر خوبصورت جڑاؤ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ — آپ کے مبارک دانتوں کا جڑاؤ

---

[1] حاشیہ الوفاء، ۲ : ۳۹۱

[2] الانوار المحمدیہ : ۱۹۹

[3] سبل الهدیٰ والرشاد، ۲ : ۴۲

علیہ وسلم حسن الثغر[1] | کمال درجہ حسین ہونے کی بناء پر حسنِ ترتیب کا حامل تھا۔

نور کی جھڑی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما دانتوں کی درمیانی ریخوں اور ان سے نور کی شعاعوں کے نکلنے کا تذکرہ یوں کرتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افلج الثنیتین اذا تکلم رئی کالنور یخرج من بین ثنایاہ[2]

حضور علیہ السلام کے سامنے کے مبارک دانت متصل نہ تھے بلکہ ان میں کشادگی اور موزوں فاصلہ تھا جب آپؐ کلام فرماتے تو ان کی ریخوں سے نور جھڑتا ہوا دکھائی دیتا۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ مختلف صحابہ کرام کے حوالہ سے حلیۂ مبارک نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اذا افتر ضاحکا افتر عن مثل سنا البرق و عن مثل حب الغمام اذا تکلم رئی کالنور یخرج من ثنایاہ۔[3]

جب آپؐ مسکراتے تو آپؐ کے دانت مبارک برف اور بجلی کی طرح چمکتے دکھائی دیتے اور جب آپؐ گفتگو فرماتے تو مبارک دانتوں سے نور کی جھڑی لگ جاتی۔

---

[1] الخصائص الکبریٰ، ۱: ۷۳

[2] سنن دارمی، ۱: ۳۲

[3] الشفاء، ۱: ۸۳، ۸۴

الفاظِ روایت کی تشریح کرتے ہوئے الشیخ علی محمد البجاوی رقمطراز ہیں :

"لفظ سنا کا معنی چمک دمک اور "افتر ضاحکا" دانتوں سے تبسم کے وقت ہونٹوں کا ہٹنا مراد ہے۔ معنی روایت یہ ہوگا کہ جب تبسم کے موقعہ پر دانتوں سے ہونٹ ہٹتے تو دانتوں کی سفیدی بجلی کی چمک کیطرح ظاہر ہوتی۔" [1]

امام بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ حضور علیہ السلام کے دندان مبارک کو دردرخشاں سے تشبیہ دیتے ہوئے یوں گویا ہیں :

كانما اللؤلؤ المكنون فى صدف

من معدنى منطق منه و مبتسم

(آپؐ کے لب اور دانت مبارک اس خوبصورت آب دار موتی کی طرح ہیں جو ابھی صدف سے باہر آکر ہاتھوں میں میلا نہیں ہوا)۔

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ مذکورہ شعر کی تشریح میں بعض اولیائے کرام کے حوالے سے لکھتے ہیں :

رانى فى المنام ان الصديق رضى الله عنه يرثى النبى صلى الله عليه وسلم بهذا البيت والبيت الذى قبله باحسن الانعام۔ [2]	کہ انہوں نے سیدنا صدیق اکبرؓ کو خواب میں اس شعر اور اس سے پہلے شعر کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کرتے ہوئے دیکھا۔

---

[1] حاشیہ الشفاء، ۱ : ۸۳ [2] الزبدہ فی شرح البردہ : ۶۷

تبسّم مبارک

گریہ مبارک میں گزر چکا ہے کہ رحمتِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ متفکر رہتے. آپ زندگی بھر قہقہہ لگا کر کبھی نہیں ہنسے بلکہ ہمیشہ جب بھی آپ مسکراتے تو تبسّم فرماتے یعنی آپ کے ہنسنے میں آواز نہیں ہوتی تھی بلکہ صرف مبارک دانت ظاہر ہوتے کبھی آپ جب زیادہ مسکراتے تو دانتوں کے ساتھ مبارک داڑھیں بھی نظر آتیں.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جن کے شب و روز آپ کے ساتھ بسر ہوئے فرماتی ہیں:

ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستجمعًا ضاحکًا قط حتی أری لہواتہ انما کان یتبسم [1]	میں نے کبھی محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح پوری قوت سے ہنستے نہیں دیکھا کہ میں آپ کے حلق کے حصے کو دیکھ لیتی ہاں آپ کا ہنسنا تبسم کی صورت میں ہوا کرتا تھا.

آپ کے نواسے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے ماموں حضرت ہند بن ابی ہالہ سے آپ کے مسکرانے کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

---

[1] متفق علیہ

جل ضحکه التبسم یفتر عن مثل حب الغمام [1]

آپ کا اکثر مسکرانا تبسم کی صورت میں ہوتا۔ جب آپ تبسم فرماتے تو آپ کے مبارک دانت سفیدی اور چمک میں بادل کے اولوں کی طرح دکھائی دیتے۔

شیخ ابراہیم بیجوریؒ اس حدیث کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

فضحک ضحکاً حسنا کاشفاً عن من مثل حب الغمام فی البیاض والصفاء والبریق [2]

خوبصورت مسکراہٹ کے وقت آپ کے مبارک دانت سفیدی، صفائی، چمک اور روشنی میں بادل کے اولوں کی طرح دکھائی دیتے۔

حضرت حیض بن زید الکلبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضاحکاً ما کان الا التبسم [3]

میں نے تبسم کے علاوہ کبھی بھی آپ کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا۔

رحمتِ خداوندی کی ایک جھلک

WWW.NAFSEISLAM.COM

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے پہلے جنت میں داخل

---

[1] الوفاء، ۲، ۴۶۳

[2] المواہب اللدنیہ، ۱۱۵

[3] الوفا، ۲، ۴۶۳

ہوگا اور اس شخص کو بھی جانتا ہوں جو دوزخ سے سب سے آخر میں نکالا جائے گا۔ قیامت کے روز ایک شخص کو لایا جائے گا۔ فرشتوں کو حکم ہوگا اس کے صغیرہ گناہ اس پر پیش کرو اور کبیرہ گناہ مخفی رکھو۔ صغیرہ گناہ پیش کرتے ہوئے اس سے پوچھا جائے گا کیا تو نے یہ گناہ کئے تو وہ ان کا اقرار کرے گا۔ ڈر رہا ہوگا کہ میرے کبائر کی لسٹ بھی ابھی پیش ہوگی۔

باری تعالیٰ کی رحمت کا اظہار ہوگا، فرمایا جائے گا۔

اعطوہ مکان کل سیئۃ عملھا حسنۃ	اے فرشتو اس نے جو جو برائی کی ہے اس کی جگہ اسے نیکی عطا کردو

جب بندہ رب کریم کی رحمت کی برسات دیکھے گا تو جھوم جائے گا اور کہے گا۔

ان لی ذنوبًا لاارا ھا ھنا	میرے کبیرہ گناہ بھی تھے وہ کہاں گئے۔ میں انہیں یہاں نہیں دیکھ رہا۔

آپ نے جب یہ بیان فرمایا تو میں نے دیکھا:

ضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی بدت نواجذہ۔[1]	آپ اتنے مسکرائے کہ آپ کی مبارک داڑھیں نظر آنے لگیں۔

حضرت عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

مارائیت احدًا اکثر تبسمًا من رسول اللہ صلی علیہ وسلم[2]	میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی کو متبسم نہیں دیکھا۔

---

[1] شمائل ترمذی باب ماجاء فی ضحک رسول اللہ۔

[2] الوفاء، ۲: ۴۶۲۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

میرے رب تو میرے ساتھ مذاق فرما رہا ہے؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمتِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں اس شخص کو جانتا ہوں جس کو سب سے آخر میں دوزخ سے گھٹنوں کے بل نکالا جائے گا اور اسے کہا جائے گا جا جنت میں داخل ہو جا۔ جب وہ جنت میں پہنچے گا تو دیکھے گا کہ تمام جنت اہلِ جنت سے پُر ہے کوئی جگہ خالی نہیں۔ واپس لوٹ کر رب کریم کی بارگاہ میں عرض کرے گا مولیٰ یہاں تمام درجات لوگوں نے لے رکھے ہیں۔ میں کہاں جاؤں۔ رب کریم فرمائیں گے، بندے! اس دنیا کو یاد کر جہاں تو رہا کرتا تھا بندہ عرض کرے گا ہاں مجھے یاد ہے حکم ہوگا:

تمن فیتمنّٰی فیقال لہ — تجھے جتنی جگہ چاہیے اس کی آرزو

فان لک الذی تمنیت و — کر وہ بندہ آرزو کرے گا حکم ہوگا

عشرۃ اضعاف الدنیا۔ — اے بندے تیری آرزو کے مطابق اور دنیا سے دس گناہ بڑھ کر تجھے جگہ دی جاتی ہے۔

وہ بندہ رب کریم کا کرم اور اپنا حال دیکھ کر عجیب کیفیت میں عرض کرے گا:

أتسخربی وانت الملک لہ — اے مولیٰ کیا تو میرے ساتھ مذاق کر رہا ہے حالانکہ تو تمام کا مالک ہے۔

یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد آپ اتنے مسکرائے کہ آپ کی مبارک داڑھیں نظر آنے لگیں

لہ شمائل ترمذی باب ماجاء فی ضحک رسول اللہ۔

عامر بن سعد بیان کرتے ہیں کہ میرے والد گرامی نے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خندق کے دن بہت زیادہ مسکرائے۔ میں نے پوچھا اس کی وجہ کیا تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ واقعہ یہ ہوا کہ ایک کافر ڈھال لیے ہوئے تھا۔ سعد اگرچہ بڑے تجربہ کار تیر انداز تھے لیکن وہ کافر تیر آتے ہی ڈھال کو ادھر ادھر کر لیتا سعد نے ایک مرتبہ تیر نکالا اور انتظار میں رہے۔ جس وقت کافر نے ڈھال سے سر اٹھایا فوراً اس نے تیر اس کی پیشانی پہ مارا۔ لگتے ہی وہ گر گیا۔ اس کی ٹانگیں اوپر ہو گئیں۔

فضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى بدت نواجذه۔ [1]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اتنے مسکرائے کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔

مُسکراہٹ کے وقت کیفیت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کے مسکرانے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

WWW.NAFSEISLAM.COM

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا ضحك كاد يتلألأ في الجدار لم ار قبله ولا بعده

جب آپ مسکراتے تو آپ کے نورِ مسکراہٹ کی شعاعیں دیواروں پر پڑتیں تو وہ روشن ہو جاتیں۔ میں نے ایسا حسین آپ سے قبل اور آپ کے بعد نہیں دیکھا۔

---

[1] شمائل ترمذی باب ما جاء فی ضحک رسول اللہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ کی خوشی کی کیفیت ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں :

اذا سر کان وجهه المرأة وكان الجدار تلاحك وجهه

جب آپ خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ شفاف آئینے کی طرح اس طرح چمک اٹھتا کہ دیواروں کا عکس اس پر دکھائی دیتا۔

یہاں ایک سوال ہے کہ گریہ مبارک میں گزرا آپؐ ہمیشہ حزن کی حالت میں رہتے اور ان روایات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ اکثر متبسم رہتے تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ صاحب حزن ہونا آپ کی ذمہ داریوں اور مصروفیات کی وجہ سے باطناً تھا اور اکثر متبسم رہنے کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ کے چہرۂ اقدس پر ملاقات کے وقت بشاشت ٹپک رہی ہوتی تھی۔ یعنی باوجود طبعی غموم کے صحابہ کی دلداری اور انبساط کے خیال سے خندہ پیشانی اور تبسم فرماتے ہوئے پیش آتے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

ریش مبارک

حضور علیہ السلام کی ریش مبارک گھنی، گنجان اور خوش منظر تھی۔ داڑھی مبارک کے بال بالکل سیاہ تھے جن کا سرِ اقدس کی زلفوں اور سنہری چہرے سے انتہائی تناسب تھا۔ گردن مبارک سے قدرے نیچے سینۂ اقدس کو مزیّن کئے ہوئے تھی۔ حضرت ھند بن ابی ہالہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کث اللحیۃ [1]	آپؐ کی ریش مبارک گنجان تھی۔

مشہور تابعی حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوھریرہؓ سے آپ کی ریش مبارک کا تذکرہ ان الفاظ میں سنا:

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اسود اللحیۃ حسن الثغر [2]	آپؐ کی داڑھی مبارک خوب سیاہ تھی اور دانتوں کا جڑاؤ نہایت ہی حسین تھا۔

ابن عساکر میں روایت کے یہ الفاظ ہیں:

---

[1] سبل الھدیٰ والرشاد، ۲ : ۴۸

[2] دلائل النبوۃ للبیہقی، ۱ : ۲۱۷

WWW.NAFSEISLAM.COM

اسود اللحیۃ حسن الشعر ضن اللحیین [۱]	داڑھی مبارک کے بال نہایت سیاہ اور خوبصورت تھے اور وہ دونوں اطراف سے برابر تھی۔

حضرت نافع بن جبیرؓ سے مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آپؐ کی نعت کہتے ہوئے فرمایا:

ضخم الھامۃ عظیم اللحیۃ [۲]	آپ کی ریش مبارک اعتدال کے ساتھ لمبی تھی اور سرِ اقدس بڑا تھا۔

سینۂ اقدس کو ریش مبارک نے جو زینت بخشی تھی، صحابہ کرام اس کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان کث اللحیۃ تملأ صدرہٗ [۳]	رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک داڑھی گھنی اور سینے کو پُر کیے ہوئے تھی۔

حضرت ام معبدؓ فرماتی ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیف اللحیۃ [۴]	آپ کی داڑھی مبارک کے بال الجھے ہوئے نہ تھے۔

حضرت انس بن مالکؓ آپ کے چہرۂ اقدس پر ریش مبارک کے خوبصورت احاطہ

---

[۱] ابن عساکر، ۱: ۳۲۰

[۲] دلائل النبوۃ للبیہقی، ۱: ۲۱۷

[۳] الشفاء، ۱: ۸۳

[۴] الوفاء، ۲: ۳۹۲

کو یوں بیان کرتے ہیں :

کانت لحیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد ملأت ھھنا الی ھھنا وامر یدیہ علی خدیہ [1]	دونوں ہاتھوں سے اپنے رخساروں کو احاطہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی ریش مبارک یہاں سے یہاں تک تھی۔

مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری آپؐ کے چہرۂ اقدس پر مبارک داڑھی کے حسن پر یوں سلام کہتے ہیں :

خط کی گردِ دہن وہ دل آرا پھبن
سبزۂ نہرِ رحمت پہ لاکھوں سلام
ریشِ خوش معتدل مرہمِ ریشِ دل
ہالۂ ماہِ ندرت پہ لاکھوں سلام

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے ان کے خادم زیاد نے آپؐ کی ریش مبارک کو خضاب لگانے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا :

کانت لحیتہ حسنۃ شدید سواد اللحیۃ [2]	آپؐ کی ریش مبارک نہایت خوبصورت اور خوب سیاہ تھی۔

حضرت جہضم بن الضحاکؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مقام رخیخ پر ٹھہرا تھا۔ تو کسی نے بتایا کہ یہاں ایک شخص ایسا بھی موجود ہے، جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] ابن عساکر ۱۰ : ۳۲۱

[2] طبقات ابن سعد، ۱ : ۴۱۸

WWW.NAFSEISLAM.COM

کی زیارت کی ہے۔

فاتیتہ فقلت ارأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ قال: نعم رأیتہ رجلاً مربوعًا حسن السبلۃ [1]	میں اسی وقت اس شخص کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ نے محبوبِ خدا کی زیارت کی ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں آپؐ کا قد مبارک نہایت خوبصورت

تھا۔ نہ زیادہ طویل نہ ہی پست اور آپؐ کی داڑھی نہایت خوش منظر تھی۔

حضرت عمرو بن شعیبؓ روایت کرتے ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یاخذ من لحیتہ من طولھا وعرضھا بالسویۃ [2]	آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم داڑھی مبارک کے طول و عرض کو برابر طور پر کاٹ دیتے تھے۔

آپؐ کے اس عمل سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ داڑھی میں زینت و حسن کا قائم رکھنا ضروری ہے۔ بعض لوگوں کا یہ طریقہ کہ داڑھی کو طول و عرض سے نہیں کاٹتے، درست نہیں۔

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے والدِ گرامی حضرت ابو قحافہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے:

لحیتہ قد انتشرت	تو ان کی داڑھی منتشر تھی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی، ۱: ۲/۸

[2] الترمذی، کتاب الآداب

WWW.NAFSEISLAM.COM

لواخذتم واشار بیدہ الی نواحی لحیتہ [1] — داڑھی مبارک کے دونوں اطراف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: کاش تم اسے درست کرو۔

اسی لیے صحابہ کا معمول تھا کہ وہ قبضۂ دست سے زائد داڑھی کٹوا دیتے تھے۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا جب آپ حج یا عمرہ سے فارغ ہوتے تو

قبض علی لحیتہ فما فضل اخذہ۔ [2] — داڑھی مبارک کو مشت میں لیتے جو اس سے زائد ہوتی اسے کٹوا دیتے۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی معمول منقول ہے۔

یقبض علی لحیتہ فیاخذ ما فضل من القبضہ [3] — آپ داڑھی پر قبضہ رکھتے جو اس سے زائد ہوتی اسے ترشوا دیتے۔

داڑھی مبارک میں سفید بال

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ اقدس اور ریش مبارک کے بال نہایت سیاہ تھے حیاتِ مبارکہ کے آخری ایام میں کچھ بال سفید ہو گئے تھے۔ ان کی تعداد کتنی تھی اس بارے میں صحابہ کی رائے یہ ہے کہ بیس بالوں سے کم تھے۔ حضرت انس رض بالوں کی سفیدی کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

لیس فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولحیتہ عشرون

---

[1] مسند ابی حنیفہ، ۶۱

[2] البخاری، باب تقلیم الاظفار

[3] فتح القدیر، ۲: ۲۷۰

شعرۃ بیضاء[1]

دوسری روایت میں آپ نے سترہ یا اٹھارہ کا ذکر بھی کیا ہے۔ لیکن یہ بات یقینی ہے کہ تمام ریش مبارک سفید نہ تھی۔

حضرت ابو ایاس بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کسی نے بالوں کی سفیدی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

ماشانہ اللہ تعالیٰ ببیضاء [2]	اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام سر اقدس اور ریش مبارک کو سفید کر کے عیب دار نہیں بنایا۔

سفید حصہ کونسا تھا؟

جہاں صحابہ کرام نے آپ کے سفید بالوں کی تعداد بیان فرمائی ہے وہاں انہوں نے ان مقامات کی نشاندہی بھی کی ہے جہاں سفیدی آئی تھی۔ وہ دو مقامات تھے ایک ہونٹ اور ٹھوڑی کا درمیانی حصہ اور دوسرا آنکھ اور کان کا درمیانی حصہ تھا۔

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

رائیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و رائیت بیاضاً تحت شفتہ السفلی العنفقہ [3]	میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور میں نے دیکھا کہ آپ کے نیچے والے مبارک ہونٹ کے نیچے سفید بال تھے۔

---

[1] البخاری، کتاب المناقب
[3] البخاری، کتاب المناقب
[2] ابن سعد، ۱: ۴۳۱

حضرت قتادہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کے خادمِ خاص حضرت انسؓ سے سوال کیا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب استعمال کیا تو آپؓ نے فرمایا:

لم یخضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما کان البیاض فی عنفقتہ وفی صدغیہ [1]	آپؐ کو خضاب کی حاجت نہ تھی کیونکہ آپؐ کے سفیدی صرف ٹھوڑی کی جگہ ہونٹ کے نیچے اور کانوں کے ساتھ تھی۔

سفید بال بعض اوقات نظر نہ آتے

سرِ اقدس میں اس قدر قلیل بال سفید تھے کہ بعض اوقات وہ نظر بھی نہ آتے تھے۔ خصوصاً جب بالوں کو تیل لگاتے تو اس وقت دکھائی نہیں دیتے تھے۔ حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ اقدس کے بال سفید تھے؟ تو انہوں نے فرمایا:

لم یکن فی رأس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیب الا شعرات فی مفرق راسہ اذا ادھن واراھن الدھن [2]	آپؐ کے سرِ اقدس میں صرف چند بال سفید تھے۔ جب آپؐ تیل لگاتے تو وہ بھی اوجھل ہو جاتے تھے۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ بالوں کی سفیدی خشیتِ الٰہی کی وجہ سے تھی کیونکہ

---

[1] البخاری، کتاب المناقب

[2] شمائل ترمذی باب ماجا فی شیب رسول اللہ

Nafse Islam WWW.NAFSEISLAM.COM

ایک مرتبہ صحابہ کے اس سوال پر کہ حضور آپؐ بوڑھے نظر آرہے ہیں آپؐ نے فرمایا مجھے سورۂ ھود اور اس طرح کی دیگر سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔

روایات میں ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت دیکھ کر عاشقِ صادق سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت ابوبکر اور حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں مسجدِ نبوی میں منبرِ رسولؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت کدہ سے باہر تشریف لائے آپ اپنی داڑھی مبارک پر ہاتھ پھیر رہے تھے۔

حضرت ابوبکر انتہائی نرم دل اور حضرت عمر کچھ سخت تھے۔ حضرت ابوبکر نے دیکھتے ہی عرض کیا:

بابی و امی لقد اسرع قبل الشیب	یا رسول اللہ! میرے والدین آپ پر فدا ہوں، آقا اتنی جلدی آپؐ پر بڑھاپا آگیا ہے۔

بس اتنی بات کہنا تھی

ذرفت عینا ابی بکر	ابوبکر کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب امڈ آیا۔

اس پر آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں مجھے ھود اور اس کی ہم مثل سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔ حضرت ابوبکر نے سوال کیا یا رسول اللہ! ہم مثل سے کونسی سورتیں مراد ہیں؟ آپؐ نے فرمایا وہ سورتیں الواقعہ، القارعۃ، سأل سائل اور اذا الشمس کورت ہیں[1]

---

[1] طبقات ابن سعد، ۱: ۴۳۵

ریش مبارک اور ابوایوب انصاری کا ادب

طبرانی میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ ایک دفعہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم صفاء و مروہ کے درمیان سعی فرما رہے تھے:

فسقطت علی لحیتہ ریشۃ — تو آپ کی ریش مبارک پر کسی پرندے کا پر گرا۔
فابتدر ابوایوب فاخذھا — ابوایوب انصاری نے فی الفور اسے پکڑ لیا۔

اس پر سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نزع اللہ عنک ما تکرہ[1] — اللہ تعالیٰ تجھ سے ہر وہ شی دور کرے جو تجھے ناپسند ہو۔

تجھے کوئی تکلیف عارض نہ ہوگی

مشہور تابعی حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے آقا علیہ السلام کی مبارک ریش کا ایک بال حاصل کر لیا۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ نے فرمایا:

لا یصیبک السوء یا ابا ایوب[2] — اے ابوایوب تجھے کبھی کوئی تکلیف عارض نہ ہوگی

---

[1] سیدنا محمد رسول اللہ، ۱۶۱ بحوالہ مجمع الزوائد۔

[2] بابی انت و امی یا رسول اللہ، ۷۸ بحوالہ زاد المسلم

چہرۂ اقدس

انسان کارخانۂ ربوبیت کی حسین ترین تخلیق ہے جس کا ذکر قرآن ان الفاظ میں کرتا ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ۔ — ہم نے انسان کو بہترین صورت پہ پیدا کیا۔

کائناتِ حسن کے سارے جلوے وجودِ انسانیت میں مجتمع کر دیے گئے۔ تاہم کائناتِ انسانیت کا حسن جب اپنے نکتۂ کمال کو پہنچا تو وجودِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم تخلیق پذیر ہوا۔ یہی وہ حسنِ ازلی ہے' جب پھیلا تو کائناتِ حسن کے جلووں کی مانگ بھر گئی اور سمٹا تو چہرۂ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے معنون ہوگیا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

قرآن اور چہرۂ انور کی قسم

قرآن نے جہاں آپ سے منسوب دیگر اشیاء کی قسم کھائی وہاں آپ کے چہرۂ اقدس اور گیسوئے عنبریں کی قسم بھی کھائی ہے۔ جب سلسلہ وحی بعض حکمتوں کے پیشِ نظر کچھ دن منقطع ہوا تو اس پر بعض بدبخت دشمنانِ اسلام نے زبان طعن دراز کی اور کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا (نعوذ باللہ) اس سے روٹھ گیا ہے۔ اس قسم کی طعن آمیز باتوں کی وجہ سے بتقاضائے بشریت آپ کی طبیعتِ مبارکہ میں کچھ ملال سا پیدا ہوا۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ الضحیٰ کو نازل کیا اور فرمایا :

وَالضُّحٰی وَ اللَّیْلِ اِذَا سَجٰی	قسم ہے چاشت (کی طرح چمکتے ہوئے
مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی	چہرۂ زیبا) کی اور سیاہ رات (کی طرح
	شانوں کو چھوتی ہوئی زلفوں) کی ۔ تیرے رب نے نہ تجھے چھوڑا ہے اور نہ تجھ سے
	رُوٹھا ہے ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم کو ان الفاظ کے ذریعے اس بات کی طرف متوجہ کر دیا کہ جو اللہ تیرے رُخِ تاباں اور گیسوئے عنبریں تک کی قسم کھاتا ہے کبھی اس قدر پیار کرنے والا بھی اپنے محبوب سے ناراض ہو سکتا ہے !

یہاں چاشت سے مراد آپ کا چہرۂ اقدس اور لیل سے آپ کی مبارک زلفیں ہیں ۔ اس پر ائمہ کی تصریحات ملاحظہ ہوں ۔

۱۔ امام المحدثین حضرت ملا علی قاریؒ اسی تصوّر کو ترجیح دیتے ہوئے لکھتے ہیں :

والانسب بھذا المقام فی	اس سورت کا نزول جس مقصد کی
تحقیق المرام ان یقال ان فی	خاطر ہوا ہے اس کا تقاضا ہے یہ
الضحیٰ ایماء الی وجھہ صلی اللہ	قول کیا جائے کہ ضحیٰ سے آپؐ کے
علیہ وسلم کما ان فی اللیل استعارۃ	چہرۂ انور اور لیل سے آپؐ کے
الی شعرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام[۱]	مبارک زلفوں کی طرف اشارہ ہے ۔

واضح بات ہے کہ جب یہاں مقصد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلّی دینا ہے تو زیادہ مناسب یہی ہے کہ آپ کے چہرۂ انور اور سیاہ زلفوں کی قسم کھائی جائے تاکہ دشمنانِ اسلام کو شرمندگی ہو اور آپ کو تسکین حاصل ہو ۔

۱؎ شرح الشفا ، ۱ : ۸۲

۲۔ امام زرقانی رقمطراز ہیں:

الضحیٰ بوجهه صلی الله علیه وسلم و اللیل بشعره[1]

ضحیٰ سے مراد آپؐ کا چہرۂ انور اور لیل سے مراد آپؐ کی مبارک زلفیں ہیں۔

۳۔ امام فخرالدین رازیؒ ایک سوال کرتے ہیں:

هل احد المذکرین فسر الضحیٰ بوجه محمد واللیل بشعره ؟

کیا کسی مفسّر نے ضحیٰ کی تفسیر حضور علیہ السلام کے چہرۂ اقدس اور لیل کی تفسیر آپ کی زلفوں کے ساتھ کی ہے؟

اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

نعم ولا استبعاد فیه و منهم من زاد علیه فقال والضحیٰ ذکور اهل بیته واللیل اناثهم[2]

ہاں یہ تفسیر کی گئی ہے اور اس میں کوئی بُعد نہیں اور بعض نے اس پہ اضافہ کیا ہے کہ ان سے مراد آپؐ کے اہل بیت کے مذکر اور مؤنث مراد ہیں۔

۴۔ امام نیشاپوری لکھتے ہیں:

لا استبعاد فیما یذکره الواعظ من تشبیه وجه محمد صلی الله علیه وسلم بالضحیٰ وشعره باللیل[3]

علماءِ اسلام حضور علیہ السلام کے چہرہ اقدس کو جو ضحیٰ کے ساتھ اور مبارک زلفوں کو لیل کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں۔

---

[1] زرقانی، ۶ : ۲۱۰

[2] تفسیر کبیر، ۳۱ : ۲۱۰

[3] تفسیر نیشاپوری، ۳۰ : ۱۰۷

۵۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں :

ومن الناس من فسر الضحٰی بوجہہ صلی اللہ علیہ وسلم واللیل بشعرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کما ذکر الامام وقال لا استبعاد فیہ [1]	بعض مفسرین نے الضحٰی سے آپؐ کا چہرۂ اقدس اور اللیل سے آپؐ کی سیاہ زلفیں مراد لی ہیں۔ امام رازی نے اس قول کو ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ معنی لینے میں کوئی حرج نہیں۔

۶۔ علامہ اسمٰعیل حقی ، الضحٰی اور اللیل کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

اشارتست بروشنی وروی حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وکنایت از سیاہی موئے وے [2]	یہ آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کی نورانیت اور آپؐ کی زلفوں کی سیاہی کی طرف اشارہ ہے ۔

۷۔ شیخ سعدی شیرازی نے کیا خوب کہا :

اگر نہ واسطہ روئے و موئے او بودے
خدائے نہ گفتے قسم بہ لیل و نہار

(اگر آپؐ کے چہرۂ اقدس اور مبارک زلفوں کی بات نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ ہرگز دن اور رات کی قسم نہ کھاتا) ۔

۸۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی آیتِ مذکورہ کی مختلف تفاسیر نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

[1] روح المعانی ٣٠ : ١٤٨

[2] روح البیان ١٠ : ٤٥٣

بعضے گویند کہ مراد از ضحیٰ روئے پیغمبر است صلی اللہ علیہ وسلم واز لیل موئے اوست کہ در سیاہی ہمچو شب است [1]

بعض مفسرین نے ضحیٰ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مراد لیا ہے اور لیل سے آپؐ کی مبارک زلفیں جو سیاہی میں تاریک رات کی طرح ہیں۔

رُخِ انور کی سمت تبدیلئ قبلہ

مکّۃ المکرّمہ اور مدینہ منوّرہ کے ابتدائی دور میں مسلمان بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز ادا کرتے تھے۔ اس پر یہود نے طعن کیا کہ مسلمان اور ان کا نبی ہمارے دین کی تو مخالفت کرتے ہیں مگر نماز کے وقت ہمارے ہی قبلہ کی طرف رُخ کرتے ہیں۔ اگر ہم نہ ہوتے تو اُن کو قبلہ کی خبر تک نہ ہوتی۔ یہ عنقریب ہمارے دین کو اختیار کرلیں گے۔ اس طعن کی وجہ سے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دل اقدس پر بوجھ ہوا۔ آپؐ نے تبدیلئ قبلہ کی خواہش کرتے ہوئے جبرائیل امین سے فرمایا:

وددت لو حولنی اللہ الی الکعبۃ فانہا قبلۃ ابی ابراھیم۔

میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرا قبلہ تبدیل فرما کر کعبہ کو قبلہ قرار دیں کیونکہ یہی میرے والد ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ ہے۔

حضرت جبرائیل امین نے عرض کیا:

انما انا عبد مثلك وانت کریم علی ربك فسل انت

یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی ایک عبد ہوں اور آپ بارگاہِ ایزدی

[1] تفسیر عزیزی ۔ عم : ۳۱۰

ربک فانک عند اللہ بمکان [1] — میں معزز ہیں۔ آپ تبدیلی قبلہ کے بارے میں سوال کریں کیونکہ یہ اللہ کے ہاں آپ ہی کا مقام ہے۔

یعنی میں بندۂ مامور ہوں اور آپ بندۂ محبوب۔ مَیں صرف ماننے والا ہوں آپ ماننے والے اور منوانے والے بھی ہیں۔ میں فقط اللہ کی رضا چاہنے والا ہوں اور آپ کی رضا اللہ کو مطلوب ہے۔

یہ کہہ کر جبریل امین آسمان پر چلے گئے۔ حضور علیہ السلام نے نماز کی نیت باندھ لی اور آرزوئے شوق میں کہ تبدیلی قبلہ کا حکم آئے، چہرۂ اقدس اٹھا کر بار بار آسمان کی طرف دیکھا۔ بس چہرۂ اقدس کو اٹھانے کی دیر تھی کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب علیہ السلام کے اس انداز پر پیار آگیا۔ فرمایا۔

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ [2]

اے محبوب ہم آپ کے چہرۂ اقدس کے بار بار آسمان کی طرف اٹھنے کو دیکھ رہے ہیں۔ ہم آپ کا چہرہ آپ کے پسندیدہ قبلے کی طرف پھیر دیں گے۔

پس اپنا چہرہ اب مسجد حرام کی طرف پھیر ہی لیجیے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

اے حبیب میرا قبلہ تیری ذات ہے

علامہ آلوسی نے وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا (ہر ایک کا کوئی نہ کوئی قبلہ ہے جس کی طرف وہ رُخ کرتا ہے) کے تحت بعض مفسرین کا یہ قول نقل کیا ہے۔

---

[1] لباب التاویل فی معانی التنزیل، ۱: ۹۹

[2] البقرہ، ۲: ۱۴۴

فقبلة المقربين العرش والروحانيين الكرسي والكروبيين البيت المعمور والانبياء قبلك بيت المقدس وقبلتك الكعبة وهي قبلة جسدك واما قبلة روحك فانا وقبلتي انت [1]

کہ مقربین کا قبلہ عرش، روحانیین کا کرسی، کروبیین کا بیت المعمور، انبیاء کا بیت المقدس اور آپ کا قبلہ کعبہ ہے اور یہ آپ کے جسم کا قبلہ ہے روح کا قبلہ میری ذات ہے اور میرا قبلہ محبوب تیری ذات ہے۔

قبلہ، جہت اور توجّہ کے مرکز کو کہا جاتا ہے اور واقعۃً اللہ تعالیٰ کی توجہ کا مرکز اس کے محبوب کی ذات ہے۔ اسی لیے سورۂ طور میں فرمایا

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا [2]

اے حبیب تم اپنے رب کے حکم کے مطابق صبر کیے جاؤ، تم یقیناً ہماری نگاہوں میں رہتے ہو۔

میرا مصحف تے قرآن وی، توں

صحابہ کرام نے آپ کے چہرۂ اقدس کو فقط چاند ہی سے تشبیہ نہیں دی بلکہ آپ کے چہرۂ اقدس کو قرآن کا ورق بھی قرار دیا۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے:

"حضور علیہ السلام کے مرضِ وصال کے دنوں میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز کی امامت کے فرائض انجام دیا کرتے۔ سوموار کا دن تھا۔ صحابہ کرام صف در صف

---

[1] روح المعانی، ۲پ: ۱۵ مطبوعہ ملتان

[2] الطور، ۵۲: ۴۸

ان کے پیچھے نماز ادا کر رہے تھے۔

فکشف النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم الحجرۃ ینظر الینا وھو قائم کان وجھہ ورقۃ مصحف ثم تبسم یضحک فھممنا ان نفتتن من الفرح برؤیۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم

تو اچانک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرۂ انور کا پردہ اٹھایا اور کھڑے ہو کر ہمیں دیکھا (ہم نے آپ کے چہرۂ انور کی زیارت کی) تو وہ قرآن کے ورق کی طرح دکھائی دے رہا تھا۔ ہماری کیفیت دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ ہم نے آپ کے دیدار فرحت آثار کی خوشی کی وجہ سے نماز توڑ دینے کا ارادہ کر لیا۔

ابوبکرؓ مصلّٰی چھوڑ کر صف کی طرف آئے۔ کیونکہ انہوں نے محسوس کیا کہ شاید آقا تشریف لے آئے ہیں۔ آپؐ نے ہمیں اشارے سے نماز کو پورا کرنے کا حکم دیا اور پردہ نیچے گرا دیا۔ اسی دن آپؐ کا وصال ہو گیا۔

حضرت ابن مالکؓ سے مروی دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

آخر نظرۃ نظرتھا الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وکشف الستارۃ یوم الاثنین فنظرت الی وجھہ کانہ ورقۃ مصحف [1]

مجھے آپ کے چہرۂ اقدس کی آخری زیارت اور دیدار اس وقت نصیب ہوا جب پیر کے دن آپ نے پردہ ہٹا کر صحابہ کو نماز پڑھتے ہوئے ملاحظہ فرمایا۔ پس میں نے آپ کے چہرۂ

---

[1] شمائل ترمذی ۳۳۰

WWW.NAFSEISLAM.COM

اقدس کو قرآن مجید کا ایک ورق پایا۔

محدثِ کبیر علامہ عبدالرؤف المناوی ؒ وجہ تشبیہ ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ووجه التشبيه حسن الوجه وصفاء البشرة وسطوع الجمال لما افيض عليه من مشاهدة جمال الذات۔ [1]

چہرۂ اقدس اپنی صفائی، حسن اور جمال کی چمک دمک میں قرآن کے ورق کی طرح کیوں نہ ہو کیونکہ یہی وہ چہرہ اقدس ہے جس نے جمالِ ذاتِ باری تعالیٰ کے مشاہدہ سے فیضان پایا ہے۔

امام نووی "کان وجهه ورقة مصحف" کے تحت لکھتے ہیں:

عبارة عن الجمال البارع وحسن البشرة وصفاء الوجه واستنارته.

یہ جملہ آپ کے چہرۂ اقدس کے جمال، حسن صفائی اور اس کے انتہائی منور ہونے پر شاہد ہے۔

شیخ ابراہیم بیجوری رقمطراز ہیں:

يشبه ورقة مصحف فى الحسن والصفا فان ورقة المصحف مشتملة على البياض والاشراق الحسى والمعنوى من حيث ما فيها من كلام الله تعالىٰ وكذلك وجهه الشريف مشتمل

حسن وصفائی میں آپ کے چہرۂ اقدس کو ورق مصحف اس لیے کہا کہ جس طرح ورق مصحف کلام الٰہی ہونے کی وجہ سے حسّی ومعنوی نور پر مشتمل ہے اسی طرح آپ کا چہرۂ اقدس بھی جمالِ حسّی ومعنوی کا مرکز ومنبع ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

[1] حاشیہ علی شمائل الترمذی، ۲ : ۲۰۴

علی الحسن وصفه البشرة وسطوع الجمال الحسی والمعنوی[1]

کسی اہلِ محبت نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

مصحفے را ورق ورق دیدم

ہیچ سورت نہ مثلِ صورتِ اوست

(میں نے قرآن کا ورق ورق دیکھا مگر اس کی کسی سورت کو بھی حضورؐ کی صورت کی مثل نہیں پایا)۔

چہرۂ مصطفویؐ جمالِ الٰہی کا آئینہ ہے

یوں تو کائنات کی ہر شے حسنِ باری تعالیٰ کی نشاندہی کرتی ہے۔ یہ چاند، سورج، ستارے، سبھی کے سبھی اس حسنِ مطلق کی تخلیق کے شاہکار ہیں۔ مگر ان سب سے بڑھ کر جمالِ الٰہی کا مظہر چہرۂ و ذاتِ مصطفوی ہے کیونکہ یہی وہ چہرۂ اقدس ہے جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت اور توجہ کا مرکز ہے جسے قرآن فَاِنَّکَ بِاَعْیُنِنَا (آپ ہر وقت ہماری نگاہوں میں رہتے ہیں) کے الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

چونکہ آپ کا چہرۂ اقدس جمالِ الہیہ کا مظہرِ اتم ہے۔ اسی وجہ سے آپؐ نے فرمایا:

من رآنی فقد رای الحق — جس شخص نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔[2]

امام نبہانی امام احمد بن ادریسؒ کے حوالے سے مذکورہ حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے

---

[1] المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ، ۱۹۲

[2] شمائل ترمذی، باب ماجاء فی رؤیۃ رسول اللہ فی المنام

لکھتے ہیں :

من رأنی فقد رأی الحق تعالیٰ ۱

جس نے مجھے دیکھا گویا اس نے اللہ کو دیکھا۔

حضرت ملا علی قاری رقم طراز ہیں :-

نعم یصح ان یراد به الحق سبحانه علی تقدیر مضاف ای رای مظهر الحق او مظهره و من رأنی فیری الله سبحانه لان من رأی النبی صلی الله علیه وسلم فی المنام فیراه یقظة فی دار السلام فیلزم منه انه یری الله فی ذلک المقام ولا یبعد ان یکون المعنی من رأنی فی المنام فیری الله فی المنام فان رؤیتی له مقدمة او مبشرة لذلک المرام۔ ۲

یہاں الحق سے اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مبارکہ بھی مراد لینا درست ہے۔ البتہ مضاف مقدر ہوگا۔ یعنی اس نے ذاتِ الٰہی کا مظہر دیکھا۔ اور وہ شخص جس نے مجھے دیکھا ہے اللہ تعالیٰ کی زیارت کا شرف بھی پائے گا کیونکہ جس نے حضور کی خواب میں زیارت کی وہ بیداری میں بھی جنت میں زیارت کرے گا۔ پس اس سے لازم آتا ہے کہ وہ اس مقام پہ دیدارِ الٰہی سے بھی مشرف ہوگا اور یہ معنی بھی بعید نہیں کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب خواب میں دیدارِ الٰہی سے مشرّف ہوگا کیونکہ آپ کی زیارت اس

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

۱ جواہر البحار ۳۰ : ۸۴

۲ جمع الوسائل، ۲ : ۲۳۷

بات کی بشارت اور پیش خیمہ ہے کہ وہ
شخص اپنے رب کریم کی زیارت سے
مشرف ہوگا۔

برصغیر کے مسلم اور عظیم بزرگ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی حدیث کے اقسام کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں۔

حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان من رأنی فقد رای الحق کے دو معنی ہیں:

اول یہ کہ، من رأنی فقد رأنی یقیناً فان الشیطان لا یتمثل بی۔

دوم یہ کہ، من رأنی فقد راء اللہ تعالیٰ۔[1]

یعنی اس فرمانِ نبوی کے دو معنی ہوسکتے ہیں، ایک یہ کہ جس نے مجھے دیکھا یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا اور دوسرا معنی یہ ہوگا کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی چہرۂ اقدس کو جمالِ الٰہی کا آئینہ قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں:

اما وجہ شریف وے صلی اللہ علیہ وسلم مرآتِ جمالِ الٰہی و مظہرِ انوار نامتناہی وے بود۔[2]	آپ کا چہرۂ اقدس اللہ تعالیٰ کے جمال کے لیے آئینہ ہے اور اس قدر انوارِ الٰہی کا مظہر کہ اس کی حد نہیں۔

چہرۂ مصطفوی ــــ حُسنِ بےمثال کا پیکرِ اتم

۱۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

[1] شمائم امدادیہ، ۹۲ مطبوعہ لکھنؤ [2] مدارج النبوۃ، ۱: ۳

WWW.NAFSEISLAM.COM

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسن الناس وجھًا واحسنھم خلقًا [1]	آپ صلی اللہ علیہ وسلم چہرۂ اقدس کے لحاظ سے سب سے زیادہ حسین ہیں۔ اور اخلاق میں بھی۔

۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے :

ان نبیکم صبیح الوجہ کریم الحسب حسن الصوت [2]	آپ کا چہرہ خوش منظر تھا اور آپ کا نسب مبارک اعلیٰ اور آواز حسین تھی۔

۳۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے :

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسن الناس وجھًا و انورھم لونًا۔ [3]	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کا حسن وجمال سب سے بڑھ کر اور رنگ (سب سے) روشن تھا۔

۴۔ حضرت ام معبدؓ چہرۂ انور کی زیارت کے بعد اپنے تاثرات ان الفاظ میں بیان کرتی ہیں :

رأیت رجلًا ظاھر الوضاءۃ متبلج الوجہ [4]	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرۂ اقدس میں سورج کی سی تابانی اور درخشندگی تھی

WWW.NAFSEISLAM.COM

۵ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں :

---

[1] البخاری، کتاب المناقب

[2] الوفا فی احوال المصطفیٰ، ۲ : ۴۰۶

[3] زرقانی، ۴ : ۲۲۵

[4] سبل الھدیٰ، ۲ : ۵۶

ما رأیت شیئا احسن من رسول اللہ کان الشمس تجری فی وجھہ [1]

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر حسین کسی کو نہیں پایا (آپؐ کے چہرۂ اقدس کو دیکھ کر یوں محسوس ہوتا) گویا آپؐ کے چہرۂ انور میں آفتاب محوِ خرام ہے۔

۶۔ ایک مرتبہ حضرت عمار بن یاسرؓ کے پوتے ابو عبیدہؓ نے حضرت ربیع بنت معوذ جو صحابیہ تھیں، سے عرض کیا:

صف لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مجھے آپؐ کے حسن و جمال کے بارے میں کچھ بتائیں۔

انہوں نے کہا

یا بنی لو رأیتہ لقلت الشمس طالعة [2]

اے بیٹا اگر تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور دیکھ لیتا تو اسے یوں پاتا جیسے سورج چمک رہا ہو۔

۷۔ امام نسائی نے عبداللہ بن مسعودؓ کے حوالے سے مقام بدر کے احوال ذکر کرتے ہوئے نقل کیا کہ جب آپ بارگاہِ ایزدی میں نماز اور دعا سے فارغ ہو کر ہماری طرف متوجہ ہوئے تو یہ کیفیت تھی،

کان شقة وجھہ القمر فقال ھذہ مصارع القوم العشیة [3]

آپؐ کا چہرۂ انور چاند کی طرح تھا اور فرمایا ان ان مقامات پر کل فلاں فلاں دشمن کی موت واقع ہوگی۔

---

[1] الترمذی ۲، ۲۰۶:

[2] الدارمی ۱، ۴۴:

[3] سبل الہدی ۲، ۵۸:

Nafseislam
WWW.NAFSEISLAM.COM

چہرۂ اقدس کا سراپا

بخاری شریف میں ابو اسحاقؒ سے مروی ہے کہ حضرت براء بن عازبؓ سے ایک شخص نے سوال کیا

اکان وجه رسول الله صلی الله علیه وسلم مثل السیف؟ — کیا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور تلوار کی مانند تھا۔

آپ نے فرمایا:

لا بل مثل القمر[1] — تلوار کی مانند نہیں تھا بلکہ چاند کی طرح تھا

شیخ ابراہیم بیجوریؒ حدیثِ مذکور کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سائل کا سوال دونوں چیزوں کے بارے میں تھا کہ کیا آپؐ کا چہرۂ اقدس لمبائی اور چمک میں تلوار کی مانند تھا؟ آپ نے دونوں باتوں کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ نہیں روشنی و لمبائی میں چہرہ تلوار کی طرح نہ تھا بلکہ چاند کی طرح گول اور نورانی تھا۔[2]

اسی طرح حضرت جابر بن سمرہؓ کے سامنے جب ایک شخص نے کہا کہ آپؐ کا چہرۂ انور تلوار کی مانند تھا۔ تو آپ نے بھی فرمایا:

لا بل کان مثل الشمس و القمر و کان مستدیراً[3] — ہرگز نہیں بلکہ آپ کا چہرۂ انور شمس و قمر کی طرح تھا اور گولائی میں تھا۔

---

[1] البخاری، ۱: ۵۰۲ — [3] المسلم، ۲: ۲۵۹

[2] المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ، ۲۴-۲۵

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کدارۃ القمر [1]	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس چاند کے ہالے کی طرح تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کے خدوخال کے بارے میں حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

کان فی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تدویر [2]	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور گول تھا (جیسے چودھویں کا چاند ہوتا ہے)

چاند سے منہ پہ تاباں درخشاں درود
نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام

باقی گولائی میں آپ کے چہرۂ اقدس کو چاند قرار دینا محض تشبیہ ہے ورنہ آپ کا چہرۂ انور نہ ہی بالکل گول تھا اور نہ ہی لمبا بلکہ معتدل تھا۔

شیخ ابراہیم بیجوری لکھتے ہیں:

مثل القمر المستدیر الذی هو انور من السیف لکنه لم یکن مستدیرًا جدًا بل کان بین الاستدارۃ و الاستطالۃ [3]	آپؐ کا چہرۂ انور گولائی میں چاند کی طرح اور چمک میں تلوار سے بڑھ کر تھا لیکن نہ بالکل گول تھا اور نہ ہی لمبا بلکہ ان کے درمیان تھا۔

---

[1] سبل الہدیٰ، ۲: ۵۶

[2] الترمذی، ۲: ۲۰۵

[3] المواہب علی الشمائل، ۲۵۰

WWW.NAFSEISLAM.COM

چہرۂ مصطفویؐ کا چاند سے موازنہ

یہی وجہ ہے کہ بعض صحابہ کرامؓ نے چاند سے موازنہ کرتے ہوئے آپ کے حسنِ زیبا کو اس سے دوبالا قرار دیا۔

چودھویں رات کا چاند جب اپنے پورے شباب پہ ہوتا تو حسنِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا نظارہ کرنے والے جنہیں شب و روز خوش قسمتی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی سعادت نصیب تھی کبھی آپ کے سراپا حسن کو دیکھتے اور کبھی چاند کو۔ کشتگانِ حسنِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے حسن کی تابندگی کا چاند سے موازنہ کرتے تو انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ چاند سے بدرجہا حسین تر دکھائی دیتا۔ حضرت جابر بن سمرۃ روایت کرتے ہیں:

چاندنی رات تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سرخ چادر اوڑھے محوِ استراحت تھے۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا تھا اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو۔ بالآخر میرا دل بے اختیار پکار اٹھا۔

فاذا ھو احسن عندی	آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے بھی
من القمر [1]	زیادہ خوبصورت ہیں۔

گویا آفتابِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لمعات سے چاند کی آب و تاب مدھم پڑ جاتی تھی اور دیکھنے والی آنکھ یہ فیصلہ کئے بغیر نہ رہتی تھی کہ چاند کا حُسن، حُسنِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں ماند ہے۔

حضرت ملا علی قاری حُسنِ مصطفویؐ کے مقابلے میں چاند کے ماند ہونے کی وجہ

---

[1] شمائل ترمذی، ۴

WWW.NAFSEISLAM.COM

تحریر کرتے ہیں:

نور وجهه صلی الله علیه وسلم ذاتی لا ینفك عنه ساعةً فی اللیالی والایام ونور القمر مکتسب مستعار ینقص تارةً ویخسف تارةً [1]	آپ کے چہرۂ اقدس کا نور شب و روز میں کبھی جدا نہیں ہوتا کیونکہ یہ آپؐ کا ذاتی وصف ہے بخلاف چاند کے۔ اس کا نور سورج سے مستعار ہے۔ اسی لیے کبھی اس میں کمی آجاتی ہے بلکہ

کبھی بے نور ہو جاتا ہے۔

مولانا محمد زکریا سہارنپوری حضرت براءؓ سے مروی روایت کے تحت لکھتے ہیں:

"تلوار کی تشبیہ میں یہ نقصان تھا کہ اس سے زیادہ طویل ہونے کا شبہ پیدا ہوتا ہے۔ نیز اس کی چمک میں سفیدی غالب ہوتی ہے نورانیت نہیں اس لیے حضرت براءؓ نے تلوار سے انکار کر کے چاند سے تشبیہ دی۔ یہ تشبیہات سب تقریبی (سمجھانے کے لیے) ہیں ورنہ ایک چاند کیا ہزار چاند میں بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نور نہیں ہو سکتا۔ ایک عربی شاعر کہتا ہے کہ اگر تجھے ممدوح کو عیب ہی لگانا ہے تو اسے چودھویں رات کے چاند سے تشبیہ دیدے اس کے عیب لگانے کے لیے یہی کافی ہے۔" [2]

بعض صحابہ نے آپ کے چہرۂ اقدس کی چمک دمک کو سونے کے دینار کے ساتھ بھی تشبیہ دی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

---

[1] جمع الوسائل علی الشمائل، ۱: ۴۷

[2] خصائل نبوی، ۲۴: ۲۵

WWW.NAFSEISLAM.COM

کنت اذا رأیت وجه رسول الله کانه دینار هرقلی [1]	میں نے جب بھی آپ کے چہرۂ اقدس کی زیارت کی اسے ہرقلی سونے کے دینار کی طرح چمکتا ہوا پایا۔

چہرۂ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیاء پاشیاں

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ شاہکارِ ربوبیت صلی اللہ علیہ وسلم کے حیات آفریں چہرۂ اقدس کی ضیاء پاشیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

یتلألؤ وجهه تلألؤ القمر لیلة البدر [2]	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ اقدس چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔

روایتِ مذکورہ میں "یتلألؤ" کے الفاظ دوام، ہمیشگی اور استمرار پر دلالت کرتے ہیں یعنی چہرۂ انور کی درخشانی و تابندگی عارضی نہ تھی بلکہ ہر آن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس سے انوار کی رم جھم جاری رہتی تھی۔ یہاں یہ نکتہ لائقِ توجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ تاباں کا تذکرہ کرتے ہوئے کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو سورج سے تشبیہ نہیں دی بلکہ ہر ایک نے چاند سے تشبیہ دی۔

جیسا کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے :

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم احسن الناس وجهًا و انورهم لونًا	آپ سب سے بڑھ کر حسین اور خوش منظر تھے۔ جس کسی نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف کی، چودھویں

[1] ابن عساکر، ۱ : ۳۱۹

[2] شمائل ترمذی، ۳

لم یصفہ واصف قط الا شبہ وجھہ بالقمر لیلۃ البدر وکان عرقہ فی وجھہ مثل اللؤلؤ [1]	کے چاند سے ہی تشبیہ دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس پر پسینہ یوں محسوس ہوتا جیسے موتی۔

امام محمد بن یوسف الصالحیؒ، چاند ہی سے تشبیہ دینے کی وجہ ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لان القمر یؤنس من شاھدہ ویجمع النور من غیر اذی حر وتمکین من النظر الیہ بخلاف الشمس التی تغشی البصر تمنع من الرؤیۃ [2]	چاند کا مشاہدہ کرنے والا اس سے مانوس ہو جاتا اور اس سے حصولِ نور بغیر گرمی کے۔ اور اس پر نظر جمانا ممکن ہوتا ہے۔ بخلاف سورج کے کہ اس کی طرف دیکھتے ہی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔

شارح شمائلِ محمدیہ شیخ ابراہیم نے وجہ تشبیہ یوں ذکر کی ہے:

انما اثر القمر بالذکر دون الشمس لانہ صلی اللہ علیہ وسلم محا ظلمات الکفر کما ان القمر محا ظلمات اللیل۔ [3]	قمر کے ساتھ تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح قمر رات کی تاریکیوں کو محو کر دیتا ہے اسی طرح آپ کے نور نے کفر وشرک کی تاریکیوں کو توحید کے حالوں سے بدل دیا۔

---

[1] زرقانی علی المواھب، ۴: ۲۲۵

[2] سبل الھدٰی، ۲: ۵۹

[3] المواھب علی الشمائل، ۱۹۰

WWW.NAFSEISLAM.COM

اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ چاند کی روشنی ٹھنڈک اور برودت کی حامل ہونے کے ساتھ ساتھ سورج سے مستعار ہوتی ہے۔ بلا تشبیہ و بلا مثال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ تاباں کی ضوفشانی بھی اللہ رب العزت کے نورِ قدسی سے ہی مستعار و مستنیر ہے جو آفتابِ جہاں تاب کی مانند ہر سو جلوہ نگن ہے۔ اس نسبت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رُخِ انور، انوار و تجلیاتِ الٰہیہ کا مظہر اور مہبط ہے۔ اس پر مزید یہ کہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس میں اس قدر کشش اور جاذبیت رکھی ہے کہ ہر طالبِ دیدار ہمہ وقت تمنائی ہے کہ اسے دیکھتا ہی چلا جائے۔

صحابہ کرامؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدارِ فرحت آثار سے راحتِ قلب اور آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل کرتے تھے۔ ان کے دل اس حسنِ جہاں آراء کے جلووں سے کبھی بھی سیر نہ ہوتے اور وہ یہ چاہتے کہ یہ پیکرِ حُسن ہمیشہ ان کی آنکھوں کے سامنے رہے اور وہ اس حسنِ حیات آفریں کے جلووں سے زندگی کی خیرات حاصل کرتے رہیں۔

حضرت کعب بن مالکؓ سے مروی ہے کہ غزوۂ تبوک میں عدمِ شمولیت پر، قبولیتِ توبہ کے موقع پر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا۔

سلمت علی رسول الله و هو يبرق وجهه من السرور وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم. اذا سرا ستنار وجهه حتى كانه قطعة من القمر[1]	میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا۔ آپ کا چہرۂ انور فرحت و سرور سے چمک رہا تھا۔ جب آپ مسرور ہوتے تو آپ کا چہرۂ اقدس چاند کے ٹکڑے کی طرح منور ہو جاتا۔

---

[1] البخاری، ۱: ۵۰۲

اسی کیفیت کو حضرت عائشہ رضی صدیقہ یوں بیان فرماتی ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل علیہا مسرورًا تبرق اساریر وجہہ [1]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ آپؐ مسرور تھے اور پیشانی مبارک کے تمام خدوخال نور کی طرح چمک رہے تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے:

انہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ ضحک یتلألأ فی الجدر

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے تو نور دیواروں پر چمکتا تھا۔

ملا علی قاریؒ نے درج ذیل الفاظ میں حدیث کا ترجمہ کیا ہے۔

ای یشرق نورہ علیہ اشراقًا کاشراق الشمس علیہا [2]

دیواروں پر نور اس طرح چمکتا جس طرح سورج کی وجہ سے دھوپ پڑتی ہے۔

نہایہ ابن اثیر میں مذکور ہے:

انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان اذا سر فکان وجہہ المرآۃ التی تری فیہا صور الاشیاء وکان

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسرور ہوتے تو آپ کا چہرۂ اقدس آئینہ کی طرح شفاف اور مجلّٰی ہو جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور میں اشیاء کا عکس حتی کہ دیواریں

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

---

[1] البخاری، ۱: ۵۰۲

[2] جمع الوسائل علی الشمائل، ۲: ۱۵

الجدار تلاحلٹ وجهہا — تک بھی صاف دکھائی دیتیں۔
ای یری شخص الجدار
فی وجهہ صلی اللہ علیہ
وسلم۔

امام زرقانی لکھتے ہیں:

ان وجهہ صلی اللہ علیہ وسلم کان شدید النور حیث یقع نورہ علی الجدار اذا قابلها[1]

آپ کا چہرہ اقدس اس قدر نورانی تھا کہ جب اس کی نورانیت دیواروں پہ پڑتی تو وہ چمک اٹھتیں۔

چہرۂ اقدسؐ کی تابانی سے تاریک گھر کا روشن ہونا

قاضی ثناء اللہ پانی پتی شمائل محمدیہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ہوئی تو ان کا گھر روشن رہتا تھا۔ حضرت حلیمہ نے لوگوں پہ اس حقیقت کو آشکار کرتے ہوئے فرمایا:

ما کنا نحتاج الی السراج یوم اخذناہ لان نور وجهہ کان انور من السراج فاذا احتجنا الی السراج فی مکان جئنا بہ فتنورت الامکنۃ

جس دن سے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر لائے ہیں اس دن سے ہمیں گھر میں چراغ جلانے کی حاجت نہ رہی کیونکہ آپ کے چہرۂ انور کا نور چراغ سے زیادہ منور تھا۔ جب

[1] زرقانی ۶، ۲۱۰:

ببرکته صلی اللہ علیہ وسلم [1]	کبھی ہمیں کسی جگہ چراغ کی ضرورت ہوتی ہم آپؐ کو اٹھا کر وہاں لے جاتے آپؐ کی برکت سے تمام جگہ روشن ہو جاتی۔

چہرۂ اقدس کے انوار سے گمشدہ سوئی کا ملنا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کے چہرۂ اقدس کے اعجاز کے بارے میں بیان کرتی ہیں کہ ایک اندھیری رات میں مجھ سے سوئی زمین پر گر پڑی۔ میں تلاش کر رہی تھی،

فکشفت عن وجہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فتبینت الابرۃ بشعاع وجہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم [2]	کہ اچانک رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک چہرہ سے نور کی شعاعیں نکلنا شروع ہو گئیں۔ اس چمک کی وجہ سے مجھے گم شدہ سوئی مل گئی۔

یہ صرف ایک مرتبہ کا واقعہ یا اتفاقیہ معاملہ نہ تھا بلکہ آپ فرماتی ہیں:

کنت ادخل الخیط فی الابرۃ حال الظلمۃ لبیاض رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم [3]	میں ہمیشہ رات کی تاریکی میں آپ کے چہرۂ اقدس کے نور کی روشنی میں سوئی میں دھاگہ ڈال لیا کرتی تھی۔

---

[1] المظہری، ۶: ۵۲۸

[2] ابن عساکر، ۱: ۳۲۴

[3] الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۵۶

سوزنِ گم شدہ ملتی ہے تبسم سے تیرے
شام کو صبح بناتا ہے اُجالا تیرا

حجرِ اسود کا چہرۂ اقدس کو بوسہ دینا

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب ہم حضور علیہ السلام کو لے کر واپس اپنے خاندان میں جانے لگے تو خواہش ہوئی کہ جانے سے پہلے بیت اللہ شریف کا طواف کر لینا چاہیئے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا کر حرم کعبہ لے گئی۔ طواف شروع کرنے سے پہلے میں نے چاہا کہ حجرِ اسود کو بوسہ دوں لیکن میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جب حجر اسود نے آپ کو دیکھا تو اپنی جگہ سے حرکت کر کے آپ کی طرف بڑھا حتی کہ چہرۂ اقدس سے چمٹ کر اس نے بوسے لینے شروع کر دیئے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے مذکورہ روایت کو ان الفاظ سے بیان کیا ہے:

روی ان حلیمة لما اخذته دخلت على الاصنام فنكس الجبل رأسه وكذا جميع الاصنام من اماكنها تعظيما له وجاءت به الى الحجر الاسود ليقبله فخرج من مكانه حتى التصق بوجه الكريم صلى الله عليه وسلم [1]	کہ جب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا آپ کو لے کر بتوں کے پاس گئیں تو جبل اور دیگر تمام بتوں نے آپ کی تعظیم کی خاطر سر جھکا دیا اور جب آپ کو لے کر حجرِ اسود کے پاس پہنچیں تو وہ دیکھتے ہی آپ کی طرف بڑھا اور آپ کے چہرۂ انور کے ساتھ چمٹ گیا۔

[1] (المظہری ۶/ ۵۲۸)

گردن مبارک

آپؐ کی مبارک گردن لمبی، بلند اور صُراحی کی مانند تھی۔ سفیدی اور چمک میں یوں محسوس ہوتی جیسے نور کا فوارہ ہے:

دراز گردن

حضرت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا گردنِ انور کی موزونیت کو ان الفاظ میں بیان کرتی ہیں:

کان فی عنق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سطع۔ [1]	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن قدرے دراز تھی۔

تراشی ہوئی مورتی

سیدنا ھند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

کان عنق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کجید دمیۃ فی	آپؐ کی مبارک گردن ایسی باریک تھی جیسے کسی مورتی کی گردن تراشی ہوئی

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی، ۱: ۲۷۹

Nafselslam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

صفا الفضہ [1] — اور رنگ میں چاندی کی طرح صاف سفید تھی۔

الشیخ احمد عبدالجواد الدومیؒ اس روائت کے تحت فرماتے ہیں:

هذا يدل على تلألؤ عنقه صلى الله عليه وسلم ولمعانه وجماله [2] — چاندی سے تشبیہ دینا آپ کی گردن کے جمال اور اس کی چمک دمک پر دلالت کرتا ہے۔

الشیخ عبداللہ سراج الدین شامی لکھتے ہیں:

کہ آپ کی گردن مبارک استواء، اعتدال، حسنِ ہیئت وجمال میں مورت کی گردن کی طرح تھی لیکن رنگ میں چاندی سے زیادہ شفاف اور سفیدی میں چمک دار نور کا فوارہ تھی۔

كان عنقه صلى الله عليه وسلم فى استوائه واعتداله وحسن هيئة وجماله كانه عنق صورة ولكن من حيث اللون هو فى صفاء الفضة وبياضها البهيج اللامع [3] — آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک گردن، استواء، اعتدال اور حسن وجمال میں ایسی تھی جیسے کوئی مورتی تراشی گئی ہو، رنگ میں چاندی کی طرح صاف وشفاف اور سفیدی میں خوب روشن تھی۔

ابن عساکرؒ میں ہے:

---

[1] شمائل الترمذی، باب ما جاء فی خلق رسول اللہ [2] الاتحافات الربانیہ، ۱۴
[3] سیدنا محمد رسول اللہ ۲۱۸

WWW.NAFSEISLAM.COM

وکان احسن عباد اللہ عنقاً لاینسب الی الطول ولا الی القصر[1]

اللہ کے تمام بندوں سے آپ کی گردن حسین تھی اس میں نہایت خوبصورت اعتدال تھا نہ زیادہ لمبی اور نہ ہی کوتاہ۔

تمہاری شرم سے شانِ جلالِ حق ٹپکتی ہے
خم گردن ہلالِ آسمانِ ذوالجلالی ہے

چاندی کی صراحی

حضرت فاروق اعظم اور سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے۔

کان عنق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابریق فضۃ[2]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک گردن چاندی کی صراحی کی مانند تھی۔

حافظ ابوبکر بن ابی خیثمہ لکھتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسن الناس عنقاً فاظہر من عنقہٗ للشمس والریاح فکانہ ابریق فضۃ مشرب ذہباً یتلألأ فی بیاض الفضۃ وحمرۃ ذہب وما غیب الثیاب من عنقہ فما تحتہا فکانہ القمر لیلۃ القدر[3]

آپ کی گردن انور تمام لوگوں سے حسین تھی جو حصہ گردن کا ظاہر تھا وہ ایسی چاندی کی صراحی کی مانند تھا جس میں سونے کا رنگ اس طرح بھرا گیا ہو کہ اس میں چاندی کی سفیدی اور سونے کی سرخی کی جھلک نظر آتی اور جو گردن کا حصہ کپڑوں میں چھپ جاتا وہ چودھویں کے چاند کی طرح تھا۔

---

[1] ابن عساکر ۱: ۲۳۶
[2] سبل الھدیٰ والرشاد ۲: ۶۱
[3] سبل الھدیٰ والرشاد ۲، ۶۲

دوش مبارک

آپؐ کے کاندھے اور دوش مبارک نہایت مضبوط اور خوبصورت تھے ۔ دونوں کاندھوں کے درمیان فاصلہ تھا آپس میں قریب نہیں تھے ۔ شانے ذرا فربہ، جلالت وہیبت کا مظہرِ اتم اور قوت و توانائی کی عظیم علامت تھے ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپؐ کے مبارک کاندھوں کے بارے میں بیان کرتے ہیں :

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعید مابین المنکبین [۱]	آپ کے دونوں شانوں کے درمیان عجیب شان کا فاصلہ تھا ۔

دونوں شانوں کا درمیانی حصہ مضبوط تھا ۔ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں :

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلیل المشاش والکتد [۲]	آپؐ کے تمام بدن کے جوڑ اور دونوں شانوں کا درمیانی حصہ نہایت مضبوط تھا ۔

---

[۱] شمائل ترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ

[۲] ” ” ” ” ” ” ”

WWW.NAFSEISLAM.COM

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ کے مبارک کاندھوں کے جوڑ نہایت ہی خوبصورت اور اعتدال کے ساتھ بڑے تھے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عظیم مشاش المنکبین ۱؎	آپ کے شانوں کے جوڑ نہایت مضبوط اور بڑے تھے۔

دوش مبارک بلند نظر آتے

جس طرح کھڑا ہونے کی صورت میں آپ تمام حاضرین پر بلند دکھائی دیتے تھے اسی طرح مجلس میں بیٹھنے کی صورت میں بھی آپ کے مبارک کاندھے دوسروں سے بلند دکھائی دیتے۔

حضرت ملا علی قاریؒ امام ابن سبعؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ آپ کے خصائص میں سے ہے کہ:

کان اذا جلس تکون کتفہ اعلیٰ من جمیع الجالسین ۲؎	جب آپ کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو آپ کے مبارک شانے دوسرے بیٹھنے والوں سے بلند نظر آتے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

کاندھے یا چاندی کے ڈلے

آپ کے مبارک کاندھوں کی زیارت کا شرف پانے والا شخص پکار اٹھتا کہ یہ

۱؎ ابن عساکر، ۱ : ۲۲۰

۲؎ جمع الوسائل، ۱ : ۱۱

چاندی کے ڈلے ہیں۔

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب کبھی آپؐ کے مبارک کاندھے ننگے ہوتے تو یوں محسوس ہوتا جیسے چاندی کے ڈلے پگھلا کر کسی سانچے میں رکھے ہوتے ہیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وضع ردائہ عن منکبیہ فکانہ سبیکۃ فضۃ [1]	جب کبھی آپؐ مبارک کاندھوں سے کپڑا ہٹاتے تو وہ چاندی کے ڈلوں کی صورت دکھائی دیتے۔

چاند کی طرح سفید

بعض صحابہ کرام آپؐ کے مبارک کاندھوں کے حسن اور نور کو چاندی کے بجائے چاند سے تشبیہ دیتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سائلین میں سے جو بھی آپؐ سے سوال کرتا آپؐ اسے عطا فرماتے۔ کبھی کبھی سائلین آپؐ کا احاطہ کر لیتے بعض بدوی آپؐ کی مبارک قمیض کو پکڑ لیتے۔ ایسی حالت میں کبھی آپؐ کے شانے مبارک ظاہر ہو جاتے تو کیفیت یہ ہوتی،

فکانما انظر حین بدا منکبیہ الیٰ شقۃ القمر من بیاضہ صلی اللہ علیہ وسلم [2]	کاندھے سفیدی کی وجہ سے یوں محسوس ہوتے جیسے ہم چاند کو دیکھ رہے ہیں۔

---

[1] تہذیب ابن عساکر، ۱: ۳۱۹ [2] سبل الھدیٰ والرشاد، ۲: ۶۲

عرش کے کنارے تک بلندی

فتح مکہ کے بعد آپؐ نے کعبہ میں داخل ہو کر بت توڑنے شروع فرمائے۔ ان میں سے کچھ بلند تھے وہاں تک ہاتھ کا پہنچنا دشوار تھا اس لیے آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تو میرے کاندھوں پر سوار ہو کر ان بتوں کو توڑ ڈال۔ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ میں یہ بے ادبی نہیں کر سکتا۔ آپؐ شفقت فرمائیں۔ میرے کاندھے حاضر ہیں آپؐ ان پر تشریف فرما ہو کر ان بتوں کو توڑ دیں۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا:

یا علی ترا طاقت برداشت بار نبوت نیست۔	اے علیؓ تیرے اندر نبوت کا بوجھ اٹھانے کی طاقت نہیں۔

سیدنا علیؓ نے آپؐ کے حکم پر سر تسلیم خم کرتے ہوئے آپؐ کے کاندھوں پر چڑھ کر بت گرانے شروع کئے اس حالت میں آپؐ نے پوچھا اے علی کس حال میں ہو؟ عرض کرتے ہیں:

خیال می بینم کی حجب کشوف شدہ گویا	میں دیکھ رہا ہوں کہ تمام حجابات اٹھا
سرمن بساق عرش رسیدہ است و	دیئے گئے ہیں۔ گویا میرا سر عرش کے
بہر چہ دست دراز میکنم بدست من می	پاس ہے میں اگر ہاتھ بڑھاؤں تو
آید۔	جہاں چاہوں پہنچ جاؤں جو چاہوں حاصل کروں۔

آپؐ نے فرمایا: اے علی اللہ کا شکر ہے جس نے تجھے اور مجھے اپنے کام کی خدمت کی توفیق بخشی۔ جب حضرت علی بت توڑنے سے فارغ ہوئے تو جلدی سے چھلانگ لگا کر نیچے اُتر آئے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

چوں برزمین افتاد، تبسمی نمود	زمین پر اترتے ہی حضرت علیؓ نے مسکرانا شروع کر دیا۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی کس بات پر ہنس رہے ہو؟

عرض کیا:

آنکہ خود را از اینچنیں جائی بلند انداختم	یا رسول اللہ میں نے اتنی بلند جگہ سے
و ہیچ الم بمن نرسید۔	چھلانگ لگائی مگر مجھے چوٹ نہیں آئی۔

اس پر سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

چگونہ الم بتو رسید و حال آنکہ بردارندۂ	تجھے چوٹ کیسے لگتی حالانکہ تجھے اوپر
تو محمد باشد و فرود آرندۂ تو جبریل	لے جانے والا میں تھا اور نیچے لانے
[1]	والا جبریل امین۔

دوش پر دوش ہے جن سے شانِ شرف

ایسے شانوں کی شوکت پہ لاکھوں سلام

آپؐ کے مبارک کاندھوں پر آپؐ کے نواسے حسنین کریمین بھی سوار ہوا کرتے تھے۔ مولانا شاہ احمد رضا خاں اس کیفیت کو یوں بیان کرتے ہیں۔

حبذا صلّی علیٰ حسنین کاندھوں پر سوار

مرحبا دوشِ نبیؐ پر ہے دو شالہ نور کا

ایک مقام پر آپؐ کے شانوں اور مہرِ ختمِ نبوت کا تذکرہ یوں کرتے ہیں:

ہے دوشِ نبی کانِ صفا صلِّ علیٰ	خاتم ہے لطافت پہ گوا صلِّ علیٰ
تھا بارِ نبوت جو اٹھایا شہ نے	یہ نیل نزاکت سے پڑا صلِّ علیٰ

---

[1] مدارج النبوۃ، ۲: ۲۹۱

پُشت مُبارک

آپؐ کی پُشتِ انور نہایت ہی خوبصورت تھی اور یوں محسوس ہوتی جیسے چاندی کی ڈلی ہو۔ اس میں دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی۔ آپؐ کی مبارک کمر اعتدال اور موزونیت کے ساتھ پتلی تھی۔

پُشت مبارک اور قرآن

اللہ تعالیٰ نے جہاں آپؐ کے شہر، عمر اور جوانی کا ذکر فرمایا وہیں آپؐ کی مبارک پُشت کا ذکر بھی کیا ہے۔ شرحِ صدر کی حکمتیں بیان کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:

وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ — ہم نے آپ سے وہ بوجھ دور کر دیا

الَّذِي أَنقَضَ ظَهْرَكَ [1] — جو آپ کی پُشت مبارک کو توڑ رہا تھا۔

ذمہ داریوں کا جس قدر بوجھ آقا علیہ السلام پر ہے کوئی دوسرا انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے شرحِ صدر کی صورت میں وہ ہمت اور طاقت عطا فرمائی کہ کوئی ذمہ داری نبھانا بھی آپ کے لیے مشکل نہ رہا۔

روئے آئینہ پُشت علم حضور
پُشتئ قصرِ ملت پہ لاکھوں سلام

---

[1] الانشراح، ۲-۳

چاندی کی ڈلی

حضرت محرش بن عبداللہ الکعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ عمرے کے موقع پر رحمتِ دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ تھا جب آپ نے مقام جعرانہ سے عمرہ کا احرام باندھا۔ قمیص مبارک اتار کر چادر اوڑھی تو اس وقت میں نے آپ کی پشت مبارک کی زیارت کا شرف پایا۔

فنظرت الی ظهره کانه سبیکة فضة [1]

میں نے آپ کی پشت مبارک کو یوں دیکھا جیسے کوئی چاندی کی ڈلی ہو۔

پشتِ انور کی کشادگی

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واسع الظهر [2]

آپ کی مبارک پشت کشادہ تھی

پشتِ انور اور ریڑھ کی ہڈی

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طویل مسربة الظهر

آپ کی ریڑھ کی ہڈی طویل تھی

"مسربة الظهر" کا معنی ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

الفقار الذی فی الظهر من اعلاه الی اسفله

وہ ریڑھ کی ہڈی جو پشت کے اوپر سے لے کر نیچے تک ہو۔

---

[1] مسند احمد، ۵: ۳۸۰

[2] دلائل النبوۃ للبیہقی، ۱: ۳۰۴

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

مُہر نبوّت

آپ کے مبارک شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی جو پُشت اور کاندھوں کے حُسن کو دوبالا کر رہی تھی۔ یہ سراپا نور ہونے کے ساتھ ساتھ خوشبو کا بھی مرکز تھی۔

حضرت سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ مجھے میری خالہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ میرا بھتیجا ہے اس کے پاؤں میں تکلیف ہے۔ آپ نے میرے سر پہ دستِ اقدس پھیرا۔ برکت کی دعا کی۔ وضو فرمایا۔ میں نے آپ کے وضو سے بچا ہوا پانی پیا۔

ثم قمت خلف ظهره فنظرت	میں اتفاقاً آپ کی پشتِ اقدس کی طرف
الى خاتم النبوة بين كتفيه	کھڑا ہوا تو میں نے دونوں کاندھوں کے درمیان
مثل زر الحجلة۔	مہر نبوت دیکھی جو مہری کی گھنڈیوں جیسی تھی۔

حضرتِ عبداللہ بن سرجس رضؓ سے روایت ہے کہ میں حضور علیہ السلام کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا۔ آپ صحابہ کے ساتھ مجلس میں تشریف فرما تھے۔ میں نے آپ کے پسِ پشت چکّر لگایا، آپ میرا منشاء اور آرزو بھانپ گئے

فالقى الرداء عن ظهره صلى	آپ نے پشت انور سے مبارک چادر
الله عليه وسلم فرأيت موضع	ہٹا دی تو میں نے کاندھوں کے درمیان
الخاتم على كتفيه مثل الجمع	مہر نبوت کی جگہ کو مٹھی کے ہم شکل دیکھا
حوالها خيلان كانها ثاليل	جس کے چاروں طرف تل تھے جو مسّوں
	کے برابر معلوم ہوتے تھے۔

پھر میں نے آپ کے سامنے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ آپ کے مزید درجات بلند فرمائے۔ فرمایا اللہ تیری بھی مغفرت فرمائے۔ لوگوں نے مجھے (بطور مبارک) کہا کہ حضور نے تیرے لیے دعائے مغفرت فرمائی ہے میں نے کہا کہ حضور تو سب کے لیے دعا کرتے ہیں۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ اے حبیب! اپنے لیے، مومن مردوں اور عورتوں کے لیے دعائے مغفرت کیجئے۔[1]

علباء بن احمد کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: میرے قریب ہو جاؤ۔

فامسح ظھری فمسحت	اور میری پشت ملو میں نے آپ کی پشت
ظھرہ فوقعت اصابعی	مبارک ملنا شروع کی تو اچانک میری
علی الخاتم۔	انگلیاں مہر نبوت کو لگ گئیں۔

علباء کہتے ہیں میں نے ان سے پوچھا کہ مہر نبوت کیسی تھی؟ انہوں نے فرمایا وہ چند بالوں کا مجموعہ تھی۔[2]

حضرت جابر بن سمرہ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان کبوتری کے انڈے کے مانند مہر نبوت تھی اور وہ آپ کے جسم اقدس کے مشابہ تھی۔

حجر اسود کعبۂ جان و دل
یعنی مہر نبوت پہ لاکھوں سلام

---

[1] شمائل ترمذی، باب ماجاء فی ختم النبوۃ
[2] " " " " " "

روایات میں تطبیق

مہرِ نبوت کی مقدار اور رنگ کیا تھا؟ اس بارے میں روایات مختلف ہیں۔ بعض میں اسے کبوتری کے انڈے کی مانند، بعض میں بالوں کا مجموعہ، بعض میں گوشت کا ٹکڑا اور بعض میں مٹھی کی مانند بیان کیا گیا۔

امام قرطبیؒ نے ان میں یوں تطبیق دی ہے کہ مہرِ نبوت کم و بیش ہو جاتی اور اس کا رنگ بھی مختلف اوقات میں مختلف ہوتا رہتا تھا جس طرح کسی صحابی نے زیارت کی اسی طرح بیان کر دیا۔

دیگر علماء نے تطبیق دیتے ہوئے کہا کہ یہ فی الحقیقت تمام تشبیہات ہیں اور ہر شخص اپنے ذہن کے مطابق تشبیہ دیتا ہے۔

شیخ عبداللہ سراج الدین شامی اختلافِ روایات کی حکمت اور ان میں تطبیق دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

و اختلاف اقوال الرواۃ فی اوصاف خاتم النبوۃ لیس من باب التنافی بینهما و انما هی باعتبار ان کلاً منهم شبه بما سنح له و ظهر لانه کان یستره باعتبار انه فی ظهره الشریف صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم

اوصافِ مہرِ نبوت کے بارے میں راویوں میں جو اختلاف ہے اس میں منافات نہیں۔ ہر ایک نے اپنے ذہن و فہم کے مطابق تشبیہ دی ہے۔ چونکہ مہرِ نبوت آپ کی پشت انور کی طرف قمیص کے نیچے تھی، اسے یا تو کوئی اچانک دیکھ لیتا یا آپ خود مشاہدہ کرواتے اور دیکھنے والا آپ کی ہیبت،

WWW.NAFSEISLAM.COM

فواصفه اما راه من غير	وقار اور ادب کا پاس کرتے ہوئے
قصد او انه صلی اللہ	زیارت کرتا۔

عليه وسلم اراه له مع ملاحظة الرائی مقام الهيبة والوقار والادب مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم[1]

مُہرِ نبوّت اور خوشبو

امام ابنِ عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا کہ ایک مرتبہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر شفقت فرماتے ہوئے اپنے پیچھے سوار فرمالیا:

فالتقمت خاتم النبوة	میں نے آپ کی مہرِ نبوت کو منہ میں
بفمی فكان ينم علی مسكاً	لے لیا تو اس میں سے خوشبو کے
[2]	حلے پھوٹ رہے تھے۔

مُہرِ نبوّت کی جگہ

حاکم نے مستدرک میں حضرت وھب بن منبہؒ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہر نبی کو مہرِ نبوت عطا فرمائی۔ حبیب خدا اور دیگر انبیاء میں فرق یہ ہے کہ باقی تمام کے دائیں ہاتھ پر اور آپ کے دونوں شانوں کے درمیان تھی۔

لم يبعث الانبياء الا و	اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا
قد كانت عليه شامة	اس کے دائیں ہاتھ میں مہرِ نبوت تھی

---

[1] سیدنا محمد رسول اللہ، ۱۴۴ [2] سبل الھدیٰ: ۲/۳۰۲

النبوة فی یدہ الیمنی الا ان یکون نبینا صلی اللہ علیہ وسلم

مگر ہمارے آقا علیہ السلام ۔ کیونکہ آپ کی مہرِ نبوت دونوں شانوں کے درمیان تھی ۔

فان شامة النبوة کانت بین کتفیہ صلی اللہ علیہ وسلم [1]

مہرِ نبوت دونوں شانوں کے درمیان ہونے کے باوجود بائیں کاندھے کے زیادہ قریب تھی ۔ مسلم میں حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے مروی الفاظ اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں ۔

نظرت الی خاتم النبوة بین کتفیہ عند نغض کتفہ الیسری [2]

میں نے آپ کے شانوں کے درمیان بائیں کاندھے کی ہڈی کے قریب مہرِ نبوت دیکھی ۔

بائیں طرف ہونے کی حکمت

ائمہ امت نے مہرِ نبوت کے بائیں جانب ہونے کی حکمت بیان کرتے ہوئے کہا کہ انسان کا دل بائیں جانب ہوتا ہے اور اس میں شیطان بائیں کاندھے کی طرف سے وسوسہ انداز ہوتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے وہاں مہرِ نبوت ثبت فرما کر واضح کر دیا کہ میرا حبیب وسوسہ شیطان سے معصوم و محفوظ ہے ۔ باقی یہ بات کہ شیطان اس مقام سے حملہ آور ہوتا ہے اس کا ذکر روایات موجود ہے ۔ امام ابن عبدالبرؒ نے سندِ قوی کے ساتھ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

۱ سبل الھدیٰ ۲ : ۷۰

۲ المسلم ، کتاب الفضائل

کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ مجھے اس مقام سے آگاہ فرمائیے جہاں سے شیطان حملہ آور ہوتا ہے تو اسے جسم آئینے کی مانند محسوس ہونے لگا۔ حتیٰ کہ وہ اپنے اندر سے باہر کا مشاہدہ کرنے لگا اور اسے دل کے مقابل کاندھے کے پاس مینڈک کی صورت میں شیطان دکھایا گیا جس کی سونڈ مچھر کی طرح تھی۔

وقد ادخله فی منکبه الایسر الی قلبه یوسوس الیه فاذا ذکر اللہ تعالیٰ العبد لخنس [1]	اور وہ بائیں کاندھے کی جانب سے دل کی طرف داخل کرکے وسوسہ اندازی کررہا ہے۔ اور جب بندہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے۔

یہ کب ہوتی ؟

اس بارے میں چار اقوال ہیں :

۱۔ ولادت کے وقت موجود تھی۔

۲۔ حضرت حلیمہ کے ہاں شق صدر کے وقت۔

۳۔ اعلانِ نبوت کے وقت

۴۔ معراج کی رات

پہلے قول کو حافظ ابن حجر وغیرہ نے رد کر دیا ہے۔ باقی تین اقوال میں تطبیق یوں دی گئی ہے کہ یہ تین دفعہ لگائی گئی [2]

---

[1] جمع الوسائل ۱: ۲۰۷

[2] زرقانی ۱: ۱۶۰

WWW.NAFSEISLAM.COM

اس پر کیا تحریر تھا؟

شیخ ابن حبانؒ سے منقول ہے کہ اس میں محمد رسول اللہ کے کلمات تھے [1] اور بعض روایات کے مطابق اس پر سر فانک منصور (تم جہاں بھی جاؤ تمہاری مدد کی جائے گی) لکھا ہوا تھا۔ حافظ ابن حجر مکیؒ کی تحقیق کے مطابق اس کے باطن میں اللہ وحدہ کے کلمات تھے [2]

مہرِ نبوّت کہنے کی وجہ

امام قرطبی۔ در شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ اسے مہر نبوت کہنے کی وجہ یہ ہے کہ سابقہ کتب میں آپ کی نبوت پر جو علامات بیان کی گئی تھیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوّت ہوگی۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ سے بعض راہبوں نے آپ کی جو علامات بیان کی تھیں کہ وہ صدقہ قبول نہیں کریں گے۔ البتہ ہدیہ لے لیں گے اور ان کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ چنانچہ جب انہوں نے آپ میں یہ تینوں علامات دیکھیں تو ایمان لے آئے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

کیا یہ وصال کے وقت اٹھالی گئی تھی؟

امام ابونعیمؒ اور بیہقیؒ نے واقدی کے حوالے سے لکھا ہے کہ جب محبوب

---

[1] موارد الظمان الی زوائد ابن حبان للهیثمی، ۵۱۴

[2] مدارج النبوة ۱: ۱۷

خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو اس وقت صحابہ کے درمیان یہ اختلاف ہوا کہ آپ کا وصال ہوا ہے یا نہیں ؛ تو اس موقعہ پر حضرت اسماء بنت عمیسؓ نے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان ہاتھ رکھا اور کہا کہ آپ کا وصال ہو گیا ہے کیونکہ مہرِ نبوت اٹھالی گئی ہے۔

امام حاکم نے اپنی تاریخ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے [۱]

اس میں حکمت کیا تھی ؛ رب علام الغیوب ہی بہتر جانتا ہے۔ ظاہری طور پر ائمہ امت نے اس کی جو حکمتیں بیان کی ہیں ان میں سے دو کا تذکرہ کیا جاتا ہے :

۱۔ وصال کے وقت صحابہ میں جو اختلاف واقع ہوا تھا اس کا رفع مقصود تھا۔

۲۔ اس کا مقصد ، شیطان سے حفاظت اور اس کا علامتِ نبوت ہونا تھا وہ پورا ہو گیا تھا [۲]

---

[۱] سبل الہدیٰ ۲: ۷۳ [۲] سبل الہدیٰ ، ۲ : ۷۳

بغل مبارک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک بغلیں دوسرے لوگوں کی طرح نہ تھیں بلکہ نہایت پاکیزہ، صاف اور خوشبودار تھیں۔ آپ کی بغلوں کا رنگ جسم کے دوسرے حصوں سے مختلف نہیں بلکہ یکساں تھا اور مبارک بغلیں بے بال بھی تھیں۔

سفید بغلیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کبھی کبھی آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم دربارِ خداوندی میں اتنے بلند ہاتھ کر کے دعا کرتے کہ آپ کی مبارک بغلیں نظر آنے لگتیں۔ ایک دفعہ نمازِ استسقاء کے موقع پر جو منظر دیکھا اسے بیان کرتے ہیں:

رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یرفع یدیه فی الدعاء حتی یرٰی بیاض ابطیه [۱]	میں نے رحمتِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو (دعاءِ استسقاء) اس قدر بلند ہاتھ اٹھائے ہوئے دیکھا کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آ رہی تھی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے آپ کے سجدہ کی کیفیت میں مروی ہے:

---

[۱] البخاری، کتاب الاستسقاء

WWW.NAFSEISLAM.COM

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سجد یری بیاض الطیہ [1]

جب آپ سجدہ فرماتے تو آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آیا کرتی۔

خوشبودار بغلیں

مسندِ بزار میں بنی حریش میں سے ایک آدمی سے منقول ہے کہ میں بچپن میں اپنے والد گرامی کے ساتھ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اس وقت آپ نے حضرت ماعز بن مالک اسلمی کو زنا کے اقرار پر سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ جب ان پر پتھر برسنے لگے تو میں ہیبت سے کانپنے لگا۔ قریب تھا کہ زمین پر گر پڑتا۔

فضمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسال علی من عرق الطیہ مثل ریح المسک [2]

تو آپ نے مجھے اپنے ساتھ لگا لیا۔ ایسے وقت میں آپ کی بغلوں کا مبارک پسینہ مجھ پر ٹپکا جس سے کستوری کی خوشبو آرہی تھی۔

مبارک بغلوں کا رنگ متغیر نہ تھا

امام حافظ محب الدین الطبریؒ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے بیان کرتے ہیں کہ آپ کی مبارک بغلوں کا رنگ جسم کے دوسرے حصص کے مطابق تھا۔

ان الابط من جمیع الناس

آپ کے علاوہ تمام لوگوں کی بغلوں کا

---

[1] ابن سعد، ۱ : ۴۲۱

[2] الخصائص الکبریٰ، ۱ : ۶۷

WWW.NAFSEISLAM.COM

متغیر اللون غیرہ صلی اللہ علیہ وسلم [1] | رنگ جسم سے الگ ہوتا ہے۔

بے بال بغلیں

مشہور مفسر قرآن امام قرطبیؒ اور امام اسنویؒ شیخ طبریؒ کی تائید کرتے ہوئے اس میں اضافہ کرتے ہیں:

انہ لاشعر علیہ [2] | آپ کی مبارک بغلیں بالوں سے مبرّا تھیں۔

امام جلال الدین سیوطیؒ نے بھی اس بات کی تصریح کی ہے۔

والبطہ ابیض غیر متغیر اللون ولا شعر علیہ [3] | آپؐ کی مبارک بغلیں نہایت سفید تھیں ان کا رنگ متغیر نہیں ہوتا تھا۔ اور نہ ہی ان پہ بال تھے۔

دیگر علماء کی رائے یہ ہے کہ آپ کی مبارک بغلیں بے بال نہ تھیں بلکہ ان پہ بال تھے۔ کیونکہ روایاتِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ آپؐ مبارک بغلوں سے بال لیتے تھے۔

حضرت ملاّ علی قاریؒ نے ان دونوں اقوال میں تطبیق دیتے ہوئے فرمایا کہ بال تھے مگر کثیر نہ تھے تو جن لوگوں نے نفی کی ہے ان کا مقصد کثرت کی نفی ہے [4]

البتہ اتنی بات ہر ایک کے نزدیک مسلم ہے کہ آپ کی مبارک بغلیں ہمیشہ خوشبودار رہتیں۔

---

[1] سبل الھدیٰ والرشاد، ۲: ۱۰۳ [3] انموزج اللبیب فی خصائص الحبیب، ۲۱۱

[2] سبل الھدیٰ، ۲: ۱۰۳ [4] جمع الوسائل، ۱: ۱۷

بازو مقدس

آپ کے مقدس بازو نہایت ہی خوبصورت اور موزونیت کے ساتھ طویل تھے۔ اور ان کی کلائیوں پر بال تھے۔

بازو لمبے تھے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عظیم الساعدین[1]	رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں بازو عظیم تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسط القصب[2]	حضور علیہ السلام کے بازو اور پنڈلیاں طویل تھیں۔

قصب، قصبہ کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہر پیٹ والی ہڈی ہے جس کے

---

[1] ابن سعد، ۱ : ۴۱۵

[2] سبل الہدیٰ، ۱ : ۱۰۰

NafseIslam
WWW.NAFSEISLAM.COM

اندر مغز ہو لیکن یہاں بازو اور پنڈلیاں مراد ہیں :

کعبۂ دین و ایماں کے دونوں ستون
ساعدینِ رسالت پہ لاکھوں سلام

بازو نہایت چمکدار تھے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کی نعت کہتے ہوئے یہ کلمات بھی کہا کرتے،

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبل الذراعین [۱]	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس بازو نہایت سفید تھے ۔

حافظ ابوبکر بن ابی خیثمہ رض آپ کے مقدس بازوں کے بارے میں لکھتے ہیں ۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبل العضدین و الذراعین طویل الزندین [۲]	حضور علیہ السلام کی دونوں مچھلیاں اور کلائیاں سفید تھیں ۔

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

کلائیوں پر بال تھے

جسم اطہر کے جن حصوں پر مبارک بال تھے ان میں سے آپ کی کلائیاں بھی ہیں :

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشعر الذراعین ۔ [۳]	رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس کلائیوں پر بال تھے ۔

---

۱ سبل الہدیٰ ، ۱ : ۱۰۰

۲ سبل الہدیٰ ، ۱ : ۱۰۰

۳ شمائل ترمذی ، باب ما جاء فی خلق رسول اللہ

بازو کی کلائیاں لمبی تھیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم شبيح الذراعين[1]

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلائیاں طویل تھیں۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم طويل الزندين[2]

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلائیاں لمبی تھیں۔

"زند" کے دو معنیٰ کئے گئے ہیں۔ علامہ زمخشری نے فائق میں کہا:

الزند ما انحسر عنه اللحم من الذراع

وہ مقام جہاں بازو کا گوشت ختم ہو جاتا ہے۔

اور "مغرب" میں اس کا معنی ان الفاظ میں بیان ہوا ہے۔

الزند هما طرفا عظم الساعدين[3]

بازو کی ہڈی کی دونوں اطراف مراد ہیں۔

جس کو بارِ دو عالم کی پروا نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

[1] الوفاء، ۲ : ۲۹۹

[2] الوفاء، ۲ : ۲۹۹

[3] جمع الوسائل، ۱ : ۴۱

دستِ اقدس

سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مبارک ہاتھ نہایت ہی خوبصورت تھے۔ ریشم سے بڑھ کر نرم اور بے حد خوشبودار تھے۔ جس شخص سے آپ مصافحہ فرماتے وہ دن بھر اپنے ہاتھوں سے خوشبو پاتا۔ جس بچے کے سر پر دستِ اقدس رکھ دیتے وہ خوشبو میں دوسروں سے ممتاز ہو جاتا۔

انہوں نے اللہ کی بیعت کی

قرآن میں آپ کے جن مبارک اعضاء کا ذکر ہے ان میں سے دستِ اقدس بھی ہے۔ اس سے بڑھ کر ان کی عظمت کیا ہو سکتی ہے کہ آپؐ کے مبارک ہاتھ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ قرار دیا۔ سنہ ۶ھ میں جب آپؐ عمرہ کے لیے تشریف لائے تو آپ نے حدیبیہ کے مقام پر رک کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اہلِ مکّہ سے گفتگو کے لیے روانہ فرمایا۔ ان کی واپسی میں تاخیر ہو گئی اور یہ مشہور ہو گیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کافروں نے شہید کر دیا ہے۔ اس پر صحابہ نے آپؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ اقدس پر بیعت کی۔ اس بیعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ اقدس پر بیعت قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا   جن لوگوں نے آپ کی بیعت کی انہوں

يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۔ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۔ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ [1]	نے یقیناً اللہ کی بیعت کی، ان کے ہاتھوں پہ اللہ کا ہاتھ ہے۔ جس نے اسے توڑا اس کے توڑنے کا وبال اس کے اوپر ہے اور جس نے اللہ کا وعدہ پورا کیا اسے وہ اجر عطا فرمائے گا

دستِ احمد عین دستِ ذوالجلال
آمدہ در بیعت و اندر قتال

یہ کنکریاں اللہ نے پھینکی ہیں

ایک غزوہ کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے کافروں کی طرف سنگریزے پھینکے جس سے سینکڑوں کافروں کی آنکھیں اور منہ بھر گیا۔ اس منظر کو قرآن یوں بیان کرتا ہے:

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى [2]	یہ کنکریاں تو نے نہیں پھینکی تھیں جبکہ تو نے پھینکیں یہ اللہ نے پھینکی تھیں۔

سنگریزہ می زند دستِ جناب
ومارمیت اذرمیت آید خطاب

ریشم سے بڑھ کر نرم ہاتھ

آپؐ کے مبارک ہاتھ نہایت ہی خوبصورت اور ریشم سے بھی زیادہ نرم تھے

---

[1] الفتح، ۴۸: ۱۰

[2] انفال، ۸: ۱۷

WWW.NAFSEISLAM.COM

۱۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

کانت کف رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الین من الحریر [1]	آپ کے مبارک ہاتھ ریشم سے بھی زیادہ نرم تھے۔

۲۔ آپ کے خادم خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ کے دستِ اقدس کی نرمی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ما مسست حریرًا ولا دیباجًا قط الین من کف رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم [2]	میں نے کسی حریر اور دیباج کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک سے نرم نہیں پایا۔

۳۔ حضرت مستورد بن شداد اپنے والد گرامی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

رائیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذت بیدہ فاذا ھی الین من الحریر [3]	میں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر مصافحہ کیا تو آپ کے مبارک ہاتھ ریشم سے بھی زیادہ نرم تھے۔

۴۔ حضرت مثنیٰ بن صالح اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں:

صافحت رسول اللہ صلی	خدا کی قسم میں نے آپ کے مبارک

---

[1] ابونعیم۔

[2] البخاری، کتاب المناقب۔

[3] الطبرانی۔ الخصائص الکبریٰ ۱: ۱۸۴

اللّٰہ علیہ وسلم فلم ارواللّٰہ	ہاتھ سے بڑھ کر کسی کے ہاتھ کو نرم
کفاالین من کفہ صلی اللّٰہ علیہ	نہیں پایا ۔
وآلہ وسلم [1]	

خوشبودار ہاتھ

آپؐ کے تمام جسم اطہر کی طرح ہاتھ مبارک ہمیشہ خوشبودار رہتے بلکہ جو شخص آپ کے ہاتھ کو مس کرتی اس سے بھی کافی دیر تک خوشبو آتی رہتی ۔

۱ - حضرت وائل بن حجر رضی اللّٰہ عنہ بیان کرتے ہیں :

لقد کنت اصافح النبی	میں جب بھی آپؐ کے ساتھ مصافحہ
صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم	کرتا تو میں اس کا اثر بعد ازاں
فاعرفہ بعد فی یدہ	اس طرح پاتا کہ میرے ہاتھ کستوری
فانہ اطیب رائحۃ من	سے بڑھ کر خوشبودار ہوتے ۔
المسک ۔ [2]	

بعض روایات میں ہے کہ میں تین دن بعد تک اپنے ہاتھوں کو خوشبودار پاتا [3]

۲ - حضرت جابر بن سمرہ رضی اللّٰہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ظہر کی نماز رسالتمآب صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی معیت میں ادا کی ۔ ادائیگی نماز کے بعد جب آپ مسجد سے باہر تشریف لائے تو میں بھی آپؐ کے ساتھ تھا ۔ حسب معمول مدینہ کے بچے

---

[1] سبل الھدیٰ ، ۲ : ۱۰۲

[2] سیدنا محمد رسول اللّٰہ ۱۹۰

[3] حجۃ اللّٰہ ، ۳۸ ۴

آپؐ کے سامنے آئے تو آپؐ نے ان میں سے ہر ایک کے رخسار پر اپنا دستِ مبارک پھیرا۔ میرے رخسار پر بھی آپؐ نے دستِ شفقت رکھا،

فوجدت بعده بردًا و	تو میں نے آپؐ کے دستِ اقدس
ریحًا کانما اخرجت من	کی ٹھنڈک محسوس کی۔ آپؐ کا ہاتھ
جؤنة عطار [1]	اس طرح خوشبودار تھا جیسے ابھی
	عطار کی ڈبیہ سے نکالا ہے۔

بچّوں کا امتیاز

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ آپؐ خوشبو لگاتے یا نہ لگاتے ہر حال میں آپؐ کے ہاتھ عطار کے ہاتھ کی طرح خوشبودار رہتے۔ آپؐ سے مصافحہ کرنے والا شخص تمام دن اپنے ہاتھوں کو خوشبودار پاتا۔ جس بچے کے سر پر آپؐ دستِ شفقت پھیرتے وہ بچوں میں آپؐ کے ہاتھوں کی خوشبو کی وجہ سے ممتاز ہو جاتا۔

وکان کفه کف عطار مسها	آپؐ کے مبارک ہاتھ عطار کے ہاتھوں
بطیب اولم یمسها یصافح	کی طرح خوشبودار رہتے خواہ آپؐ انہیں
المصافح فیظل یومه یجد	خوشبو لگائیں یا نہ لگائیں۔ آپؐ کیساتھ
ریحها ویضع یده علی	مصافحہ کرنیوالا شخص سارا دن اپنے
رأس الصبی فیعرف من	ہاتھوں میں خوشبو پاتا اور اگر کسی بچے
بین الصبیان بریحها [2]	کے سر پہ ہاتھ رکھ دیتے تو وہ خوشبو

---

[1] المسلم، کتاب الفضائل

[2] ابنِ عساکر، ۱ : ۲۳۷

کی وجہ سے دوسرے بچوں سے ممتاز ہو جاتا۔

ہاتھوں کی ٹھنڈک

آپؐ سے مصافحہ کا شرف پانے والا ہر شخص آپؐ کے مبارک ہاتھوں سے ٹھنڈک محسوس کرتا۔

حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں قیام پر فجر کی نماز مسجد خیف میں پڑھائی۔ جب سلام پھیرا تو آپ نے دیکھا کہ دو آدمی لوگوں کی صفوں سے دور الگ بیٹھے ہیں اور وہ جماعت میں شریک نہیں ہوئے۔ آپؐ نے ان کو بلایا اور فرمایا کیا وجہ ہے تم جماعت میں شریک نہیں ہوئے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اپنے خیموں میں نماز پڑھ کر آئے تھے۔ اس لیے ہم جماعت میں شریک نہ ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا: اگر ایسا معاملہ ہو کہ ایک فرض نماز ادا کر چکا ہے اور پھر اس کے سامنے جماعت ہوئی ہے تو جماعت میں شریک ہو جانا چاہیے اور یہ نماز اس کے لیے نفل ہو جائے گی۔ ان دونوں میں سے ایک نے عرض کیا یا رسول اللہ میری بخشش کے لیے دعا فرمائیے۔ آپؐ نے دعا فرمائی۔ اس کے بعد کا منظر ملاحظہ ہو!

WWW.NAFSEISLAM.COM

ونهض الناس الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ونهضت بهم وانا يومئذٍ اشب الرجال و اجلده فما زلت ازحم الناس حتى وصلت الى	لوگ ملاقات کے لیے آپؐ کی طرف بڑھے۔ میں بھی ان کے ساتھ (لائن) میں کھڑا ہو گیا۔ ان دنوں میں نوجوان تھا۔ اس لیے لوگوں کو ایک طرف کرتے کرتے میں محبوبؐ خدا کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے آپ کا دستِ

رسول الله فاخذت بيده فوضعتها على وجهي وصدري فما وجدت شيئاً اطيب ولا ابرد من يد رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ [1]

اقدس پکڑ کر اپنے چہرے اور سینے پر رکھا۔ میں نے آج تک آپؐ کے دستِ اقدس سے بڑھ کر کوئی شے خوشبودار اور ٹھنڈی نہیں دیکھی۔

ابوداؤد میں روایت کے الفاظ ہیں:

ثم ثار الناس یاخذون بیده یمسحون بها وجوههم فاخذت بیده فمسحت بها وجهي فوجدتها ابرد من الثلج و اطیب ریحا من المسك [2]

پھر ہر ایک نے آپؐ کے دستِ اقدس کو اپنے چہرے پر لگانا شروع کیا میں نے بھی آپؐ کے دستِ اقدس کو اپنے چہرے کے ساتھ لگایا تو میں نے آپؐ کے دستِ اقدس کو برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے بڑھ کر خوشبودار پایا۔

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوپہر کے وقت مقام بطحٰی کی طرف تشریف لے گئے۔ وہاں آپؐ نے وضو فرمایا ظہر کی نماز ادا کی۔ اس کے بعد کیفیت یہ تھی:

ثم قام الناس فجعلوا یاخذون یده فیمسحون بها وجوههم فاخذت

نماز کے بعد تمام نے آپؐ کے ساتھ مصافحہ کرنا شروع کر دیا۔ ہر کوئی آپؐ کا دستِ اقدس پکڑ کر محبت و ادب

---

[1] شمائل الرسول ص۲۴

[2] ابوداؤد، البخاری، کتاب المناقب

یدہ فوضعتها علی وجهی فاذا هی ابرد من الثلج و اطیب ریحًا من المسك [1]

سے اپنے چہرے پر پھیرتا۔ میں نے بھی آپ کا دستِ اقدس لے کر اپنے چہرہ پر پھیرا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

حضرت عبداللہ بن ہلال انصاری رضی اللہ عنہ اپنے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے والدِ گرامی نے سیدِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ مبارکہ میں حاضر کیا اور دعا کے لیے عرض کیا۔ آپ نے دعا فرمائی اور شفقت فرماتے ہوئے میرے سر پہ اپنا دستِ اقدس پھیرا۔

فما انسیٰ وضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یدہ علی رأسی حتی وجدت بردها [2]

سر پہ آپؐ کے دستِ اقدس رکھنے سے جو حلاوت و ٹھنڈک مجھے حاصل ہوئی وہ مجھے کبھی نہیں بھولتی۔

حضرت مسعود بن شداد اپنے والدِ گرامی سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مصافحہ کیا:

فاذا هی الین من الحریر و ابرد من الثلج [3]

آپؐ کے مبارک ہاتھ ریشم سے زیادہ نرم اور برف سے بڑھ کر ٹھنڈے تھے۔

مسند احمد میں ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

---

[1] البخاری، باب صفۃ النبی

[2] الطبرانی، سیدنا محمد رسول اللہ: ۳۷۸

[3] سبل الهدیٰ، ۲: ۱۰۲

میں ایک دفعہ مکہ شریف میں بیمار ہوا۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میری عیادت کے لیے میرے گھر تشریف لائے۔ آپؐ نے اپنا دستِ اقدس میری پیشانی پر رکھا نیز میرے سینے اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا۔ اس کے بعد کیفیت یہ ہے

فمازلت یخیل الی انی اجد
بردیدہ علی کبدی حتی
الساعۃ [1]

میں آج بھی آپؐ کے دستِ اقدس
کی ٹھنڈک اور خنکی اپنے سینے میں
محسوس کرتا ہوں۔

صحابہ اور دستِ اقدس کا بوسہ

سابقہ تمام احادیث میں آپ نے پڑھا کہ صحابہ آپؐ کے دستِ اقدس کو پکڑ کر اپنے چہرے اور سینے پر پھیرتے اور برکتیں اور لازوال رحمتیں حاصل کرتے۔ درج ذیل احادیث میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ صحابہ آپؐ کے دستِ اقدس کو چومنے کی سعادت بھی حاصل کرتے تھے۔

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اپنے کریم آقا کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ صحابہ آپ کی مجلس میں اس طرح بیٹھے ہیں جس طرح ان کے سروں پر پرندے ہیں۔ میں بھی سلام عرض کر کے بیٹھ گیا۔

فلما قاموا من عندہ
جعلوا یقبلون یدہ
فضممت یدہ فاذا ھی
اطیب من المسک [2]

جب صحابہ مجلس سے جانے کے لیے
اجازت چاہنے لگے تو ان تمام نے
آپؐ کے دستِ اقدس کا بوسہ لیا
میں نے بھی آپؐ کا دستِ مبارک اپنے

---

[1] مسند احمد، ۴: ۱۶۱ [2] ابنِ خزیمہ، حاکم

سینے سے لگایا تو وہ کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

حضرت کعب بن مالک غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ چالیس دن تک ان کی تربیت کے لیے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا۔ جب ان کی توبہ کے بارے میں آیات نازل ہوئیں تو بھاگتے ہوئے آپؐ کی خدمتِ اقدس میں آئے۔

فاخذ بیدہ فقبلها — آپ کے دستِ اقدس پکڑ کر بوسے لینے شروع کر دیئے۔

ہاتھوں کی ہتھیلیاں پُرگوشت تھیں

سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ کے دستِ اقدس کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ششن الكفين[1] — آپ کی ہتھیلیاں پُرگوشت تھیں۔

سیدنا ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ضخم الكفين[2] — آپ کے مبارک ہاتھ موزونیت کے ساتھ بڑے تھے۔

---

[1] شمائل ترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ

[2] ابن عساکر، ۱ : ۳۲۰

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہتھیلیاں کشادہ تھیں

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسط الکفین[1]

آپ کی ہتھیلیاں خوبصورتی کے ساتھ کشادہ تھیں۔

۲۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحب الراحۃ[2]

آپ کے مبارک ہاتھ واسع

انگلیاں لمبی تھیں

مبارک ہاتھوں کی انگلیاں کوتاہ نہیں تھیں بلکہ لمبی تھیں اس لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سائل الاطراف[3]

آپ کی انگلیاں نہایت ہی خوبصورت اور لمبی تھیں۔

سائل کا معنی بیان کرتے ہوئے شیخ محمد بن یوسف الصالحیؒ فرماتے ہیں:

یعنی انہا طوال لیست بمعقدۃ ولا منقبضۃ[4]

یعنی آپ کی انگلیاں لمبی تھیں نہ وہ کوتاہ تھیں اور نہ ہی خمیدہ۔

---

[1] البخاری

[2] شمائل ترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ

[3] شمائل ترمذی " " "

[4] سبل الھدیٰ ۲ : ۱۰۵

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

چاندی کی ڈلیاں

حافظ ابوبکر بن ابی خیثمہؒ آپ کے مبارک بازو اور کلائیوں کا ذکر کرنے کے بعد بیان کرتے ہیں

کان اصابعہ قضبان الفضۃ — آپ کی انگلیاں ایسے تھیں جیسے چاندی کی خوبصورت ڈلیاں ہوں۔ [1]

رحمت کی ندیاں

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم تین سو کی تعداد میں مقام زوراء پر تھے۔ وضو کرنے اور پینے کے لیے پانی نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک برتن پیش کیا گیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا آپ نے اپنا دستِ اقدس اس برتن میں رکھا۔

فجعل الماء ینبع من بین اصابعہ فتوضأ القوم [2] — تو آپ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے اُبلنے شروع ہو گئے جس سے تمام لوگوں نے وضو کیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ایک سفر میں رحمتِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے دورانِ سفر پانی ختم ہو گیا۔ آپ کو اطلاع دی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ اگر کسی کے پاس کچھ پانی موجود ہے تو لے آؤ خواہ وہ کم ہی کیوں نہ ہو۔

---

[1] سبل الھدیٰ ۲: ۱۰۰

[2] البخاری، کتاب المناقب

WWW.NAFSEISLAM.COM

آپ کی خدمتِ اقدس میں چھوٹے سے برتن میں تھوڑا سا پانی پیش کیا گیا۔

فادخل یدہ فی الاناء ثم قال حی علی الطھور المبارک والبرکۃ من اللہ ولقد رأیت الماء ینبع من بین اصابع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [1]	آپ نے اس پانی میں دستِ اقدس رکھ کر فرمایا۔ آؤ وضو کرو، پیو۔ یہ برکت والا پانی اللہ کی طرف سے ہے۔ اور میں نے دیکھا آپ کی مبارک انگلیوں میں سے پانی کے چشمے اُبل رہے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ایک سفر کا حسین منظر بیان کرتے ہیں کہ ۶ھ میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عمرہ کے ارادے سے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ مقامِ حدیبیہ پر قافلے نے پڑاؤ کیا۔ آدمیوں کی کثرت کی وجہ سے حدیبیہ کا کنواں خشک ہوگیا۔ قافلہ کے شرکاء پانی دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے نہایت پریشان ہوئے۔ آپ کو اطلاع دی گئی۔ اس وقت آپ کے پاس لوٹے کے برابر برتن میں پانی موجود تھا۔

فوضع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الاناء فجعل الماء یفور بین اصابعہ کامثال العیون قال فشربنا وتوضأنا [2]	آپ نے اپنا دستِ اقدس اس برتن میں رکھ دیا تو آپ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے۔ ہم سب نے اس سے پانی پیا اور وضو کیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا اس وقت آپ کتنے افراد تھے تو انہوں نے فرمایا کہ اتفاقاً پندرہ صد تھے۔ اگر وہاں ایک لاکھ آدمی بھی ہوتے تب بھی

[1] البخاری، کتاب المناقب   [2] البخاری، کتاب المناقب

پانی کم نہ ہوتا۔

مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری اس منظر کو یوں بیان کرتے ہیں:

انگلیاں ہیں فیض پر، ٹوٹے پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ!

تیری اُنگلی اُٹھ گئی

کفارِ مکہ آپ کو (معاذ اللہ) جادوگر کہتے تھے۔ جب انہیں علم ہوا کہ جادو کا اثر اجرام فلکی پر نہیں ہو سکتا تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آگئے اور نبوت پر نشانی طلب کی۔ آپ نے فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟ ابوجہل نے کہا۔ اگر تم چاند کے دو ٹکڑے کر دو تو ہم آپ کو نبی تسلیم کر لیں گے۔

فأشار النبي صلى الله عليه و آله وسلم بسبابته الى القمر فانشق القمر [1]	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبارک انگلی سے چاند کی طرف اشارہ کیا تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا اُلٹے قدم
تیری انگلی اُٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا

WWW.NAFSEISLAM.COM

چاند جُھک جاتا جدھر۔۔۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ جب آپ بچپن میں جھولے میں تھے تو میں نے

---

[1] البدایہ، ۶: ۷۷

ایک ایسی بات دیکھی تھی جو آپ کی نبوت پر دلالت کرتی تھی۔ آپ نے فرمایا: اے چچا محترم! وہ کیا بات تھی؟ اسے بیان کیجئے؟ میں نے عرض کیا:

رأیتك فی المھد تناغی القمر و تشیر الیه باصبعك فحیث اشرت الیه مال۔	آپ گہوارے میں لیٹے ہوئے چاند سے باتیں کر رہے تھے۔ آپ کی انگلی جس طرف حرکت کرتی چاند اسی طرف جھک جاتا۔

اس پر آپ نے فرمایا: چچا!

کنت احدثه و یحدثنی و یلھینی عن البکاء [1]	میں اس سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھ سے اور وہ مجھے رونے سے بہلاتا تھا۔

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

سب سے سخی ہاتھ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی سخاوت کا بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اجود الناس کفاً [2]	محبوبِ خدا کا دستِ مبارک سب سے زیادہ سخی تھا۔

واقعۃً اس کائنات ہست و بود میں آپ سے بڑھ کر کوئی سخی نہیں۔ آپ نے

---

[1] انوار المحمدیہ: ۴۶ [2] ابن سعد، ۱: ۱۲۴

WWW.NAFSEISLAM.COM

اللہ کی مخلوق فقراء، مساکین، بیوگان اور محتاجوں پر جس طرح خرچ فرمایا' اس کی مثال نہیں بلکہ آپ کی ہی واحد ہستی ہے جس کی زبان پہ کسی سائل کے سوال پہ لا (نہیں) کبھی نہیں آیا۔

واہ کیا جود و کرم ہے!

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی سخاوت کا تذکرہ یوں کرتے ہیں۔

ماسئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قط فقال لا۔ [1]	کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے مانگا ہو تو آپ نے انکار فرمایا ہو۔

اس حدیث کا ترجمہ مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری نے یوں کیا ہے۔

واہ کیا جُود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
نہیں سُنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

حاجت مند اور قرض

آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی وقت پاس کچھ نہ ہوتا تو کسی سے قرض لے کر حاجت مند کی ضرورت کو پُورا فرما دیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آپ کی خدمتِ اقدس میں آیا اور اس نے سوال کیا۔ آپ نے اُسے فرمایا:

ماعندی شیئ ولکن ابتع علیّ فاذا جاءنی شئی قضیتہ	اس وقت کوئی شی موجود نہیں جا فلاں سے میرے نام پر وہ شی بطور قرض خرید لے، میرے پاس جیسے ہی رقم آئی میں ادا کر دوں گا۔

---

[1] المسلم، باب سخاء النبی

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کیوں تکلیف اٹھاتے ہیں آپ کو اللہ تعالٰے نے اس کا مکلف نہیں بنایا کہ آپ قرض لے کر لوگوں کی ضروریات پوری فرمائیں۔ یہ بات آپ پر نہایت شاق گزری۔ ایک انصاری صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مخلوقِ خدا پر خوب خرچ فرمائیں اور صاحبِ عرش (اللہ) سے قلت و کمی کا خوف نہ کریں۔

فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعرف فی وجھہ البشر ثم قال صلی اللہ علیہ وسلم بھذا امرت۔ [1]	اس پر آپ نے تبسم فرمایا اور آپ کے چہرۂ اقدس خوشی سے چمک اٹھا اور فرمایا: "مجھے اللہ نے اسی بات کا حکم دیا ہے۔"

سیکرٹری مال کا بیان

محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام مالی معاملات کی ذمہ داری حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی ہوئی تھی۔ ایک مقام پر اسی ذمہ داری کا ذکر حضرت بلال نے یوں کیا ہے:۔

انا المتولی امر مالہ صلی اللہ علیہ وسلم منذ بعثہ اللہ تعالٰی حتی توفی۔ [2]	اعلانِ نبوت سے لے کر وصال تک آپ کے تمام مالی امور کا انچارج میں تھا۔

حضرت عبد اللہ ہوزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت بلال سے مل کر پوچھا

---

[1] الترمذی، اخلاق النبی، ذکر جود النبی [2] سیدنا محمد رسول اللہ۔ ۱۸۳

کہ حضور علیہ السلام کے اخراجات اور دیگر مالی معاملات سے مجھے آگاہ کیجیے تو انہوں نے آپ کے مبارک احوال سے آگاہ کرتے ہوئے بیان کیا کہ جب آپ کے پاس کچھ نہ ہوتا، اس کے باوجود بھی آپ کا معمول تھا۔

اذا اتاہ الانسان مسلماً	کہ آپ جب بھی کسی مسلمان کو حالتِ
فراہ عاریًا یامرنی فانطلق	فاقہ میں ننگا یا بھوکا دیکھتے تو مجھے
فاستقرض فاشتری	حکم دیتے کہ فی الفور قرض لے کر ان
لہ البردۃ فاکسوہ واطعمہ	کے لیے کھانا اور کپڑے خرید کر ان کو

دے لہٰذا میں فی الفور اس پر عمل کیا کرتا۔

یہ منصب اُن کو کیوں دیا گیا؟

حضرت بلال کو یہ منصب عطا کرنے کی متعدد حکمتیں تھیں لیکن ان میں سے ایک کا ذکر ضروری ہے۔ اور وہ یہ، تاکہ آپ کے تمام مالی معاملات سے غلام آگاہ رہیں۔ کہیں ان کے ذہن میں یہ نہ آئے کہ شاید ہمارے آقا ظاہری حیات بڑے ہی آرام میں بسر کر رہے ہیں اور ہم بھوک اور فاقہ کی حالت میں رہ رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے گھر کی ہر شے کو اصحابِ صُفّہ اپنی تصوّر کرتے تھے اور ان پہ اسی وقت بھوک و فاقہ آتا جب آپ کے ہاں کچھ نہ ہوتا اور ہونے کی صورت میں پہلے انہیں کھلاتے اور پھر خود کھاتے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے

کوئی یہ نہ سمجھے کہ آپ کا یہ کرم و سخاوت صرف مسلمانوں تک محدود تھا بلکہ اللہ کی تمام مخلوق اس سے مستفید ہوتی حتیٰ کہ کافر دشمنِ اسلام بھی اگر سائل بن کر آ جاتے

تو اُن کی حاجت سے بڑھ کر عطا فرماتے ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ خدمت میں صفوان بن امیہ نے سوال کیا تو آپ نے اسے دو پہاڑوں کے درمیان جتنی بکریاں تھیں اسے دیدیں۔ وہ واپس اپنی قوم کے پاس گیا اور کہنے لگا اے میری قوم مسلمان ہو جاؤ، محمد اتنا عطا کرتے ہیں کہ انہیں اپنے فقر کی فکر ہی نہیں۔ حضرت سعید بن مسیب صفوان بن امیہ کے الفاظ نقل کرتے ہیں ۔

لقد اعطانی رسول اللہ صلی	مجھے حضور علیہ السلام نے خوب عطا فرمایا
اللہ علیہ وسلم ما اعطانی	آپ کی ذات مجھے نہایت ہی ناپسند
و انہ لا بغض الناس الی فما	تھی مگر آپ نے مجھے اتنا عطا فرمایا
برح یعطینی انہ لاحب	کہ مجھے آپ تمام لوگوں سے محبوب
الناس الی [1]	ہوگئے ۔

کسی نے کیا سچ کہا ہے

یہ دربارِ محمدؐ ہے یہاں اپنوں کا کیا کہنا
یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے

ہاتھ کا پانی میں ڈبونا

اہلِ مدینہ کا طریقہ تھا کہ اپنے اپنے بچوں کو پانی دے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بھیجتے تاکہ آپ کے دم شدہ پانی سے برکت حاصل کریں۔ لہٰذا ہر نماز خصوصاً فجر کی نماز کے بعد بچے برتنوں میں پانی لے کر مسجد سے باہر کھڑے رہتے ۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہونے کے بعد جب مسجدِ نبوی سے باہر

---

[1] سیدنا محمد رسول اللہ : ۱۸۱ بحوالہ ترمذی

تشریف لاتے تو آپ ان بچوں پر شفقت کرتے۔ ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے اور پانی دم فرماتے۔ بعض اوقات پانی کے برتن میں ہاتھ بھی ڈبو دیتے حالانکہ کبھی کبھی شدید سردی ہوتی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ اس پیارے منظر کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی الغداۃ جاء خدم المدینۃ بآنیتھم فیھا الماء فما یاتونہ باناء الا غمس فیہ یدہ فربما جاءوہ فی الغداۃ الباردۃ فادخل یدہ فیھا۔ [1]	جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز فجر کے بعد مسجد نبوی سے باہر تشریف لاتے تو مدینہ کے بچے برتنوں میں پانی اٹھائے ہوئے آجاتے آپ ہر ایک کے برتن میں اپنا دست اقدس ڈبوتے حالانکہ بعض اوقات شدید سرد موسم ہوتا۔

بچوں پر خصوصی شفقتیں

رحمت دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک پر شفقت فرماتے مگر بچوں پر آپ کی شفقتیں دوسروں سے بڑھ کر تھیں۔ بچوں کے پاس سے گزرتے تو سلام فرماتے۔ نیا پھل آتا تو مجلس میں موجود بچوں کو عنایت فرماتے۔ جب آپ سفر سے واپس تشریف لاتے تو استقبال کے لیے آنے والے بچوں کو اپنے ساتھ فرما لیتے۔ بعض اوقات بچے آپ کا دامن پکڑ لیتے، جب تک نہ چھوڑتے آپ کھڑے رہتے۔ بچوں کو گود کے علاوہ کاندھے پر بھی اٹھا لیتے۔ ان کے سر اور چہرے پر ہاتھ پھیرنا آپ کا معمول تھا۔ آپ کی انہی شفقتوں کا تذکرہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ میں کیا ہے

---

[1] المسلم، سیدنا محمد رسول اللہ، ۱۳۳

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ارحم الناس بالصبيان

اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم بچوں پر سب سے زیادہ شفقت فرمانے والے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ بچوں کو ایک لائن میں کھڑا کر کے فرماتے میری طرف دوڑ کر آؤ جو پہلے مجھے ہاتھ لگائے گا اسے یہ انعام ملے گا بچے آپ کی طرف دوڑتے ہوئے آتے:

فيقعون على ظهره وصدره فيقبلهم ويلتزمهم

کوئی آپ کے سینے پر اور کوئی آپ کی پشت پر گرتا آپ انہیں گلے لگا کر چومتے۔

دستِ اقدس کی برکات

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس کی برکات کا احاطہ دشوار ہے کیونکہ آپ نے جہاں اور جس پر دستِ اقدس رکھا اس کے ثمرات وہاں ضرور مرتب ہوئے۔ کسی کو ان کی برکت سے حافظہ ملا، کسی کو انشراحِ صدر۔ بیمار کو بیماری سے شفا مل جاتی۔ جن چہروں اور سروں پر دستِ شفقت رکھا ان کے چہرے ہمیشہ تر و تازہ اور سر کے بال کبھی سفید نہ ہوئے۔ اگر کسی کو سینے پر رکھنے کا موقعہ ملا تو وہ سینہ علوم و معارف کا خزینہ قرار پایا۔ اگر دستِ اقدس کسی چھڑی کو لگ گیا تو وہ روشن ہو گئی۔ میدانِ کارزار میں غلاموں کے پاس تلواریں نہ ہوتیں تو وہ کھجور کی شاخیں لے کر حاضر ہوتے۔ آپ کے ہاتھ کی برکت سے وہ تلوار بن جاتی۔ ان برکات میں سے چند کا ذکر کرتے ہیں

شرحِ صدر کی دولت

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے آقا علیہ السلام نے یمن میں گورنر

اخلاق النبی و آدابہ، ذکر تواضعہ

مجمع الزوائد ۹ : ۱۷

WWW.RAFSEISLAM.COM

بنا کر بھیجنا چاہا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے تو تجربہ نہیں۔ میں پیش آنے والے مقدمات و معاملات کو کس طرح نپٹاؤں گا۔ آپ نے میری گذارش سُنی:

فضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم بیدہ فی صدری و قال اللّٰھُمَّ اھد قلبہ وثبت لسانہ۔	آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مبارک رکھ کر یہ دعا کی اے اللہ اس کے دل کی رہنمائی فرما اور اس کی زبان کو محفوظ فرما۔

اس کے بعد سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی کیفیت کیا تھی؟ ان کی زبانی سُنیے

فوالذی خلق الحبۃ فما شککت فی قضاء بین الاثنین [1]	قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے مخلوق کو پیدا کیا، مجھے پوری زندگی کبھی کسی مقدمہ کا فیصلہ کرتے وقت شبہ نہ ہوا۔

قوّتِ حافظہ کا حصول

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ کو حفظ کیا کرتا تھا مگر حافظہ ساتھ نہ دیتا۔ جو یاد کرتا بھول جاتا اس پریشانی کا ذکر میں نے رحمتِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کیا تو آپ نے مجھے چادر اتار کر زمین پر بچھانے کا حکم دیا۔ میں نے آپ کے حکم کے مطابق چادر زمین پر بچھا دی۔

---

[1] ابن ماجہ، ۲ : ۱۶۸

WWW.NAFSEISLAM.COM نفس اسلام

فغرف بیدہ فیہ ثم قال ضمہ فضممتہ فما نسیت شیئاً بعد [1]

آپ نے دونوں ہاتھوں سے چلو بھر کر اس چادر میں رکھا اور فرمایا اسے اپنے سینے کے ساتھ لگا لے۔ میں نے ایسے ہی کیا۔ اس کے بعد مجھے کبھی کوئی شے نہیں بھولی۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ اپنے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے قرآن مجید یاد نہیں رہتا۔ آپ نے فرمایا اس کا سبب ایک شیطان ہے جس کو "خنزب" کہتے ہیں۔ پھر مجھے قریب ہونے کا حکم دیا۔ میں قریب ہوا تو :

"آپ نے اپنا دست اقدس میرے سینے پر رکھا۔ میں نے اس کا فیض ٹھنڈک کی صورت میں اپنے دونوں شانوں کے درمیان محسوس کیا۔ اس کے بعد جو کچھ بھی میں سنتا وہ مجھے یاد ہو جاتا۔ [2]

دِل کی دُنیا بدل گئی

مؤذن رسول حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ اپنے اسلام لانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جنگ حنین سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ ایک مقام پر آپ نے لشکر کو پڑاؤ کا حکم دیا میں بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس مقام کے قریب تھا۔ نماز کا وقت ہونے پر لشکرِ اسلام میں سے ایک صحابی نے اذان دینا شروع کی۔ ہم نے اذان کی نقل اتارنا شروع کی۔ ہماری آواز آپ تک پہنچ گئی۔ آپ نے

---

[1] البخاری، باب حفظ العلم [2] الخصائص الکبریٰ، ۲ : ۱۵

ہمیں اپنے پاس بلا کر پوچھا نقل کون اتارتا تھا ؟ ساتھیوں نے میری طرف اشارہ کیا کیونکہ میں اس بدتمیزی میں ان سب میں پیش پیش تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا اے ابو محذورہ،

قم فاذن! کھڑے ہو جاؤ اور اذان دو!

جب میں کھڑا ہوا تو میرے دل میں حضور سے شدید نفرت تھی اور جس بات کا مجھے حکم دیا گیا تھا اس سے بڑھ کر مجھے کوئی ناپسندیدہ بات نہ تھی لیکن میں خوف کے مارے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا جو الفاظ میں کہلواؤں تم وہی دہراتے جاؤ۔ جب میں اذان کہہ چکا تو آپ نے مجھے قریب ہونے کا حکم دیا۔ ایک تھیلی عطا فرمائی جس میں کچھ چاندی تھی۔

ثم وضع یدہ علی ناصیتی ثم امر علی وجھی مرتین ثم بلغت ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرتی ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارک اللہ فیک۔

پھر آپ نے دستِ اقدس میری پیشانی منہ اور سینے پر رکھا۔ حتیٰ کہ آپ کا مبارک ہاتھ میری ناف تک پہنچا۔ پھر یہ دعا فرمائی، اللہ تجھ پر برکتیں نازل فرمائے۔

بس آپ کے دستِ اقدس کے پھیرنے کی دیر تھی میرے دل کی دنیا بدل گئی۔

ذھب کل شیئ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کراھیۃ و عاد ذلک کلہ محبۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔[1]

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جو نفرت تھی وہ ختم ہو گئی بلکہ وہ تمام کی تمام محبت کے رنگ میں بدل گئی۔

---

[1] النسائی - ابن ماجہ، باب الترجیع فی الاذان

میں نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے مکّہ معظمہ میں مؤذن مقرر فرما دیجیے۔ چنانچہ آپ نے مکہ کے گورنر حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج کر وہاں کا مؤذن مقرر کر دیا۔ پھر کئی پشتوں تک آپ کی اولاد ہی مکہ کی مؤذن رہی۔

دِل حُبِّ نبی کا گہوارہ بن گیا

حضرت فضالہ بن عمیر رضی اللہ عنہ دامنِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستہ ہونے کا پس منظر یوں بیان کرتے ہیں کہ میں بظاہر مسلمان بن کر طواف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ شریک ہوگیا۔ دل میں خیال تھا کہ دورانِ طواف موقع پاکر آپ کو شہید کر دوں گا۔ دورانِ طواف اسی خیال سے جب میں آپ کے قریب ہوا تو آپ نے فرمایا تیرا نام فضالہ ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ۔ آپ نے فرمایا: تیرے دل میں کیا خیال ہے؟ میں نے عرض کیا کچھ نہیں۔ میں دل میں اللہ کی یاد کر رہا ہوں۔ میری بات سُن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرماتے ہوئے کہا:

استغفر اللہ! اس جھوٹ پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو۔

پھر آپ نے میرے سینہ پر اپنا دستِ اقدس رکھ دیا۔ اس کے بعد میرے دل کی کایا پلٹ گئی۔ اب میرا دل بغضِ نبی سے پاک ہو کر حُبِّ نبی کا گہوارہ بن گیا ــــ ان کے اپنے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

واللہ ما رفع یدہ عن صدری حتی ما من خلق اللہ شیئ احب الیّ منہ [1]	اللہ کی قسم آپ کے ہاتھ اٹھانے سے پہلے مجھے آپ تمام مخلوقِ خدا سے محبوب ہو چکے تھے۔

[1] (الاصابہ، ۳: ۲۰۱)

چہرے کا آئینے کی مانند ہونا

جس صحابی کے چہرے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دستِ اقدس پھیرا اس کا چہرہ دیگر لوگوں سے خوبصورت اور تر وتازہ ہو جاتا۔ حضرت ابو العلاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قتادہ بن ملحان کے چہرے پر دستِ اقدس پھیرا تو ان کے چہرہ میں اتنی چمک پیدا ہوگئی کہ اس میں اشیاء کا عکس اس طرح دکھائی دیتا جس طرح کسی آئینے میں دکھائی دیتا ہے۔

فکان بوجهه بریق حتی	ان کا چہرہ اس طرح چمکدار
کان ینظر فی وجهه کما	اور شفاف ہوگیا کہ اس سے آئینے
ینظر فی المراٰة [1]	کی طرح اشیاء کا عکس دیکھا جاسکتا تھا۔

حضرت علاء بن عمیر کا بیان ہے کہ میں قتادہ بن ملحان کے پاس بیٹھا ہوا تھا ان سے کافی دور ایک شخص کا گزر ہوا۔

فا بصرته فی وجه قتادہ [2]	میں نے اس کا عکس قتادہ کے چہرے پر دیکھا۔

امام ابن شاہین نے حضرت حیان بن عمیر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ میں حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ کے وصال کے موقعہ پر وہاں موجود تھا۔

فمرت امراٰة فرایتها فی	ان کی بیوی ان کے پاس سے گزری

---

[1] الشفاء، ۱ : ۲۲۰

[2] سیدنا محمد رسول اللہ، ۳۸۲ بحوالہ مسند احمد و مجمع الزوائد

وجهه کما اراها فی المرآة [1]	میں نے اس کا عکس آپ کے چہرہ میں اس طرح دیکھا جس طرح آئینے میں دیکھتا ہوں۔

ابنِ عساکر اور مدائنی نے اپنی اپنی سند کے ساتھ حضرت اسید ابن ابی یاس رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کیا ہے کہ ان کے چہرے پر جب سے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دستِ اقدس پھیرا تھا ان کا چہرہ اتنا روشن اور پُر نور ہو گیا تھا

فکان اسید یدخل البیت المظلم فیضئی [1]	اگر وہ کسی تاریک گھر میں داخل ہوتے تو ان کے چہرے کے نور سے وہ گھر روشن ہو جاتا۔

تر و تازہ چہرہ

انسان کے چہرے پر عمر کے حساب سے تغیرات آتے ہیں۔ جب انسان بوڑھا ہو جاتا ہے تو اس کے چہرے کا وہ حسن و جمال باقی نہیں رہتا جو عالمِ شباب میں ہوتا ہے۔ لیکن وہ صحابہ جنکے چہرے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دستِ شفقت پھیرا ان کا چہرہ تمام عمر اسی طرح تر و تازہ رہا جس طرح اس وقت تھا۔ مشہور صحابی حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

---

[1] سیدنا محمد الرسول اللہ، ۳۸۳

[2] حجۃ اللہ: ۸۳۸

WWW.NAFSEISLAM.COM

فمسح النبی وجھہ فما	حضور علیہ السلام نے ان کے چہرے
زال وجھہ جدیداً حتی	پر دست اقدس پھیرا جس کی برکت
مات [1]	سے ان کا چہرہ موت تک تر و تازہ رہا۔

حضرت ابو زید عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سر اور داڑھی پر اپنا دست مبارک پھیرا اور دعا فرمائی کہ اے اللہ اسے زینت بخش۔ ان کی عمر ایک سو سال سے زائد ہوئی مگر نہ تو ان کی داڑھی سفید ہوئی اور نہ ہی ان کے چہرے پر ایک ذرا سا بھی شکن پڑا۔ بلکہ نوجوانوں کی طرح چہرہ صاف اور روشن رہا[2]

سر کے بالوں کا سفید رہنا

حضرت مدلوک فرازی رضی اللہ عنہ کا سر سفید ہو گیا مگر کچھ حصہ سیاہ ہی رہا۔ لوگوں نے آپ سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے فرمایا جب میں دامنِ رسول سے وابستہ ہوا تو آپ نے میرے لیے دعائے برکت فرمائی اور میرے سر پر اپنا دستِ رحمت پھیرا۔ سر کا وہ حصہ جسے آپ کے ہاتھ نے مس کیا وہ سفید نہیں ہوا بلکہ سیاہ رہا۔ [3]

حضرت عطاء سے مروی ہے کہ میں نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کو اس حال میں دیکھا کہ ان کی ریش مبارک سفید ہے مگر تمام سر کے بال سیاہ۔ میں نے

---

[1] الخصائص ۱/۲۸۴

[2] البدایہ، ۶ : ۱۶۶

[3] البرہان، ۲۹۷ بحوالہ الاصابہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

ان سے پوچھا کیا وجہ ہے آپ کا سر سفید نہیں ہوا؟ وہ کہنے لگے میرا سر کبھی بھی سفید نہیں ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں ایک دن بچپن میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا۔

فسلم فرددت علیہ السلام فدعانی فقال ما اسمک؟ فقلت السائب بن یزید فوضع یدہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی رأسی وقال بارک اللہ فیک فلا یبیض موضع ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [۱]

آپ نے سلام فرمایا۔ میں نے آپ کے سلام کا جواب عرض کیا۔ اس پر آپ نے مجھے طلب فرمایا اور نام پوچھا۔ میں نے نام سائب بن یزید بتایا۔ آپ نے اپنا دستِ اقدس میرے سر پہ رکھ کر دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ تجھے برکت عطا فرمائے۔ پس وہ مقام جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ لگا تھا وہ کبھی سفید نہیں ہوسکتا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۱ سیدنا محمد رسول اللہ، ۳،۷۷ بحوالہ الطبرانی

سینۂ اقدس

آپ کا سینۂ اقدس کشادہ اور فراخ تھا۔ شکم اقدس کے برابر اور اعتدال کے ساتھ چوڑا تھا۔ اس طرح برابر تھا کہ اس کا کوئی حصہ بھی دوسرے سے بڑھا ہوا نہیں تھا۔ سینۂ اقدس سے ایک بالوں کی خوبصورت لکیر ناف تک تھی اس کے علاوہ آپ کا سینہ اور بطن بالوں سے خالی تھا۔ اپنی چمک ودمک میں چودھویں کا چاند محسوس ہوتا۔

سینۂ اقدس کی کشادگی

وصاف نبی حضرت ھند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سینۂ اقدس کی کشادگی بیان کرتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عریض الصدر [1]	آپ کا سینہ اقدس کشادہ اور اعتدال کے ساتھ فراخ تھا۔

دوسری روایت میں ہے:

کان رسول اللہ فسیح الصدر [2]	حبیب خدا کا سینہ واسع تھا

---

[1] شمائل ترمذی، باب ما جاء فی خلق رسول اللہ [2] ابن عساکر ۱۰: ۳۲۹

سینۂ اقدس فراز نہ تھا

انہی سے مروی ہے:

كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم مشيح الصدر [1]	آپ کا سینۂ اقدس واضح ہونے کے باوجود ابھرا ہوا نہ تھا۔

شارحین نے لفظ مشیح کا معنیٰ یہ بیان کیا ہے۔

بادی الصدر غیر قعس ـــ "ابھار نہ ہونے کے باوجود سینہ کا نمایاں ہونا۔"

سینہ اور بطن برابر تھے

انہی سے مروی ہے:

كان رسول الله سواء البطن و الصدر	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بطن اور سینہ اقدس برابر تھے۔

اس برابری کی تشریح کرتے ہوئے شارحین رقمطراز ہیں:

ان بطنه وصدره الشريفين مستويان لا نيتأ احدهما عن الأخر فلا يزيد بطنه على صدره ولا يزيد صدره على بطنه [2]	سینہ اور بطن مبارک دونوں اس طرح ایک دوسرے کے برابر تھے کہ ان میں سے کوئی ابھرا ہوا نہ تھا، نہ بطن سینے سے زائد تھا اور نہ ہی سینہ بطن سے۔

---

[1] سبل الھدیٰ، ۲: ۷۸

[2] عمدۃ اللبیب شرح شیم الحبیب، ۹۴

WWW.NAFSEISLAM.COM

اوپر والے حصّہ پر بال تھے

سینۂ اقدس سے ناف تک بالوں کی خوبصورت لمبی لکیر کے ساتھ ساتھ آپ کے دونوں بازوؤں، کاندھوں اور سینہ اقدس کے اوپر والے حصہ میں بال تھے۔ حضرت ھند ابن ابی ھالہ سے مروی ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اشعر الذراعین والمنکبین و اعالی الصدر [۱]	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بازو، کاندھوں اور سینہ کے بالائی حصہ پر بال تھے۔

اس کے علاوہ جسم اقدس پر بال نہ تھے۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں:

ولم یکن فی جسدہ ولا صدرہ شعرات غیرھن۔ [۲]	آپ کے جسم اور سینہ اقدس پر اس کے علاوہ بال نہ تھے۔

اطرافِ سینہ پر بال نہ تھے

WWW.NAFSEISLAM.COM

جیسا کہ آپ نے پڑھا، سینۂ اقدس کے بالائی حصہ میں بال تھے مگر دونوں پستانوں کے حصہ پہ بال نہ تھے۔

---

[۱] شمائل ترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ

[۲] ابن عساکر ۱: ۳۱۷

حضرت ہند بن ابی ہالہ کے الفاظ ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاری الثدیین والبطن [1]	آپ کے دونوں پستانوں کا حصہ اور بطن مبارک بالوں سے خالی تھا۔

ملاّ علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ اکثر شارحین نے عاری الثدیین کا معنی یہی کیا ہے کہ وہ بالوں سے خالی تھے مگر بعض کی رائے یہ ہے کہ چونکہ ایک روایت میں آچکا ہے کہ سینہ اقدس کے بالائی حصہ پر بال تھے تو واضح ہے کہ پستانوں پر بھی ہوں گے اس لیے عاری الثدیین کا معنیٰ یہ ہے:

لم یکن علیھا لحم [2]	کہ ان پر گوشت کا امتیازی نشان نہ تھا

لیکن انہوں نے فیہ بحث لا یخفی کہہ کر شاید اس رد کی طرف اشارہ کیا ہے کہ بالائی حصہ پر بال ہونے سے کب لازم آتا ہے کہ پستانوں پر بھی بال ہوں؟ اور پھر سینۂ اقدس کے اطراف میں امتیازی نشان کا نہ ہونا حسن کے خلاف ہے۔

سینۂ اقدس کی سفیدی

ابن عساکر اور امام بیہقی سینۂ اقدس کی کشادگی ہمواری اور رنگت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وکان عریض الصدر ممسوحہ کانہ المرایا	سینۂ اقدس کشادہ تھا شدت اور ہمواری میں اس طرح آئینے کی طرح تھا

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

[1] شمائل ترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ

[2] شرح شمائل ۱: ۴۱

فی مشدتھا و استوائھا	کہ اس کا کوئی حصہ دوسرے سے
لا یعدو بعض لحمہ لحمًا	متجاوز نہ تھا اور سفیدی میں چودھویں
علی بیاض القمر لیلۃ	کے چاند کی طرح تھا ۔
البدر [1]	

شمع دل ، مشکوٰۃ تن ، سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لیے آیا ہے سورۂ نُور کا

سینۂ اقدس پر سلنے کا نشان

مختلف اوقات میں اسرار و حکم ودیعت کرنے کے لیے آپ کا سینۂ اقدس چار دفعہ چاک کیا گیا ۔ اس سے بعض چیزیں خارج کی گئیں اور بعض رکھ کر اس کو سی دیا گیا ۔ اس سلنے کا نشان سینہ اقدس پر نظر آتا تھا ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

قد کنت اری اثر ذلك	میں آپ کے سینۂ اقدس پر سلنے کے
المخیط فی صدرہ صلی	نشان کی زیارت کیا کرتا تھا ۔
اللہ علیہ وسلم [2]	

WWW.NAFSEISLAM.COM

[1] دلائل النبوۃ ، ۱ : ۳۰۴

[2] سیدنا محمد رسول اللہ ، ۱۱۵

قلبِ انور

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلبِ انور اللہ تعالیٰ کی خصوصی تجلیات و انوار اور علوم و معارف کا مرکز ہے۔ سب سے اعلیٰ وحی کے نزول کا محل اور مہبط و مرکز یہی قلبِ انور بنا۔ تمام کائنات کے دلوں سے بہتر، پاکیزہ، نرم و رقیق، وسیع و قوی اور تقویٰ و نظافت کا سرچشمہ آپ ہی کا قلبِ انور ہے۔ یہ دل صرف حالت بیداری میں نہیں بلکہ حالتِ نیند میں بھی بیدار رہتا۔ تمام کائنات اسی کے انوار و کمالات سے فیضیاب ہو رہی ہے۔

قرآن اور قلبِ اطہر

۱۔ امام خازنؒ اور بغویؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت کعبؓ سے کہا کہ مجھے مثل نورہ کمشکوٰۃ (الآیہ) کے بارے میں آگاہ کیجئے تو حضرت کعبؓ نے کہا یہ اللہ تعالیٰ نے وجودِ نبوی کی مثال دی ہے۔

فالمشکوٰۃ صدرہ والزجاجہ	مشکوٰۃ سینۂ اقدس، زجاجہ قلبِ انور
قلبہ والمصباح فیھا النبوۃ[1]	اور اس میں نبوت چراغ ہے۔

[1] الخازن، ۵: ۶۵

حضرت ابنِ جبیر سے مروی تفسیر میں مصباح سے قلبِ انور اور زجاجہ سے سینۂ اقدس مراد ہے [1]

شمع دل، مشکوٰۃ تن، سینہ زجاجہ نُور کا
تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نُور کا

۲۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے "والنجم اذا ھوٰی" کے بارے میں منقول ہے کہ النجم سے مراد حضور کا قلبِ انور ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے ان کا قول ان الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

النجم قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ھوٰی انشرح من الانوار [2]	نجم سے مراد آپ کا قلبِ اقدس اور ھوٰی سے اس کا انوار سے معمور ہونا مراد ہے۔

شیخ احمد شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ اس کے تحت لکھتے ہیں کہ ان انوار سے وہ ربانی تجلیات مراد ہیں جو علوم و حکم اور کمالات و مشاہدات کی صورت میں آپ کو حاصل ہوئیں۔ اس کے بعد قلبِ اقدس کو نجم کہنے کی حکمت بیان کرتے ہیں۔

وتشبیہ قلبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالنجم لا یخفیٰ ظھورہ لا شراقہ بنور ربہ [3]	قلبِ انور کی نجم کے ساتھ تشبیہ واضح ہے کیونکہ آپ کا قلبِ اقدس ربِ کریم کے انوار سے روشن ہے۔

---

[1] الشفاء، ۱: ۲۰

[2] الشفاء، ۱: ۴۵

[3] نسیم الریاض ۱: ۲۰۱

WWW.NAFSEISLAM.COM

قرآن اور شرحِ صدر

شرحِ صدر کی دولت اتنی بڑی ہے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر اس کے لیے دعا کرتے ہیں۔

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ — اے میرے رب میرے لیے میرا سینہ کھول دے۔

رب کریم اپنے حبیب کو یہ دولت بن مانگے عطا کرتے ہوئے فرمایا:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ — اے حبیب کیا ہم نے آپ کو شرحِ صدر کی دولت عطا نہیں کی؟

یعنی یقیناً کی ہے۔

شیخ ابو علی دقاق "حبیب" اور "کلیم" کے شرحِ صدر پر گفتگو کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

کان موسیٰ علیہ السلام مُرِيدًا وکان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم مُرادًا[1] — حضرت موسیٰ علیہ السلام اس معاملہ میں مرید کے درجہ پہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں

رفعِ ذکرِ جلالت پہ ارفع درود
شرحِ صدرِ صدارت پہ لاکھوں سلام

شرحِ صدر سے کیا مراد ہے؟

اس سے مراد قلب کا انوار و تجلیاتِ الٰہیہ سے مزیّن ہونا اور ان کا مرکز

---

[1] سبل الہدیٰ ۲۰ : ۸۱

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

ومحل بنتا ہے۔ اس کے ذریعے تمام بوجھ دور ہو جاتے ہیں اور دل میں فرحت و سرور کی کیفیت قائم ہو جاتی ہے۔ اس کی تشریح و معنی میں مفسرین نے بڑی تفصیلی گفتگو کی ہے ان میں سے دو کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ امام راغب اصفہانی لفظ "شرح" کی تحقیق کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

شرح الصدر ای بسطه	شرح صدر، سینے کا نورِ باری کے
بنور الٰهی و سکینة من	جلووں سے وسیع ہونا اور اس کا
جهة الله و روح منه [1]	اللہ کی طرف سے سکون اور فرحت و
	راحت پانا ہے۔

علامہ آلوسیؒ نے اس کی تفسیر کرتے ہوئے بہت خوب بات کہی ہے کہ شرحِ صدر ہر ذات کے حسبِ حال ہوتا ہے۔ بعض اوقات شرحِ صدر کی صورت میں دل انوار و تجلیات کا عرش قرار پاتا ہے۔

قد یراد تائید النفس	نفس کو قوتِ قدسیہ اور انوارِ الٰہیہ سے
بقوة قدسیة و انوار	اس طرح مزین کر دیا جائے کہ وہ خزائنِ
الٰهیة بحیث تکون	معلومات کے لیے میدان، ملکات
میدانًا لمواکب	واستعداد کے لیے آسمان اور تجلیات
المعلومات و سماءً لکواکب	کے لیے عرش بن جائے۔ جب کسی
الملکات و عرشًا لانواع	کے سینے کو یہ حالت نصیب ہو جاتی ہے
التجلیات و فرشًا لسوائم	تو اس کی دلی کیفیات میں استحکام پیدا
الواردات فلا یشغله	ہو جاتا ہے اور اس کے ہاں مستقبل

WWW.NAFSEISLAM.COM

[1] المفردات، ۲۵۸

شان عن شان و لیستوی — حال اور ماضی یکساں ہوجاتے ہیں
لدیہ یکون وکائن و ماکان [1]

اضافہ "لکَ" کی اہمیت

امام رازی اور دیگر مفسّرین لکھتے ہیں کہ یہاں اگر "الم نشرح" کے بعد لفظ "لکَ" نہ بھی ہوتا تب بھی جملہ مکمل رہتا اور اس کے مفہوم میں کوئی تشنگی نہ رہتی لیکن لکَ (تیری خاطر) کے اضافے سے آیت مبارکہ کے معنی میں مزید محبت کا پہلو اجاگر ہوا ہے کہ "اے محبوب ہم نے تیرا سینہ تیری خاطر کھولا ہے۔ "تیری خاطر" کے الفاظ واضح کر رہے ہیں کہ ہمیں آپ کی رضا ہر شَے پر مقدّم ہے۔

انما لم یقل الم نشرح دون لک لوجھین احدھما اراد شرحتہ لاجلک کما تفعل انت الطاعۃ لاجلی [2]

لک کے بغیر صرف الم نشرح نہیں فرمایا۔ اس کی دو حکمتیں ہو سکتی ہیں ایک یہ ہے کہ جس طرح اے حبیب آپ میری خاطر میری طاعت کرتے ہیں اسی طرح میں نے آپ کی خاطر آپ کو شرحِ صدر کی دولت عطا کی ہے۔

قرآن اور قوّتِ قلبِ نبویؐ

اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو وہ

---

[1] روح المعانی ۱۰۰ : ۱۹۱

[2] تفسیر کبیر پ ۳۰

WWW.NAFSEISLAM.COM

اس کا بوجھ برداشت نہ کرسکتا اور ریزہ ریزہ ہوجاتا لیکن ہم نے اپنے محبوب کے قلبِ انور کو اتنی قوت و استقامت عطا کی کہ آپ کے قلبِ اطہر نے اسے محفوظ کرلیا۔ آپ پہ نہ بوجھ ہوا اور نہ ہی اس کی وجہ سے کوئی تکلیف بلکہ جب بھی قرآن حکیم کا کوئی حصہ نازل ہوتا آپ پہلے سے بھی زیادہ توانائی محسوس کرتے۔ قرآن مجید کے تدریجی نزول کی جو حکمتیں بیان کی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے تاکہ آپ کے قلبِ اقدس کو مزید تقویت حاصل ہو۔ ارشاد فرمایا:

كَذَالِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيلًا۔ [1]

اسی طرح ہم اس کے ساتھ آپ کے قلب انور کو تقویت دیتے ہیں اور ہم اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے ہیں۔

دوسرے مقام پر قرآن مجید میں آپ کے قلب انور کی اس عظیم قوت کو ایک رمز کی صورت میں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ

ق، قسم ہے قرآن مجید کی۔

اس کی تفسیر میں امام ابن عطاءؒ سے منقول ہے۔

اقسم بقوة قلب حبيبه صلى الله عليه وسلم حيث حمل الخطاب و المشاهدة ولم يؤثر ذلك فيه لعلو حاله [2]

اللہ نے اپنے حبیب کے قلب انور کی قوت کی قسم کھائی کہ اس نے باری تعالیٰ سے بالمشافہ گفتگو کی اور مشاہدہ ذات باری کی سعادت حاصل کی اور یہ آپ کے حال و مقامات کی بلندی ہی ہے

---

[1] الفرقان ۲۵: ۳۲

[2] الشفاء، ۱: ۴۵

علامہ خفاجیؒ نے اس قول کا ترجمہ اپنے ان الفاظ میں کیا ہے۔

ای حیث تحمل و اطاق خطاب اللہ لہ و رؤیتہ لیلۃ الاسراء و مشاھدۃ الملکوت و مھابتہ مما یشھد لہ الجبال ولا تطیقہ الملائکۃ [1]	کہ آپ — بلاواسطہ کلام الٰہی کے متحمل ہوئے اور معراج کے موقعہ پر دیدارِ الٰہی اور ملکوت کے مشاہدہ سے بہرہ ور ہوئے۔ جس کی ہیبت اور دبدبہ پر پہاڑ گواہ ہیں اور اس کی ملائکہ طاقت نہیں رکھتے۔

قرآن اور تصدیق قلبِ اقدس

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان کی آنکھیں جو کچھ دیکھتی ہیں دل اس کی تصدیق نہیں کرتا اسے تذبذب رہتا ہے شاید یہ میرا وہم ہو۔ معراج کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے جب اپنے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی عظیم قدرتوں اور نشانیوں کا مشاہدہ عطا فرمایا تو صرف آپ کی مبارک آنکھوں ہی نے ان کا مشاہدہ نہیں کیا بلکہ دل نے بھی اس کی تصدیق کی کہ یہ محض خیال یا وہم نہیں بلکہ یہ مشاہدات ایک حقیقت ہیں جس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ آپ کی اس کیفیت کا ذکر قرآن میں یوں ہوا۔

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى [2]	جو کچھ چشمِ نبوی نے دیکھا دل نے اسے نہیں جھٹلایا۔

---

[1] نسیم الریاض، ۱: ۲۰۰

[2] النجم، ۵۳: ۱۱

قرآن اور رقتِ قلبِ نبویؐ

اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذاتِ اقدس کو سراپا رحمت و شفقت بنایا۔ رقتِ قلبی اور نرمی آپ کی طبیعت مبارکہ کا اہم اور کامل جز تھی۔ قرآن مجید نے بیان کیا کہ آپ چونکہ نہایت ہی مشفق و رحیم ہیں اس لیے آپ کے اردگرد غلاموں کا پروانوں کی طرح ہجوم رہتا ہے اور یہ آپ پر اللہ کی رحمت ہے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ	یہ اللہ کی رحمت ہے کہ آپ لوگوں کیلئے نرم ہیں اگر
وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ	آپ درشت اور سخت دل ہوتے تو لوگ ضرور تمہارے
لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ [1]	اردگرد سے ہٹ جاتے۔

سب سے محبوب دل

امام طبرانیؒ نے حضرت ابوعنبہ خولانی سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

ان للّٰہ تعالیٰ آنیۃً	اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کے لیے مختلف
من اهل الارض وآنیۃ	برتن بنائے اور رب کریم کے ہاں
ربکم قلوب عباده الصالحین	صالحین کے دل برتن ہیں اور محبوب
و احبها الیه الینها و	ترین دل وہ ہے جو سب سے زیادہ
ارقها ۔ [2]	نرم اور رقیق ہو۔

---

[1] آل عمران، ۳ : ۱۵۹

[2] سیدنا محمد رسول اللہ، ۱۲۰

قلبِ نبوی کا انتخاب

قلبِ نبوی تمام بندوں کے دلوں سے افضل و اعلیٰ ہے اور آپ کے بعد آپ کے صحابہ کا دل تمام سے بہتر ہے۔ مسند احمد، بزار اور معجم کبیر للطبرانی میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ تمام بندوں کے دلوں پر توجہ فرمائی تو حضور کا قلبِ انور سب سے پسندیدہ پایا تو اسے اپنے لیے منتخب فرماتے ہوئے اپنے پیغام کے لیے منتخب فرمایا اس کے بعد پھر توجہ فرمائی تو آپ کے صحابہ کا دل تمام سے بہتر پایا تو انہیں اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنگت و وزارت کا شرف بخشا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:

ان اللہ تعالیٰ نظر فی	اللہ رب العزت نے بندوں کے
قلوب العباد فوجد	دلوں کی طرف توجہ کی تو حضور کے
قلب محمد صلی اللہ	قلب اقدس کو سب سے افضل
تعالیٰ علیہ وسلم خیر	پایا لہٰذا انہیں اپنی ذات کے لئے
قلوب العباد فاصطفاہ	منتخب کرتے ہوئے رسالت
لنفسہ وابتعثہ برسالتہ	کے لیے مبعوث فرمایا۔ پھر بندوں
ثم نظر فی قلوب العباد	کے دلوں کی طرف توجہ فرمائی تو آپ
فوجد قلوب اصحابہ خیر	کے صحابہ کا دل تمام سے افضل
قلوب العباد فجعلھم	پایا پس انہیں اپنے پیارے نبی
وزراء نبیہ صلی اللہ	کی معیت وصحبت عطا کی انہوں
تعالیٰ علیہ وسلم یقاتلون	نے آپ کے مشن کی خاطر خوب
عن دینہ فما راہ المسلمون	قربانی دی۔ پس جس عمل کو مسلمان

WWW.NAFSEISLAM.COM

حسنًا فھو عند اللّٰہ	اچھا جانیں وہ اللہ کے ہاں بھی اچھا
حسن وما راٰہ المسلمون	ہے اور جسے مسلمان برا جانیں وہ
سیئًا فھو عند اللّٰہ سیئٌ[1]	اللہ کے ہاں بھی برا ہے۔

اوّلیں محلِ راز

اللہ تعالیٰ نے دلوں کو اپنے راز و نیاز اور اخلاص کا محل بنایا ہے اور اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اپنے لیے منتخب فرمالیتا ہے۔ سب سے اوّلین دل جو اللہ کے خصوصی رازوں کا محل و مرکز بنا وہ حضور علیہ السلام کا قلب انور ہی تھا۔ امام قسطلانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

اول قلب اودعہ الیہ	سب سے پہلا دل جسے اللہ تعالیٰ
قلب محمد صلی اللّٰہ	نے اپنے راز کا مرکز بنایا وہ قلب
تعالیٰ علیہ وسلم لانہ	مصطفوی ہے کیونکہ آپ کی تخلیق سب
اوّل خلق[2]	سے پہلے ہوئی

اسے جا تھیں سے بولن دی

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ امام لغت حضرت اصمعیؒ سے ایک شخص نے پوچھا حضور علیہ السلام کے فرمان " انہ لیغان علی قلبی (میرے دل پر بعض اوقات بوجھ آتا ہے) سے کیا مراد ہے تو انہوں نے فرمایا:

WWW.NAFSEISLAM.COM

۱ے سیرۃ محمد رسول اللہ، ۱۵

۲ے مواہب مع زرقانی ۱۰: ۲/۹

اگر از غیر قلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وغین او می پرسید بگفتم انچہ میدانستم اما این جا دم نتوانم زد کہ حقیقت آنرا جز علام الغیوب کسے نداند [1]

اگر حضور کے علاوہ کسی کے قلب اور اس پر بوجھ کے بارے میں سوال ہوتا تو اس پر گفتگو کرتا۔ مگر یہاں میں دم نہیں مار سکتا کیونکہ آپ کے قلب انور کے معاملہ کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جان سکتا۔

دل سمجھ سے ورا ہے مگر یوں کہوں
غنچۂ رازِ وحدت پہ لاکھوں سلام

قلبِ نبوی اور تقویٰ

قلبِ نبوی سب سے بڑھ کر تقویٰ کے زیور سے آراستہ ہے۔ خود آپ کا ارشاد گرامی ہے:

اما واللہ انی لاخشاکم للہ و اتقاکم للہ [2]

سنو بخدا میں تم سب سے زیادہ اللہ سے خشیت اور اللہ سے تقویٰ رکھنے والا ہوں۔

قلبِ نبوی اور کینہ سے برأت

سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی

---

[1] مدارج النبوہ، ۱: ۱۹

[2] بخاری و مسلم

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہے کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا تم میں سے کوئی دوسرے کے بارے میں مجھے کوئی چیز نہ پہنچائے۔

فانی احب ان اخرج — میں پسند یہ کرتا ہوں کہ میں تمہاری
الیکم وانا سلیم الصدر — طرف اس حال میں آؤں کہ میرا
[1] — سینہ بالکل صاف ہو۔

سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! لوگوں میں افضل ترین کون شخص ہے؟ آپ نے فرمایا: ہر وہ شخص جو مخموم القلب اور صدوق اللسان ہو عرض کیا یارسول اللہ! ہم صدوق اللسان (سچ کہنے والا) کا معنیٰ جانتے ہیں مگر مخموم القلب کے بارے میں نہیں جانتے فرمایا: اس سے مراد ہر وہ شخص ہے جس کا دل

التقی النقی لا اثم فیہ — متقی اور اس طرح صاف ہو
ولا بغی ولا غل ولا حسد — کہ اس میں کوئی گناہ، سرکشی
[2] — کھوٹ اور حسد نہ ہو۔

بیداریٔ قلبِ انور

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے قلبِ انور کو اسی طرح بیداری عطا فرمائی ہے کہ وہ ہر وقت، ہر حال میں باری تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ نہ تو اس پر نیند کا غلبہ ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس پر غفلت طاری ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ

---

[1] ابو داؤد، سیدنا محمد رسول اللہ ۱۱۹۰

[2] ابن ماجہ، سیدنا محمد رسول اللہ ۱۱۹۰

کا خواب بھی سراپا وحی ہے اور نیند آپ کی وضو میں خلل واقع نہیں کرتی ۔

حضرت ابو سلمہؓ سے مروی ہے کہ میں نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ رمضان المبارک میں حضور کی نماز کی کیا کیفیت تھی؟ تو انہوں نے بتایا آپ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نماز نہیں پڑھتے تھے ـــــ چار چار رکعتیں اتنے اطمینان، وقار و سکون، فروتنی و عاجزی اور تعدیل ارکان کے ساتھ ادا کرتے کہ ان کے حسن و طوالت کا کیا کہنا ۔ اس کے بعد آپ تین رکعات وتر ادا فرماتے ۔ ایک دفعہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ !

اتنام قبل ان توتر؟ کیا آپ وتر ادا کرنے سے پہلے سو جاتے ہیں ؟

سوال کی غرض یہ تھی کہ بعض اوقات آدمی کی نیند نہیں کھلتی جس کی وجہ سے وتر قضا بھی ہو سکتے ہیں ۔ آپ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا : عائشہ !

ان عینی تنامان و لا ینام قلبی [1] یقیناً میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا ۔

یعنی کسی اور کو نمازِ وتر کے فوت ہونے کا خطرہ ہو سکتا ہے، مجھے ایسا کوئی خوف نہیں کیونکہ میرا دل ہر حال میں بیدار رہتا ہے ۔

قلوبِ انبیاء اور مشاہدہ جمالِ حق

حضرت ملا علی قاریؒ اور امام عبد الرؤف مناویؒ نے اس حدیث کے تحت خوب کہا ۔

---

[1] شمائل ترمذی ، باب ماجاء فی عبادۃ رسول اللہ

انما فعلت ذلك لانی لا اخشیٰ فوت الوتر وھذا من خصائص الانبیاء علیھم السلام لحیاۃ قلوبھم و استغراق شھود جمال الحق المطلق

میں یہ عمل اس لیے کرتا ہوں کہ مجھے وتروں کی قضا کا اندیشہ نہیں (میرا دل بیدار رہتا ہے) یہ انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے کہ ان کے مبارک دل ہر وقت ہر حال میں بیدار اور جمالِ حق تعالیٰ کے مشاہدہ میں مستغرق رہتے ہیں۔

(مجمع الوسائل، ۲: ۷۷)

نیند کے بعد وضو کی حاجت نہ تھی

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بیداری کا عالم یہ ہوتا ہے حالتِ نیند میں وہ اس بات سے بھی آگاہ رہتے ہیں کہ ان کا وضو قائم ہے یا نہیں؟ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہو کر نماز ادا فرماتے تو تجدید وضو نہ کرتے۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گہری نیند سوئے ہوئے تھے بلال نے حاضر ہو کر نماز کے بارے میں عرض کیا تو آپ اٹھے۔

صلّی ولم یتوضأ

نماز ادا کی لیکن تجدید وضو نہ کیا

(شمائل ترمذی، باب ما جاء فی صفۃ نوم رسول اللہ)

امام عبد الرؤف مناوی اور دیگر محدثین نے اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

لان من خصائصہ ان وضوءہ لا ینقض بالنوم

آپ کے خصائص میں سے ہے کہ نیند سے آپ کا وضو نہیں ٹوٹتا

مطلقاً لبقاء یقظۃ قلبہ فلو خرج منہ حدث لاحس بہ۔	تھا کیونکہ آپ کا قلبِ انور ہر وقت بیدار رہتا اگر حدث لاحق ہوتا تو آپ اسے ضرور محسوس کر لیتے۔

(حاشیہ علی الشمائل ۲: ۶۲)

مولانا محمد زکریا سہارنپوری مذکورہ حدیث کے تحت بطور فائدہ لکھتے ہیں:

"انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی یہ خصوصیت ہے کہ ان کی نیند ناقض وضو نہیں ہوتی اس لیے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو نہیں فرمایا اور اس کی وجہ حضورِ اقدس نے یہ ارشاد فرمائی ہے کہ سونے کی حالت میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی آنکھ سوتی ہے لیکن دل نہیں سوتا وہ جاگتا رہتا ہے۔ اسی وجہ سے انبیاء علیہم السلام کا خواب بھی وحی ہوتا ہے کہ شیطان کے اثر سے وہ محفوظ ہوتے ہیں۔"

(خصائل نبوی، ۲۵۸)

شارحِ شمائل شیخ احمد عبد الجواد الدومیؒ لکھتے ہیں:

لانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فنام عینہ ولا ینام قلبہ فلا مانع انہ یصلی مع النوم	چونکہ آپ کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے۔ لہٰذا اس میں کوئی مانع نہیں کہ آپ اس حالت میں بھی نماز ادا کریں

(الاتحافات الربانیہ، ۳۰۸)

قلبِ انور اور وسعتِ علمی

آپ کا قلبِ انور اسرارِ الٰہیہ کا خزانہ ہونے کے ساتھ ساتھ علوم و معارف کا ایک بحرِ بے کنار ہے۔ اوّلین و آخرین کے علوم آپ کے سامنے ایک قطرہ کے حیثیت بھی نہیں رکھتے۔ اور آپؐ کو عطا شدہ علوم کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۱۔ حافظ ابوبکر بن عائذ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ ہوئی تو جنت کے خازن رضوان نے حاضر ہو کر آپ کے کان میں یہ کلمات کہے۔

البشر یا محمد فما بقی	اے اللہ کے حبیب آپ کو مبارک
لنبی علم الا وقد اعطیته	ہو جو علوم اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو
فانت اکثرهم علماً و	عطا نہیں کیے وہ تمام آپ کو عطا
اشجعهم قلباً ۔	فرمائے ہیں۔ پس آپ علوم کے لحاظ

سے تمام انبیاء میں زیادہ اور قلب کے لحاظ سے سب سے زیادہ بہادر ہیں۔

(سیدنا محمد رسول اللہ ، ۹۰)

دستِ قدرت کا فیض

حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب کریم کو نہایت ہی خوبصورت اور من بھاتی صورت میں دیکھا تو رب کریم نے مجھ سے پوچھا اے محمد ملائکہ مقربین کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا مولیٰ آپ ہی بہتر جانتے ہیں اس کے بعد

فوضع کفه بین کتفی	اللہ نے اپنا دستِ قدرت میرے
فوجدت بردها بین	دونوں شانوں کے درمیان رکھا تو میں
ثدی فعلمت ما فی	نے اپنے سینے میں ٹھنڈک محسوس
السموٰت وما فی الارض	کی اس کے بعد میں نے ہر اس شے کو
وتلا وکذلك نری	جان لیا جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔
ابراهیم ملکوت السموات	اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت

و الارض ولیکون من المو قنین۔ | کی۔ اور اسی طرح ہم ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کے تمام ملکوت دکھائے اور تاکہ وہ ایقان والوں میں ہو جائیں۔

دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

فتجلی لی کل شیٔ وعرفت | پس کائنات کی ہر شے مجھ پہ روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لیا۔

روایت طبرانی کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

فعلمنی کل شیٔ | پس اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر شے کا علم عطا فرمایا۔ (سیدنا محمد رسول اللہ ، ۱۰۴)

حضرت ملا علی قاریؒ نے حافظ ابن حجر کے حوالے سے حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے کہا کہ اس سے تمام کائنات کا علم مراد ہے خواہ وہ آسمان کے اندر یا اوپر ہے یا زمین کے اوپر یا اس کے نیچے ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمینوں کے تمام ملک بطور مکاشفہ دکھائے اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ دروازے کھول دیے۔

یہی وجہ ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائے خلق سے لے کر انتہائے خلق تک صحابہ کے سامنے بیان فرمایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان خطبہ ارشاد فرمایا اس میں،

فاخبرنا عن بدء الخلق حتی اھل الجنۃ منازلھم واھل النار منازلھم حفظ | آپ نے ہمیں ابتدائے خلق سے لے کر جنتیوں کے مقامات اور اہلِ دوزخ کے ٹھکانوں تک بتایا یعض

ذالک من حفظه و نسیه — کو یاد رہا اور بعض نے بھلا دیا۔
من نسیه (البخاری، کتاب بدء الخلق)

حتیٰ کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما یحرک طائر جناحیه الا ذکرلنا منه علماً [1] — آپ نے ہم سے اس حال میں جدائی فرمائی کہ اگر کوئی پرندہ اپنے پروں کو حرکت دیتا تو اس کا بھی علم آپ نے ہمیں عطا فرمایا تھا۔

قلبِ انور کی آنکھیں اور کان

امام ابونعیم نے یونس بن میسرہ سے نقل کیا ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔ میرے پاس ایک فرشتہ آیا جس کے ہاتھ میں سونے کی پلیٹ تھی۔ اس نے میرے سینے کو چاک کیا۔ اس میں سے کچھ نکال اور کچھ رکھ کر کہا :

قلب وکیع یعی ما وضع فیه عینان بصیرتان واذ نان تسمعان [2] — یہ ایسا قلب اقدس ہے اس میں جو کچھ فیضان کیا جاتا ہے اسے یہ محفوظ کر لیتا ہے۔ اس میں دیکھنے والی دو آنکھیں اور سننے والے دو کان ہیں۔

---

[1] مسند احمد، طبرانی۔ [2] سبل الهدی، ۲ : ۸۷

شکمِ مبارک

محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا شکم مبارک سینہ اقدس کے برابر تھا۔ یہ بڑھا ہوا نہ تھا۔ یہی وہ شکم تھا جو اپنے مولیٰ کی رضا کی خاطر کئی کئی ماہ تک خالی رہتا۔ آپ کبھی اس پر پتھر باندھ لیتے تاکہ کمر سیدھی رہے۔

شکم و سینہ کا برابر ہونا

وصافِ نبی حضرتِ ھند بن ابی ھالہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواء البطن و الصدر[1]	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک بطن سینہ اقدس کے برابر تھا۔

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ آپ کے شکم مبارک کا حُسن بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفاض البطن[2]	آپ کا بطن مبارک آپ کے سینہ سے باہر نہیں تھا۔

---

[1] شمائل ترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ [2] دلائل النبوۃ للبیہقی، ۱: ۱۸۸

WWW.NAFSEISLAM.COM

شکمِ مبارک بڑھا ہوا نہیں تھا

حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ کا شکم مبارک ایسے بڑھا ہوا نہیں تھا کہ بُرا محسوس ہو۔

لم تعبه ثجلةٌ ولا تزرِبه صعلة [1]	پیٹ بڑھا ہوا نہ تھا اور آپ کا پہلو نہایت پتلا اور باریک تھا۔

سفید کاغذ کی طرح تہہ بتہہ

حضرت ام ھانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے شکم مبارک کے بارے میں فرماتی ہیں:

ما رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم الا تذکرت القراطیس المثنی بعضها علی بعض [2]	میں نے جب بھی آپ کے شکم مبارک کی زیارت کی ہے یوں محسوس ہوتا جیسے کاغذ تہہ بتہہ رکھے ہوئے ہیں

حافظ ابوبکر احمد بن ابی خیثمہ ان مبارک تہوں کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ وہ تین تھیں۔ ان میں سے ایک تہبند ڈھانپ لیتا اور دو ظاہر رہتیں اور بعض روایات میں ہے کہ دو کو تہبند ڈھانپ لیتا اور ایک ظاہر رہتی۔

تلك العکن ابیض من القبطی المطواة والین مسًا [3]	وہ تینوں تہیں لپٹے ہوئے ریشمی کپڑے سے زیادہ سفید اور نرم تھیں

---

[1] الوفا ۲ : ۲۴۳ — [3] سبل الھدیٰ والرشاد ۲ : ۷۶

[2] طبقات ابن سعد ۱ : ۴۱۹

بالوں کی خوبصورت لکیر

آپ کے جسمِ اطہر پر کاندھوں، بازوؤں کے علاوہ کسی مقام پر بال نہ تھے۔ ہاں سینۂ اقدس کے اوپر سے لے کر ناف تک بالوں کا ایک خوبصورت خط تھا جس نے آپ کے شکمِ مبارک کے حُسن کو دوبالا کر رکھا تھا۔ وصافِ نبی حضرت ھند بن ابی ھالہ رضی اللہ عنہ انہی بالوں کے خط کا تذکرہ کرتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسمِ اطہر
عليه وسلم انور المتجرد	نہایت ہی چمک دار تھا۔ حلق کے
دقيق المسربة موصول	نیچے سے لے کر ناف تک بالوں کی
ما بين اللبة والسرة	باریک لکیر تھی۔ باقی سینہ اور شکم
بشعر يجري كالخط عاري	مبارک بالوں سے خالی تھا۔
الثديين والبطن مما سوى ذلك[1]	

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس کی حسنِ طوالت کو یوں بیان کرتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شکم مبارک
عليه وسلم طويل المسربة[2]	پر طویل بالوں کی لکیر تھی۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

دوسری روایت میں آپ کے الفاظ ہیں:

كان لرسول الله صلى الله	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ اقدس
عليه وسلم شعر يجري من	کے اوپر سے ناف تک ایک خوبصورت

---

[1] شمائل ترمذی، باب ما جاء فی خلق رسول اللہ

[2] شمائل ترمذی " " " " "

لبتہ الی سرتہ کالقضیب	باریک شاخ کی طرح بالوں کی لکیر تھی۔
لیس فی صدرہ ولا بطنہ	اس کے علاوہ آپ کے سینۂ
شعر غیرہ [1]	اقدس اور بطن مبارک پر بال نہ تھے۔

سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوبصورت باریک شاخ کے ساتھ تشبیہہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں :

کان رسول اللہ صلی اللہ	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن
علیہ وسلم دقیق المسربۃ	مبارک پر باریک بالوں کی ایک لکیر
لہ شعرات من لبتہ الی	تھی جو سینۂ اقدس کے اوپر سے
سرتہ کانھن قضیب مسک	شروع ہو کر ناف تک تھی۔ یہ خوبصورت
اذفر ولم یکن فی جسدہ	باریک شاخ کی طرح نہایت خوشبودار
ولا صدرہ شعرات غیرھن [2]	تھی۔ آپؐ کے جسم اطہر اور سینہ پر اس
	کے علاوہ بال نہ تھے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت میں "لطیف المسربۃ" کے الفاظ ہیں [3]

اطرافِ شکم نہایت سفید تھیں

آپؐ کے شکم مبارک کی دونوں اطراف نہایت ہی خوبصورت اور سفید تھیں

---

[1] ابنِ سعد، ۱ : ۴۱۰

[2] ابنِ عساکر، ۱ : ۲۱۷

[3] ابنِ عساکر، ۱ : ۳۲۲

WWW.NAFSEISLAM.COM

سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں :

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ابيض الكشحين

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں پہلو نہایت ہی سفید تھے۔

طرفِ بطن کا بوسہ

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اپنے والد گرامی سے بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی تھے جن کا نام اسید بن حضیر تھا۔ یہ نہایت ہی صالح اور ہنس مکھ آدمی تھے۔ وہ ایک دن حضور علیہ السلام کے سامنے لوگوں کے ساتھ ایسی گفتگو کر رہے تھے جس سے لوگ خوب ہنس رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پہلو پر ہاتھ مارا (تاکہ وہ خاموش ہو جائے) انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے مجھے اذیت دی ہے آپ نے فرمایا اس کا مجھ سے قصاص لے لو عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے جسم پر قمیص ہے میرا جسم ننگا تھا۔ آپ نے اپنی قمیص پیچھے ہٹادی۔

فاحتضنه ثم جعل يقبل كشحه فقال بابي انت وامي يارسول الله اردت هذا [1]

پس اس صحابی نے آپ کے ساتھ چمٹ کر آپ کے مبارک پہلو کو چومنا شروع کر دیا اور عرض کیا میرے ماں باپ قربان میرا مقصد صرف یہی تھا۔

بطنِ مبارک کا بوسہ

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوۂ بدر کے موقعہ پر، ہاتھ میں نیزہ لیے، صحابہ کی

لہ تاریخ ابن عساکر، ۱: ۲۱۶ ٹہ مستدرک، ۳: ۲۸۸

WWW.NAFSEISLAM.COM

صفیں درست فرما رہے تھے۔ آپ سواد بن غزیہ کے پاس سے گذرے وہ صف سے قدرے آگے بڑھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے نیزہ اس کے پیٹ سے لگاتے ہوئے فرمایا: صف میں ہو جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے مجھے اذیت دی ہے۔

فکشف رسول اللہ بطنہ — حضور علیہ السلام نے اپنے بطن مبارک سے کپڑا ہٹا دیا

اور فرمایا اپنا بدلہ لے لو۔

فاعتنقہ فقبل بطنہ — اس صحابی نے چمٹ کر آپ کے بطن کو چومنا شروع کر دیا۔

آپؐ نے فرمایا تجھے اس چیز پر کس نے ابھارا؟ عرض کیا یا رسول اللہ!

حضر ما تری فاردت ان — حالات آپ کے سامنے ہیں میں نے

یکون اخر العھد بک ان — چاہا کہ اس آخری ملاقات میں میرا جسم

یمس جلدی جلدک[1] — آپ کے جسم کے ساتھ مَس ہو جائے

امام حسنؓ بصری سے مروی ہے کہ سوادة بن عمرو انصاری سر کو زرد رنگ کا خضاب لگائے ہوئے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ اقدس میں چھڑی تھی۔ آپؐ نے ان کے پیٹ پر چھڑی لگائی اور فرمایا کیا میں نے اس عمل سے منع نہیں کیا؟ عرض کیا یا رسول اللہ! میں قصاص چاہتا ہوں۔ صحابہ کرام نے انہیں سمجھایا کہ ایسا کرنا مناسب نہیں لیکن وہ نہ مانے تو آپؐ نے اپنے بطن مبارک سے کپڑا اٹھایا اور فرمایا: قصاص لے لو۔

فقبل بطن النبی — پس انہوں نے آگے بڑھ کر آپ

[1] البدایہ، ۳ : ۲۱۷

Nafse Islam WWW.NAFSEISLAM.COM

صلی اللہ علیہ وسلم[1] کے بطن مقدس کا بوسہ لے لیا۔

وصال کے روزے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیاتِ ظاہری میں اکثر پے در پے بغیر افطار کے روزہ رکھتے یعنی دن کی طرح رات کو بھی روزہ ہوتا۔ ایک مرتبہ صحابہ نے آپ کی اتباع کرتے ہوئے اسی طرح روزے رکھنے شروع کر دیئے۔ لیکن ان پر کمزوری کا ایسا غلبہ ہوا کہ نماز میں قیام دشوار ہو گیا۔ اگر بیٹھ جاتے تو اٹھنا مشکل ہو جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس فرما لیا تو آپ نے ان کو وصال کے روزوں سے منع فرمایا۔ ان میں سے ایک صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ خود یہ روزے رکھتے ہیں، ہمیں منع فرما رہے ہیں۔ اس میں کیا حکمت ہے! آپ نے فرمایا:

ایکم مثلی انی ابیت — تم میں سے کون ہے جو میری مثل ہو!

یطعمنی ربی ویسقینی[2] — میں رات اس حال میں بسر کرتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے۔

یعنی تم میں ان روزوں کی قوت نہیں۔ رہی میری ذات تو اس کا معاملہ تمہاری طرح نہیں۔ اس پر اپنے آپ کو قیاس نہ کرو۔

اس کھانے پینے سے کیا مراد ہے؟ شارحینِ حدیث کی مختلف آراء ہیں۔ بعض کے نزدیک اس سے جنتی کھانا مراد ہے، اور بعض کے نزدیک کھانے پینے سے مراد وہ قوت ہے جو کھانے پینے سے جسم کو توانائی کی صورت میں حاصل ہوتی

---

[1] کنزالعمال، ۷: ۳۰۲

[2] البخاری، ۱: ۲۶۳

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہے۔ وہ مجھے اللہ تعالیٰ بغیر کھائے پیئے بھی عطا کرتا ہے۔ اس نے مجھے کھانے پینے کا محتاج نہیں بنایا۔

ہر رات دیدارِ الٰہی آپؐ کی سیری کا سبب بنتا

شارح شمائل شیخ ابراہیم بیجوریؒ لکھتے ہیں کیا وجہ تھی کہ فقر و فاقہ اور بھوک کا آپؐ کے جسم اطہر پر ظاہری اثر محسوس نہ ہوتا تھا بلکہ آپؐ کے چہرہ اور جسم کی تر و تازگی میں ہمیشہ اضافہ ہوتا اور دیکھنے والا محسوس نہیں کر سکتا تھا کہ آپؐ کئی دنوں سے بھوکے ہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی :

لانه كان يبيت عند	آپؐ ہر رات اپنے رب کے ہاں
ربه يطعمه ويسقيه	بسر کرتے وہ آپ کو کھلاتا اور پلاتا۔
اى يبيت مشاهدًا لربه	(یہ کھانا پینا دنیوی یا اُخروی نہیں تھا)
يعطيه قوة الطاعم والشارب[۵]	بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ رات

اس حال میں بسر کرتے کہ اپنے رب کریم کے دیدار سے مشرف ہوتے اور یہ دیدار ہی آپؐ کے اندر کھانے اور پینے سے بڑھ کر قوت پیدا کرتا۔

آپؐ کے فاقہ کی کیفیت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دنیوی زندگی جس حال میں بسر فرمائی ہے اگر امت اس طرف متوجہ ہو جائے تو ہزاروں مصیبتوں سے جان چھوٹ جائے۔ یہاں ہم صرف دو چیزیں بیان کرنا چاہتے ہیں۔ ایک آپ کے فاقہ کی کیفیت اور دوسرا غذائیں

۵؎ المواہب اللدنیہ، ۱۸۵

WWW.NAFSEISLAM.COM

سادگی ۔ یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ آپؐ نے اپنے ساتھ اپنی ازواج، اولاد اور خاندانِ اہلِ بیت تمام کی اسی نہج پر تربیت فرمائی تھی ۔

۱۔ حضرت عروہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے محبوبِ خدا علیہ السلام کے گزر اوقات کے بارے میں فرمایا کہ ہم تین تین ماہ اس حال میں بسر کر دیتی تھیں کہ آپ کے گھروں میں چولھا نہیں جلتا تھا۔ میں نے جب یہ بات سنی تو حیران ہو کر پوچھا کہ خالہ جان آپ کا گزارہ کیسے ہوتا؟ انہوں نے فرمایا :

الاسودان التمر والماء	ہم کھجور اور پانی پر گذارہ کر لیتے اور
الا انہ قد کان لرسول اللہ	اس کے علاوہ ہمارے پڑوس
صلی اللہ علیہ وسلم جیران	میں انصاری صحابہ تھے ۔ وہ کبھی کبھی
من الانصار کان لھم منائح	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس
وکانوا یمنحون رسول اللہ	میں دودھ پیش کرتے جسے پی کر ہم
ابیاتھم فیسقینا[1]	اپنے اوقات بسر کر لیتے ۔

۲۔ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ بعض لوگوں کے پاس سے گذرے ان کے پاس بکری کا گوشت رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے آپ کو کھانے میں شرکت کی دعوت دی۔ آپ نے معذرت کرتے ہوئے فرمایا میں یہ گوشت بھلا کس طرح کھاؤں ۔ حضور علیہ السلام کی مبارک زندگی کا نقشہ میرے سامنے ہے ۔

خرج النبی صلی اللہ علیہ	رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
وسلم من الدنیا ولم یشبع	دنیوی زندگی اس حال میں بسر کی کہ

---

[1] الکرمانی شرح البخاری، ۱۱: ۲۲۱

من خبز الشعیر [۱] | وصال تک آپ نے جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر کبھی نہیں کھائی تھی ۔

۳ ۔ حضرت نوفل بن ایاس الھذلیؒ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں صحابی رسول حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی رفاقت و صحبت نصیب ہوئی اور وہ بہت ہی اچھے رفیق تھے ۔ ایک دن ہم ان کے گھر بیٹھے تھے کھانے کا وقت ہوگیا ۔ اس موقعہ پہ جب کھانا لایا گیا تو اس میں روٹی کے ساتھ گوشت بھی تھا ۔ کھانا ملاحظہ کر کے حضرت عبدالرحمٰن نے زار و قطار رونا شروع کر دیا ۔ میں نے عرض کیا :

یا ابا محمد ما یبکیک ؟ | اے ابو محمد آپ کیوں روتے ہیں !

فرمانے لگے کہ مجھے یاد آگیا :

فارق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدنیا ولم یشبع ھو و اھل بیتہ من خبز الشعیر [۲] | ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں دنیا سے رخصت ہوئے کہ آپ اور آپ کے خاندان نے کبھی بھی پیٹ سیر کر کے جو کی روٹی بھی نہیں کھائی ۔

۴ ۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب لوگوں کی زندگی میں کھانے کی فراوانی اور آسودگی کا عالم دیکھا تو کہنے لگے " آج تمہیں کھانے پینے کی ہر شے میسر ہے ۔

لقد رأیت نبیکم وما یجد من الدقل ما یملأ بطنہ ۔ [۳] | میں نے تمہارے آقا کو دیکھا آپ کے پاس اتنا سرکہ بھی نہ ہوتا جس سے پیٹ سیر ہو جائے ۔

---

[۱] البخاری ، ۹ : ۲۵۴

[۲] ابن سعد ، ۱ : ۴۰۲

[۳] شمائل ترمذی ، باب ما جاء فی عیش رسول اللہ

۵۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک دن آقائے کریم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ بیٹھ کر نماز ادا فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا:

ما اصابك یا رسول اللہ!	یا رسول اللہ اس کا سبب کیا ہے!
قال الجوع۔	آپ نے فرمایا بھوک۔
فبکیت۔	میں بے اختیار رو پڑا۔

اس پر آپ نے ارشاد فرمایا:

لا تبك فان شدۃ الجوع	مت رو۔ جو شخص رضائے الٰہی کی
لا تصیب الجائع اذا احتسب	خاطر دنیا میں بھوکا ہے وہ قیامت کی
فی دار الدنیا [1]	سختی سے محفوظ ہو جائے گا۔

کھانا جو کی روٹی

آپ کے کھانے میں ہماری طرح تکلفات نہیں بلکہ جو چیز مل جاتی اسے بڑی ہی خوشی کے ساتھ استعمال میں لے آتے۔ اکثر آپ کے کھانے میں جو کی روٹی ہوتی وہ بھی پیٹ بھر کر نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کے کھانے کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

کان اکثر ھم خبزھم	آپ کے گھر والوں کا کھانا اکثر جو کی
خبز الشعیر [2]	روٹی ہوا کرتا تھا۔

کُل جہاں مِلک اور جَو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

---

[1] زرقانی علی المواہب، ۴: ۳۱۹   [2] الترمذی، کتاب الزہد

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام حیاتِ مبارکہ کبھی بھی مسلسل دو دن جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔

کھانا جو کھانا جو کی روٹی اَن چھنا آٹا روٹی موٹی
وہ بھی شکم بھر روز نہ کھانا صلی اللہ علیہ وسلم

میں آپ کے فاقہ کی حالت دیکھ کر رو پڑا کرتی اور اپنا ہاتھ مبارک پیٹ پر پھیر کر کہتی کہ یہ فاقے کی وجہ سے کتنا دب گیا ہے!

ایک دن میں نے یہ کیفیت دیکھ کر عرض کیا:

نفسی لک الفداء لو تبلغت	میں قربان جاؤں آقا اس دنیا میں
من الدنیا بما یقوتک	سے اتنا تو قبول فرمایئے جو جسمانی قوت
	کے قائم رکھنے کے لیے کافی ہو۔

اس پر آپ نے فرمایا:

یا عائشہ مالی و للدنیا	عائشہ مجھے دنیا سے کیا کام؟ میرے
اخوانی من اولی العزم من	بھائی اولوالعزم رسول تو اس سے
الرسل صبروا علی ما	سخت حالت پر صبر کیا کرتے تھے۔
هو اشد من هذا [1]	

مالکِ دین و دنیا ہو کر، دونوں جہاں کے داتا ہو کر
فاقے سے ہیں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

شکم مبارک پر پتھر باندھنا

کبھی کبھی کمر کو سیدھا رکھنے کے لیے آپؐ شکمِ مبارک پر پتھر باندھ لیتے۔

---

[1] الشفاء، ص ۱۸۴ جلد ۱

حسبِ ضرورت کبھی ایک اور کبھی دو ۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ سے مروی ہے کہ ایک موقعہ پر صحابہ کرام نے بھوک کی وجہ سے اپنے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیے ۔ جب بھوک سے نڈھال ہوگئے تو تمام نے اپنے کریم آقا کی بارگاہ میں شکایت کی کہ آقا بھوک نے بہت پریشان کر رکھا ہے اور ساتھ اپنے بندھے ہوئے پتھر بھی دکھائے آپؐ نے فرمایا صحابہ میرا حال بھوک کی وجہ سے تم سے بھی زیادہ پریشان کن ہے ۔ اس کے بعد ہمارے آقا نے اپنے شکمِ مبارک سے کپڑا ہٹایا تو صحابہ حیران رہ گئے کہ آپ نے ایک کی بجائے پیٹ پر دو پتھر باندھے ہوئے تھے ۔ روایت کے الفاظ پڑھئے ؛

شکونا الی رسول اللہ صلی اللہ	ہم نے محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم من الجوع ورفعنا	کی خدمت میں بھوک کی شکایت کرتے
عن حجر حجر فرفع رسول	ہوئے اپنے اپنے پیٹ پر باندھے
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن	ہوئے پتھر دکھائے ۔ آپ نے اپنے
بطنہ عن حجرین	شکمِ مبارک سے کپڑا اٹھایا تو آپ نے
	دو پتھر باندھ رکھے تھے ۔ (شمائل ترمذی باب ما جاء فی عیش النبی)

فقر اختیاری تھا

بعض لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری دنیوی حالت جب دیکھتے ہیں کہ گھر میں کئی ماہ چولہا نہیں جلتا تھا ، پانی ، کھجور یا جَو کی روٹی پر گذر اوقات ہوتی تھی ۔ حتیٰ کہ وصال کے وقت آپؐ کی زرہ ایک یہودی کے پاس رہن تھی جس سے آپؐ نے کچھ غلّہ بطور قرض لیا تھا تو وہ محسوس کرتے کہ شاید آپؐ کا فقر بھی ہماری طرح تھا ۔ جس طرح ہم بے بس و مجبور ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ بھی اسی طرح تھا ۔ حالانکہ یہ بات کتاب و سنّت کے منافی ہے ۔ کتاب و سنّت نے اس بارے میں جو رہنمائی کی ہے وہ یہ ہے

کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا و آخرت کی تمام نعمتوں کا قسیم بنا دیا ہے۔ کائنات کی ہر چیز آپؐ کے در اور آپؐ کے وسیلے سے ملتی ہے۔ اس کے باوجود آپؐ نے اپنی تمام ظاہری زندگی حالتِ فقر میں بسر کی۔ کسی شخصیت کا کمال ہی یہ ہوتا ہے کہ سب کچھ ہوتے ہوئے وہ دوسروں کو ترجیح دے اور اپنی ذات کو دنیوی زینت و آرائش سے مبرا کرلے۔ اگر کوئی انسان حالتِ مجبوری میں فقر اختیار کرتا ہے تو اس میں کمال والا پہلو نہیں ہو سکتا۔ آئیے ہم یہاں کتاب و سنّت کے واضح ارشادات کا ذکر کرتے ہیں جن میں نشاندہی کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دونوں جہاں کی نعمتیں عطا کر رکھی ہیں اور آپ جیسا غنی کائنات میں کوئی نہیں۔

آپؐ سب سے غنی ہیں

قرآن مجید نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی حالتِ فقر کو حالتِ غنا سے تبدیل فرما دیا۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ — اللہ تعالیٰ نے آپ کو محتاج پایا تو اس نے آپ کو غنی کر دیا۔

جس ذات کو اللہ تعالیٰ غنی فرما دے وہاں فقر کا کوئی تصوّر نہیں رہ سکتا۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مجھے میرے رب کریم نے فرمایا اے محبوب اگر آپ چاہیں تو آپ کے لیے میں مکہ کی تمام زمین سونے کی بنا دوں، لیکن میں نے عرض کیا اے میرے رب کریم! میں یہ نہیں چاہتا۔"

لا یا رب ولکن اشبع یوماً	رب کریم میں یہ نہیں چاہتا بلکہ میں تو
فاذا جعت تضرعت الیک	چاہتا ہوں کہ ایک دن کھاؤں پس

وذکرتك واذا شبعت شکرتك وحمدتك (الترغیب ۵، ۱۵۰)

جب مجھے بھوک لگے تو میں تیری طرف تضرع کروں اور تجھے یاد کروں اور جب میں سیر ہو جاؤں تو تیرا شکر و حمد کروں۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دن رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم اور جبریل امین مکہ معظمہ میں کوہِ صفا پر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے جبریل قسم ہے اس ذات کی جس نے تجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے محمد کے گھر والے اس حال میں شام کرتے ہیں کہ ان کے پاس ایک مٹھی بھر آٹا اور ایک ہتھیلی بھر ستو بھی نہیں ہوتے۔ ابھی آپ نے گفتگو ختم نہیں فرمائی تھی کہ آسمان کی طرف سے ایک سخت خوفناک قسم کی آواز آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبریل کہیں قیامت کے قیام کا حکم تو نہیں؟ جبریل نے عرض کیا: یا رسول اللہ نہیں بلکہ اسرافیل کو آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہونے کا حکم ہوا ہے۔ چنانچہ وہ حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے جبریل کے ساتھ ابھی جو گفتگو کی ہے اللہ تعالیٰ نے اسے سنا ہے۔

فبعثنی الیك بمفاتیح خزائن الارض و امرنی ان اعرض علیك ان شئت ان اسیر معك جبال تهامة زمردًا و یاقوتًا وذهبا و فضةً فعلت فان شئت نبیا ملكًا وان شئت نبیا عبدًا فاومأ الیه جبریل ان تواضع

مجھے اللہ تعالیٰ نے زمین کی چابیاں آپ کو دینے کے لیے بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ میں آپ کی خدمت میں یہ پیشکش کروں کہ اگر آپ چاہیں تو سرزمینِ عرب کے تمام پہاڑ زمرد، یاقوت اور سونے کے بن کر آپ کے ساتھ چلیں، اگر آپ چاہیں تو آپ کو نبوت کے ساتھ تمام دنیا کی تاجداری عطا کر دوں یا آپ نبی عبد بننا پسند کرتے ہیں جبریل امین نے تواضع

WWW.NAFSEISLAM.COM

فقال بل نبیاً عبداً ثلاثا
(الانوار المحمدیہ، ۲۴۲ بحوالہ طبرانی)

کیطرف اشارہ کیا تو آپ نے تین دفعہ فرمایا میں نبیٔ عبد بننا پسند کرتا ہوں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لو شئت لسارت معی جبال الذھب مشکوٰۃ المصابیح

اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں۔

ایک روایت کے الفاظ میں:

فواللہ لو شئت لاجری اللہ معی جبال الذھب و الفضہ (الترغیب، ۵: ۱۶۳)

اللہ کی قسم اگر میں چاہوں تو اللہ تعالیٰ میرے ساتھ سونے اور چاندی کے پہاڑ کر دے۔

ائمہ امت کی تصریحات

کتاب و سنت کے ان واضح ارشادات کی روشنی میں ائمہ امت نے یہ تصریح کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر اختیاری تھا اضطراری نہیں جو شخص آپ کے فقر مبارک کو اضطراری سمجھے وہ شخص گمراہ ہے۔

حضرت ملا علی قاریؒ امام حلیمیؒ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔

من تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لا یوصف بما ھو عند الناس من اوصاف الضعۃ فلا یقال کان فقیرا
(شرح شمائل للقاری، ۲: ۱۸۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کی طرف کسی ایسے وصف کی نسبت درست نہیں، جو لوگوں کے ہاں ادنیٰ ہو پس آپ کو فقیر نہیں کہا جا سکتا۔

دوسرے مقام پر خود تصریح کرتے ہیں :

اعلم ان فقرہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اختیاریا لاکرھًا واضطراریًا [1]	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک فقر اختیاری تھا اضطراری نہ تھا ۔

امام سبکیؒ فقہاء اندلس کے حوالے سے نقل کرتے ہیں :

ان فقہاء الاندلس افتوا بقتل من استخف بحقہ صلی اللہ علیہ وسلم فسماہ اثناء مناظرتہ بالیتیم وزعم ان زھدہ لم یکن قصدًا ولو قدر علی الطیبات لاکلھا ۔ [2]	فقہاء اندلس کا یہ فتویٰ ہے کہ جو شخص آپ کے مقام کو کم سمجھتے ہوئے دوران مناظرہ یتیم کہے اور یہ عقیدہ رکھے کہ آپ کا فقر قصدًا نہ تھا بلکہ اضطراری تھا اگر آپ مختلف مطعومات پر قادر ہوتے تو انہیں حاصل کر کے کھاتے ، اسے قتل کر دیا جائے گا ۔

شیخ ابراہیم بیجوریؒ رقمطراز ہیں :

اعلم ان ضیق عیشہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس اضطراریًا بل کان اختیاریًا قد عرضت علیہ بطحاء مکۃ ان تکون	واضح رہے کہ ـــــ تنگی آپ کی مجبوری نہ تھی بلکہ یہ ایک اختیاری معاملہ تھا ۔ آپ پر تو اس بات کی پیش کش کی گئی تھی کہ مکہ کی زمین سونے کی بنادی جائے تو آپ نے

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

[1] شرح شمائل للقاری ، ۲ : ۱۸۵

[2] ، ، ، ، ، ،

ذھبا فاباہ، اس سے انکار فرمایا

ناف مبارک

آپ کے خصائص میں اصحابِ سیر نے تحریر کیا ہے:

انہ ولد مختونًا مسرورًا آپ ختنہ شدہ اور ناف بریدہ
ای مقطوع الختان و پیدا ہوئے۔
مقطوع السرۃ۔ [2]

---

[1] المواھب اللدنیہ ، ۱۹۲
[2] المورد الروی فی المولد النبوی ، ۸۷

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

ران مبارک

دیگر اعضاء کی طرح آپ کے ران مبارک نہایت سفید اور چمکدار تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کو آپ کے مقدس ران کی اچانک زیارت نصیب ہوئی تھی اس کا تذکرہ یوں کرتے ہیں:

انحسر الازار عن فخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو راکب فی غزوۃ خیبر فانی لاری بیاض فخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[1]	غزوۂ خیبر کے موقعہ پر آپ سواری پر تھے تو آپ کے مقدس ران سے کپڑا اٹھا میں نے اسے نہایت سفید پایا۔

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبل ماتحت الازار من الفخذین والساق[2]	آپؐ کے جسم اطہر کا وہ حصہ جو تہبند کے نیچے آتا تھا مثلاً ران اور پنڈلیاں وہ سفید تھیں۔

---

[1] سبل الهدیٰ، ۱: ۱۰۶

[2] دلائل النبوۃ للبیہقی، ۱: ۲۰۵

حضرت ابو امامہ حارثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جلس جلس القرفصاء۔ [1]	رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ران کو بطن مبارک کے ساتھ ملا کر بیٹھتے تھے۔

"قرفصا" کے دو معانی شارحین نے کیے ہیں ڈاکٹر السید الجمیلی لکھتے ہیں:

ان یجلس لاصقا فخذیہ ببطنہ و یمسک ساقیہ بیدیہ۔	اس طرح بیٹھنا کہ دونوں ران بطن کے ساتھ متصل اور پنڈلیاں دونوں بازوں کے اندر ہوں۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے ایک دوسرا معنی بیان کیا ہے۔

بنشیند تکیہ زدہ بر دو زانو و چسپاند ران ہا را بشکم و درآید کفہا بر دو دست در بغل دست راست در بغل چپ و دست چپ در بغل راست [2]	اس طرح بیٹھنا کہ بوجھ دونوں زانوؤں پر ہو اور ران کے شکم کے ساتھ متصل دونوں ہاتھ اس طرح بغل میں ہوں کہ دایاں بائیں بغل اور بایاں دائیں بغل میں ہو۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

[1] اخلاق النبی و آدابہ، ۲۱۰

[2] اشعۃ اللمعات، ۴: ۳۲

زانوئے مقدس

انبیاء تہ کریں زانو ان کے حضور
زانوؤں کی وجاہت پہ لاکھوں سلام

آپ کے مبارک زانو حسن و جمال کا مرقع تھے۔ ان کی وجاہت و وقار بیمثال تھی۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ضخم الكراديس[۱]	آپ کے مقدس زانو جسم کے دیگر اعضاء کی طرح پُر گوشت تھے۔

کرادیس، کردوس کی جمع ہے جس کا معنی دو ہڈیوں کے ملنے کی جگہ (جوڑ) ہے مثلاً زانو، کہنی، کاندھا۔

دوسری روایت میں ہے:۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم جليل المشاش۔[۲]	آپ کے مبارک زانوؤں کی ہڈیاں دوسرے جوڑوں کی طرح عظیم تھیں

۱؎ دلائل النبوۃ للبیہقی ۱۹۲:۱۰
۲؎ الوفا ۲: ۴۰۲

مبارک پنڈلیاں

آپؐ کی پنڈلیاں پُرگوشت نہ تھیں بلکہ نرم، باریک، نہایت ہی چمکدار اور خوبصورت تھیں۔ جن جن صحابہ نے مبارک پنڈلیاں دیکھیں وہ جب بھی تذکرہ کرتے تو انہیں ان کی چمک دمک یاد آجاتی اور وہ پکار اٹھتے کہ میں آج بھی اس چمک کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔

پنڈلیاں باریک تھیں

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی مبارک پنڈلیوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

کان فی ساقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حموشۃ [1]	آپ کی مبارک دونوں پنڈلیاں ضخیم نہیں بلکہ موزونیت کے ساتھ پتلی تھیں۔

حافظ ابن کثیر حموشۃ کا معنی کرتے ہیں:

لم یکونا ضخمین [2]	آپ کی پنڈلیاں ضخیم نہ تھیں۔

---

[1] الترمذی، کتاب المناقب

[2] شمائل الرسول، ۲۹

کھجور کے تازہ خوشے کی طرح

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ہجرت کی رات جب حضورؐ کا پیچھا کرتے ہوئے آپؐ کے قریب پہنچا تو میں نے دیکھا آپ اونٹنی پر سوار ہیں۔ آپ کی مبارک پنڈلی سے کپڑا ہٹا تو میں نے پنڈلی کی زیارت کی۔ یوں محسوس ہوا جیسے کھجور کا تازہ خوشہ ابھی اپنے پردے اور شگوفے سے باہر آیا ہے۔

روایت کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

اتیت رسول اللّٰہ فلما دنوت من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو علی ناقۃ جعلت انظر الی ساقہ کانہا جمارۃ نخل[1]	میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریب سے دیکھا۔ آپؐ اونٹنی پر سوار تھے۔ میں نے آپؐ کی پنڈلی کی زیارت کی۔ آپؐ کی پنڈلیاں یوں معلوم ہو رہی تھیں جیسے کھجور کا خوشہ اپنے پردے سے باہر نکل آیا ہے۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ تشبیہہ خوشہ کے ساتھ سفیدی اور چمک میں ہے۔[2]

ساقِ اصلِ قدم شاخِ نخلِ کرم
شمعِ راہِ اصابت پہ لاکھوں سلام

پنڈلیوں کی چمک دمک

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابطح کے مقام پر دوپہر

---

[1] شمائل الرسول ، ۱۲۰

[2] ” ” ”

کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپؐ خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے خیمہ سے نکل کر اذان دی پھر دوبارہ خیمہ میں جاکر واپس آئے تو اُن کے ہاتھ میں آپؐ کے وضو سے بچا ہوا پانی تھا۔

فوقف الناس علیہ	اطلاع ہوتے ہی غلام آگئے اور
یاخذون منہ۔	ان سے برکت کے لیے پانی لینا شروع کر دیا۔

اس کے بعد حضرت بلالؓ دوبارہ خیمے میں گئے اور باہر آئے تو ان کے ہاتھوں میں نیزہ تھا۔ ان کے پیچھے پیچھے آقا دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم بھی نماز کے لیے باہر تشریف لائے اس موقع پر مجھے آپؐ کی مبارک پنڈلیوں کی زیارت کا شرف ملا اور ان کا حسنؐ جمال آج بھی میرے دماغ میں راسخ ہے۔

کانی انظر الی و بیص	میں آج بھی ان مبارک پنڈلیوں
ساقیہ [1]	کی چمک کا مشاہدہ کر رہا ہوں۔

پنڈلی کا بوسہ

حضرت عبداللہ بن ابی سیقۃ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حجۃ الوداع کے موقعہ پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ سواری پر تھے۔ میں محبت و پیار کی وجہ سے آپ کے ساتھ چمٹ گیا۔ آپ نے مجھے چھڑی لگائی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں تو آپ سے اس کا قصاص لوں گا۔ آپ نے چھڑی میرے ہاتھ میں دے کر فرمایا: لو قصاص لے لو مجھے موقعہ مل گیا۔

---

[1] البخاری، کتاب المناقب

فقبلت ساقہ و رجلہ صلی اللہ علیہ وسلم [1]	میں نے آپ کی مبارک پنڈلی اور پاؤں کا بوسہ لے لیا۔

پنڈلی کا بطور تبرک مس کرنا

حضرت ابن ابی عمرو المزنی سے مروی ہے کہ میں ابھی بچہ تھا۔ مجھے والد گرامی منیٰ کے مقام پر آپ کی خدمت اقدس میں لے گئے۔ آپ سواری پر تھے۔ میرے والد نے مجھے بتایا کہ یہ اللہ کے رسول اور اس کے حبیب ہیں:

فدنوت حتی اخذت بساقہ ثم مسحتہا [2]	میں نے قریب ہو کر آپ کی پنڈلی پکڑی اور اسے بطور تبرک مس کیا

---

[1] سیدنا محمد رسول اللہ، ۳۸۷

[2] " " " " ، ۳۸۶

WWW.NAFSEISLAM.COM

قدمین شریفین !!

حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں پاؤں مبارک نرم، پُرگوشت تھے۔ ان کے تلوے قدرے گہرے تھے۔ ان کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی تھیں۔ قدم اس طرح ہموار کہ پانی ان سے فی الفور ڈھل جاتا۔ خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھے۔

قدم مبارک بڑے تھے

آپؐ کے مبارک قدم میں چھوٹا پن نہ تھا بلکہ دونوں پاؤں مبارک بڑے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ضخم القدمین[1]	آپؐ کے مبارک قدم تناسب سے بڑے تھے۔

دوسری روایت میں ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحب القدمین۔	آپؐ کے قدم مبارک واسع تھے۔

---

[1] البخاری، کتاب اللباس

پُرگوشت تھے

حضرت ھند بن ابی ھالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شثن القدمین۔ [1] — آپ کے دونوں پاؤں مقدس پرگوشت تھے۔

مُرقّعِ حُسن بے مثال

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قدمین کی خوبصورتی بیان کرتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احسن البشر قدمًا [2] — نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پائے مبارک تمام انسانوں سے خوبصورت تھے

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ کے مبارک قدم پرگوشت اور تناسب کے ساتھ بھاری تھے۔

لم ار بعدہ شبھًا بہ [3] — میں نے اتنے خوبصورت پاؤں آپ کے بعد کسی کے نہیں دیکھے۔

انگلیاں لمبی تھیں

حضرت ھند بن ابی ھالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پاؤں کی انگلیوں کے بارے میں بیان

---

[1] شمائل ترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ [3] دلائل النبوۃ للبیہقی ۱: ۲۴۴

[2] شمائل ترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ

کرتے ہیں :

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شثن القدمین سائل الاطراف[1]	رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پاؤں پر گوشت تھے اور ان کی انگلیاں نہایت ہی خوبصورت اور لمبی تھیں ۔

آپؐ کے پاؤں مبارک کی انگلیوں کے حسن و جمال کے بارے میں حضرت میمونہ بنت کردم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنے والدگرامی کے ساتھ حضور علیہ السلام کی زیارت کا شرف پایا اس وقت آپ اونٹنی پر سوار تھے اور آپ کے ہاتھ میں اس طرح کی چھڑی تھی جیسی اساتذہ کے پاس ہوتی ہے ۔

فدنا ابی فاخذ بقدمه فاقر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	میرے والد نے قریب ہو کر آپ کا مبارک قدم پکڑ لیا اور حضور علیہ السلام کی رسالت و نبوت کا اعتراف کر لیا ۔

اس موقعہ پر میں نے آپ کے مبارک پاؤں کی انگلیوں کی زیارت کی ۔

فما نسیت طول اصبع قدمه السبابة علی سائر اصابعه[2]	سبابہ کا پاؤں کی دوسری انگلیوں پر حسن طول میں آج تک نہیں بھولی

یعنی جب بھی آپ کا تصور کرتی ہوں تو انگلیوں کا حسن و جمال میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے ۔

اہم نوٹ بعض روایات میں حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے بیان ہوا ہے کہ چھنگلی انگلی دونوں پاؤں کی انگلیوں سے بڑی تھی یعنی یہی

---

[1] سبل الھدیٰ، ۲ : ۱۰۷

[2] مسند احمد، ۶ : ۳۶۶

روایات قابل توجہ نہیں ۔

دلائل النبوۃ للبیہقی کی اس سلسلہ میں مروی روایت کے بارے میں امام محمد یوسف الصالحیؒ لکھتے ہیں کہ اس کی سند میں سلمۃ بن حفص سعدی ہے اور اس کے بارے میں امام ابن حبانؒ نے نشاندہی کر دی ہے کہ یہ احادیث گھڑا کرتا تھا اس لیے اس کی روایات قابلِ استدلال نہیں ۔

وحدیثه هذا باطل لااصل له ورسول الله صلی الله علیه وسلم کان معتدل الخلق[1]	اس کی یہ (انگلی کے بڑے ہونے کے بارے میں) حدیث باطل ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں اور یاد رہے کہ نبی اکرم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اطہر کے ہر ہر عضو کی تخلیق میں اعتدال و موزونیت کو قائم رکھا گیا ہے ۔

جب آپؐ کے جسم اطہر کے بارے میں یہ مسلّمہ ہے کہ اس کے ہر ہر عضو میں اعتدال ہے تو اب اس کے خلاف جو روایت آئے گی وہ قابلِ توجہ نہ ہوگی ۔

پاؤں کے تلوے

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ کے تلوے گہرے تھے ۔

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم ششن القدمین خمصان الاخمصین ۔[2]	آپؐ کے دونوں قدم پُر گوشت تھے۔ اور ان کے تلوے قدرے گہرے ۔

---

[1] سبل الہدیٰ والرشاد ۲ : ۱۰۸

[2] شمائل ترمذی ، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ

اخمص کا معنی بیان کرتے ہوئے ابن اثیر کہتے ہیں :

من القدم الموضع الذی	قدم کا وہ حصہ جو چلتے وقت زمین سے
لا یلصق بالارض منها عند	مس نہ ہو ۔
الوطء [1]	

ابن الاعرابی سے آپ کے تلووں کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ تلوے قدرے گہرے تھے ۔ اتنے گہرے نہ تھے کہ زمین سے زیادہ بلند ہوں اور نہ اتنے برابر تھے کہ بالکل تلوے برابر ہوں یعنی ان کی گہرائی میں اعتدال تھا ۔[2]

سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ تلووں میں گہرائی نہ تھی بلکہ برابر تھے ۔ ان کے الفاظ ہیں :

کان یطاء بقدمیه جمیعًا	آپ جب زمین پر چلتے تو پورے قدم
لیس له اخمص [3]	لگاتے ۔ کوئی حصہ ایسا نہ تھا جو زمین پر نہ لگے ۔

روایات میں تطبیق

ان روایات میں تطبیق دیتے ہوئے محدثین نے جو کچھ فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے :

۱ ۔ جنھوں نے تلووں کی گہرائی کا ذکر ہے ان کی مراد قدرے گہرائی ہے اور نفی

---

[1] جمع الوسائل ، ۴۴

[2] سبل الھدیٰ ، ۲ : ۱۰۹

[3] دلائل النبوۃ للبیہقی ، ۱ : ۲۴۵

کرنے والوں کی مراد زیادہ گہرائی کی نفی ہے۔

۲۔ تلووں میں چونکہ قدرے گہرائی تھی اس لیے جب چلنے میں شدت نہ ہوتی تو وہ حصہ زمین پر نہ لگتا۔ اور جب شدت ہوتی تو پورا پاؤں زمین پر لگتا تھا۔ سیدنا ابوھریرہؓ سے مروی روایت شدت کی صورت پر محمول ہے یعنی اس سے تلوے کی گہرائی کی نفی نہیں ہوتی۔

۳۔ امام عبدالرؤف مناوی نے یہاں فرمایا کہ حدیث ابوھریرہ اگرچہ سند کے اعتبار سے دوسری حدیث سے قوی ہے مگر متن کے اعتبار سے ضعیف ہے۔ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان سیاقه دال علی انه	اس حدیث کا پس منظر بتاتا ہے کہ آپ
استدلال باثر قدمه علی	نے تلووں کی عدم گہرائی پر قدم کے نشان
انه لااخمص له ولم یسند	سے استدلال کیا ہے اور اس کے حکم کو
حکمه بذلك الی روایة و	کسی روایت کی طرف منسوب نہیں کیا۔
بذلك یضعف [1]	اس وجہ سے اس میں ضعف پیدا ہو گیا ہے۔

کیونکہ ممکن ہے گہرائی ہو مگر شدتِ رفتار کی وجہ سے پورا قدم زمین سے مس ہو رہا تھا۔ سیدنا ابوھریرہ نے اسی سے استدلال فرمایا تھا۔

قدموں کا ظاہر ہموار تھا

وصافِ نبی حضرت ہند بن ابی ھالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپؐ کے مبارک قدموں کے ظاہری حصہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

---

[1] شرح علی الشمائل، ۱ : ۴۴

كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم مسيح القدمين يبنو منهما الماء۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک قدم نہایت ہموار اور نرم تھے۔ پانی ان سے فی الفور ڈھل جاتا۔

امام ابن جوزی نے "مسیح القدمین" کا معنی ایسے قدم جو زیادہ پر گوشت نہ ہو کیا ہے۔

پاؤں کی ٹھنڈک

آپ کے مبارک قدموں کو مس کرنے والا ہر شخص ان کی ٹھنڈک محسوس کرتا۔ حضرت میمونہ بنت کردم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے والد گرامی نے آپ کے مبارک قدم کو مس کرنے کے بعد بتایا

فقبضت على رجله فما رائيت شيئا ابرد منها [2]

میں نے آپ کے مبارک پاؤں کو مس کیا تو اس سے بڑھ کر میں نے کسی شے کو ٹھنڈا نہیں پایا۔

میں آج بھی ہاتھوں میں ٹھنڈک محسوس کرتا ہوں

WWW.NAFSEISLAM.COM

حضرت عمرو بن ابی عمر والمزنی بیان کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر میری عمر پانچ چھ سال تھی۔ یوم نحر کو میرے والد مجھے پکڑ کر منیٰ میں اس مقام تک لے گئے۔ یہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی سواری پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔

---

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی، ۱ : ۲۸۷

[2] دلائل النبوۃ للبیہقی، ۱ : ۲۵۷

فقلت لابی من هذا ؟ فقال هذا رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم۔

میں نے والد سے پوچھا یہ مبارک شخصیت کون ہیں ؟ انہوں نے بتایا یہ اللہ کے رسول ہیں ۔

میں یہ سن کر آگے بڑھا اور آپ کے اتنا قریب ہوا ،

حتی اخذت بساقه ثم مسحتها حتی ادخلت کفی فیما بین اخمص قدمه والنعل فکانی اجد بردها علی کفی ۔ [1]

یہاں تک کہ میں نے آپ کی مبارک پنڈلی کو پکڑ لیا پھر میں نے اسے تبرکاً چھوا اس کے بعد اپنا ہاتھ آپ کے مبارک قدموں کے تلووں اور نعلین مقدس کے درمیان رکھا۔ پس اب بھی میں اپنے ہاتھ میں ان کی ٹھنڈک محسوس کرتا ہوں ۔

ایڑیاں مبارک

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی مقدس ایڑیوں کے بارے میں بیان کرتے ہیں :

کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم منهوس العقب [2]

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک ایڑیوں پر بہت کم گوشت تھا ۔

شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ آپ کی مقدس ایڑیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میرے شیخ حضرت موسیٰ قادری جیلانی قدس سرہ العزیز کو حضور علیہ السلام کے مبارک حلیہ سے

---

[1] سیدنا محمد رسول اللہ ، ۳۸۶

[2] شمائل ترمذی ، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ۔

وافر طور پر خیرات نصیب تھی۔ ان کی ایڑیاں حسن و جمال اور لطافت میں اس قدر خوبصورت تھیں کہ کسی خوبصورت شخص کا رخسار ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ ان کے الفاظ ملاحظہ ہوں :

پاشنہ پائی سیدی الشیخ موسیٰ الجیلانی
در صفا و لطافت بحدی لطیف بود کہ
رخسارۂ ہیچ خوش شکلے آنچناں نمی
باشند و بود وی قدس سرہ وافر الحظ از
حلیۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [1]

میرے سرتاج و شیخ موسیٰ جیلانی کی ایڑیاں
صفائی اور لطافت میں اس قدر لطیف
تھیں کہ کسی خوبصورت انسان کا رخسار
بھی اس طرح نہیں تھا اور آپ قدس
سرہٗ کو آقا علیہ السلام کے سراپا سے
حصۂ وافر حاصل تھا۔

آپ اندازہ کیجئے جب معمولی خیرات پاتے والوں کی ایڑیوں کے حسن کا یہ عالم ہے تو اس تاجدارِ حسن کی ایڑیاں کتنی حسین ہوں گی اور اس کے رخسارِ زیبا کا کیا عالم ہوگا !

مولانا احمد رضا خاں قادریؒ نے کیا خوب کہا :

عارضِ شمس و قمر سے بھی ہیں انور ایڑیاں
عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں وہ خوش تر ایڑیاں
جا بجا پرتو فگن ہیں آسماں پر ایڑیاں
دن کو ہیں خورشید شب کو ماہ و اختر ایڑیاں
تاجِ روح القدس کے موتی جسے سجدہ کریں
رکھتی ہیں واللہ وہ پاکیزہ گوہر ایڑیاں !

●

۱؎ مدارج النبوۃ، ۱ : ۲۰

WWW.NAFSEISLAM.COM

حبیب و خلیل کے قدم

بیت اللہ کے پاس ایک پتھر آج بھی موجود ہے جس کا نام مقامِ ابراہیم ہے۔ اس پتھر پر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے مبارک قدم کا نشان ہے۔ وہ صرف نشان ہی نہیں بلکہ وہ ان کے مبارک قدموں کے حسن کا مظہر ہے۔ زیارت کرنے والا ہر شخص پکار اٹھتا ہے کہ یہ پاؤں اتنا خوبصورت ہے تو اس پاؤں والا کتنا حسین و جمیل ہوگا۔

ایک دفعہ قریش اکٹھے ہو کر اپنے معروف نجومی کے پاس گئے اور اسے کہا کہ ہم میں سے ہر ایک کا پاؤں دیکھ کر بتاؤ کس کا پاؤں مقام ابراہیم کے مشابہ ہے۔ اس نے کہا کہ زمین کو اچھی طرح صاف کر دو تاکہ اس پہ کوئی نشان نہ رہے۔ اس کے بعد تم سب باری باری میرے سامنے چلو۔ میں تمہارے قدموں کے نشانات دیکھ کر فیصلہ دوں گا۔ تمام قریش چلے اور اس نے ان کے نشانات دیکھے۔ ان میں حضور علیہ السلام بھی تھے۔

فابصر اثر محمد صلی	اس نے جب حضور علیہ السلام کے
الله تعالیٰ علیه وسلم فقال	مبارک قدموں کے آثار دیکھے تو پکار
هذا اقربکم شبهًا به [1]	اٹھا۔ یہ پاؤں ان کے مشابہ ہیں۔

اس کے تقریباً بیس سال بعد آپؐ نے اعلانِ نبوت فرمایا :

پتھر اور نشانِ قدمِ حبیب

جس طرح پتھر پر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے مبارک قدموں کے نشان

---

[1] حجۃ اللہ علی العالمین، ۶۸۶

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہیں اسی طرح بعض پتھروں پر اللہ کے حبیب کے قدمین شریفین کے نشان بھی ہیں۔ ان میں سے بعض آج تک مختلف مقامات پر مخلوقِ خدا کی زیارت گاہ ہیں۔ امام زرقانی شرح المواہب میں لکھتے ہیں:

وقد اشتہر فی المدائح	حضور علیہ السلام کی مدح کرنیوالے
قدیمًا وحدیثًا ان النبی	متقدمین و متاخرین میں یہ مشہور ہے
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	کہ آپ جب کسی پتھر پر قدم رکھتے
کان اذا مشٰی علی الصخر	تو وہ نرم ہو جاتا اور اس میں قدم
غاصت قدماہ فیہ و	مبارک کا نشان نظر آتا۔
اثرت۔ [1]	

امام خفاجیؒ فرماتے ہیں کہ بیت المقدس اور مصر میں ایسے پتھر موجود ہیں جن پر آپ کے مبارک قدم کا نشان ہے۔

والناس تتبرک بہ و	لوگ ان سے برکت حاصل کرتے ہیں
تزورہ و تعظمہ [2]	اور ان کی زیارت و تعظیم کرتے ہیں

امام نبہانی رقمطراز ہیں کہ بعض اوقات آپ ریت پر چلتے تو قدموں کے نشان محسوس تک نہ ہوتے [3]

یعنی سخت پتھر نرم ہو جاتے اور نرم زمین معتدل ہو جاتی تاکہ حبیب کریم کو چلتے ہوئے تکلیف نہ ہو۔

---

[1] زرقانی ۴ : ۲۲۸

[2] نسیم الریاض۔ ذکر جمیل ۳۱۴

[3] حجۃ اللہ علی العالمین ۴۵۲

WWW.NAFSEISLAM.COM

برکاتِ قدمین شریفین

یہ ساری کائنات آپؐ کے مبارک قدموں کی برکت ہی ہے۔ یہاں ہم بعض واقعات کا تذکرہ کرتے ہیں تاکہ واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی گرد راہ کی صرف قسم ہی کھا کر اسے ممتاز و افضل نہیں فرمایا بلکہ جن مقامات نے آپ کے مبارک قدموں کو مس کیا انہیں وہ درجہ ملا جس کی مثال دنیا و آخرت میں نہیں ملتی۔

گردِ تو گردد حریم کائنات
از تو خواہم یک نگاہِ التفات

دوسرے مقام پر اقبال کہتے ہیں:

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا

تمام روئے زمین کا مسجد ہونا

سابقہ امتوں میں عبادتِ الٰہی کے لیے بعض مقامات مخصوص ہوتے تھے ان کے علاوہ دوسری جگہ عبادت کی اجازت نہ ہوتی اگر کوئی شخص اس مخصوص مقام کے علاوہ کسی دوسری جگہ عبادت کرتا تو اس کی عبادت رد کر دی جاتی تھی مگر آپ کی امت کے لیے تمام روئے زمین کو عبادت کی جگہ بنا دیا۔ یہ سب آپؐ کے قدموں کی برکت ہے۔ اسی لیے آپ نے فرمایا:

جعلت لی الارض مسجدًا و طهورًا۔

میری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین کو سجدہ گاہ اور پاک کر دیا۔

قدمین شریفین اور ریاض الجنۃ

مسجدِ نبوی تمام مساجد سے افضل ہے مگر اس کا وہ حصہ جسے ریاض الجنۃ کہا جاتا ہے مسجدِ نبوی سے بھی افضل ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہاں آپؐ کا آنا جانا کثرت کے ساتھ تھا تو وہ جگہ یہاں آپؐ کے مبارک قدم کثرت کے ساتھ لگے وہ جنت کہلایا اس لیے آپؐ نے فرمایا:

ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ[1]

میرے گھر اور منبر کے درمیان جو جگہ ہے یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

منبر کا حوضِ کوثر پر ہونا

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

منبری علی حوضی[2]

میرے منبر کے نیچے میرا حوضِ کوثر ہے

گویا آپ نے واضح فرما دیا کہ جس جگہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مبارک قدم لگے وہاں آبِ زمزم کا چشمہ جاری ہوا اور جس جگہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک قدم پڑے وہاں سے حوضِ کوثر کا دریا جاری ہوگا جس سے روزِ قیامت تمام جنتی سیراب ہوں گے۔

یثرب سے دار الشفاء

مدینہ منورہ کی سرزمین کا سابقہ نام یثرب ہے جس کا مطلب یہ تھا کہ یہ بستی بیماریوں

---

[1] البخاری، فضائل المدینۃ

[2] البخاری، فضائل المدینۃ

کا مرکز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب مسلمان اس کی طرف ہجرت کر کے گئے تو کفارِ قریش خوش ہوئے کہ یہ خود بخود وہاں بیماریوں کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے۔ صحابہ نے یہ معاملہ آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے فرمایا اب یہ یثرب نہیں بلکہ یہ مدینۃ الرسول ہے گویا اب بیماریوں کا مرکز نہیں بلکہ شفاء کا مرکز ہے۔ آخر اس تبدیلی کا سبب کیا ہے؟ تو اس کا جواب فقط یہ ہے کہ اس سرزمین کو آپ کے قدم چومنے کا شرف مل گیا۔ جس کی وجہ سے یہ سرزمین رشکِ عرش بن گئی۔

خاکِ مدینہ شفاء ہے

آپ کا ارشاد گرامی ہے:

ترابُ المدینۃ شفاءٌ من کلِّ داءٍ[1] — خاکِ مدینہ ہر بیماری کے لیے شفاء ہے

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس لوٹے تو اس وقت گرد و غبار اڑ رہی تھی بعض صحابہ نے اپنے ناک منہ کو کپڑے سے ڈھانپ لیا۔ اس پر حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

والذی نفسی بیدہ ان فی غبارھا شفاء من کل داءٍ[2] — قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے مدینہ کی غبار ہر بیماری کے لیے شفاء ہے۔

عرش و کعبہ سے افضل

تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ زمین کا وہ حصہ جو آج حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں کا بوسہ لے رہا ہے وہ تمام روئے زمین حتیٰ کہ کعبہ اور عرشِ اعظم سے بھی افضل ہے۔ شیخ احمد بن عبد الحمید رقمطراز ہیں کہ علماء کا اس بارے

---

[1] فضائل المدینۃ المنورہ، ۵۱

[2] جامع الاصول لابن اثیر، ۹ : ۲۴

میں اختلاف ہے کہ شہر مکہ افضل ہے یا شہر مدینہ؟

مع اجماعهم علی تفضیل	لیکن اس پر اتفاق ہے کہ زمین کا وہ
ماضم الاعضاء الشریفه	حصہ جو آپ کے جسدِ اطہر کو مس کر رہا
حتیٰ علی الکعبة	ہے وہ تمام روئے زمین بلکہ کعبہ سے
(عمدة الاخبار فی مدینة المختار، فصل فی ذکر فضل المدینہ)	افضل ہے۔

پاؤں کی ٹھوکر سے چشمہ کا جاری ہونا

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ایک دفعہ آپ اپنے چچا ابو طالب کیساتھ مقامِ ذی المجاز میں تھے، یہ مقام عرفات سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ حضرت ابو طالب کو سخت پیاس لگی کوشش بسیار کے باوجود پانی نہ ملا۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی پیاس کی شدت کو محسوس فرمایا:

فضرب بقدمه الارض	تو آپ نے زمین پر قدم سے ایک ضرب
فخرج الماء فقال اشرب[1]	لگائی تو اس سے پانی کا چشمہ بہہ نکلا۔

آپ نے فرمایا خوب سیر ہو کر پی لو۔

جب انہوں نے پانی پی لیا تو آپ نے اسی جگہ قدم رکھا تو پانی بند ہو گیا۔

قرآن اور خاکِ پا کی قسم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کے ہاں جو مقام و مرتبہ ہے اس کا اندازہ

---

[1] زرقانی ۵: ۱۷۰

WWW.NAFSEISLAM.COM

اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں اپنے پیارے حبیب کے زمانے، گفتگو، چہرہ و زلف اور زندگی کی قسم کھائی ہے وہاں اس نے آپ کی خاکِ گزر کی بھی قسم کھائی ہے۔ ارشاد رب العزت ہے:

لَا أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ وَ	میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں جس میں
أَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ [1]	آپ جلوہ افروز ہیں۔

کسی شہر کی قسم کھانے سے خاکِ پا ہی مراد ہوتی ہے۔ کیونکہ شہر سے مراد وہی سرزمین ہے جو اس شخصیت کے قدموں سے مس کر رہی ہوتی ہے۔

اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو قول منقول ہے وہ نہایت ہی قابلِ توجہ ہے اور اہلِ ایمان و محبت کے دل کی ٹھنڈک ہے۔ آپ اپنے پیارے آقا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتے ہیں:

بابی انت وامی یا رسول	یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ
اللہ قد بلغت من	پر فدا ہوں اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ
الفضیلۃ عندہ ان	کا کتنا عظیم مرتبہ ہے کہ اس نے آپ
اقسم بتراب قدمیک	کے قدموں کی خاک کی قسم اٹھاتے
فقال لا اقسم بھذا البلد [2]	ہوئے فرمایا ہے لا اقسم بھذا البلد

المواهب اللدنیہ میں روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ نے عرض کیا: میرے آقا! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں:

لقد بلغ من فضیلتک عند — اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کا مقام اتنا بلند ہے

---

[1] البلد، ۹۰: ۱-۲

[2] نسیم الریاض، ۱: ۱۹۶

اللہ ان اقسم بحیاتک دون	اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کا مقام اتنا بلند
سائر الانبیاء و لقد بلغ	ہے کہ اس نے آپ کی زندگی کی قسم کھائی
من فضیلتک عندہ ان	باقی انبیاء کی حیات کی نہیں اور اس کے
اقسم بتراب قدمیک	ہاں یہ فضیلت کی انتہا ہے کہ اس نے
فقال لا اقسم بھذا البلد [1]	آپ کے قدموں سے مس ہونے والی

مٹی کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا : لا اقسم بھذا البلد۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی پہلے یہ بیان کر کے کہ اس آیت میں آپ کی خاکِ پا کی قسم اٹھائی گئی ہے لکھتے ہیں کہ بظاہر یہ معاملہ نہایت ہی سخت و عجیب ہے کہ اللہ رب العزت آپ کی خاکِ پا کی قسم اٹھائے لیکن اگر غور و فکر کیا جائے تو معاملہ بڑا واضح ہے۔

و تحقیق ایں سخن آنست کہ	اس بات کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ
سوگند خوردن حضرت رب العزت	تعالیٰ کا اپنی ذات و صفات کے علاوہ
جل جلالہ بچیزے کہ غیر ذات و صفات	کسی بات کی قسم کھانا اس لیے نہیں
بود برائے اظہار شرف و فضیلت و	ہوتا کہ وہ شیئ اللہ تعالیٰ سے بڑی ہے
تمیز آں چیز است نزد مردم و نسبت	بلکہ حکمت یہ ہوتی ہے کہ اس شیئ کی
بایشاں تا بدانند کہ آں امری عظیم و	فضیلت و عظمت کو واضح کیا جائے
شریف است نہ آنکہ اعظم است بدی	تاکہ لوگوں کو علم ہو کہ اس شیئ کی اللہ تعالیٰ
تعالیٰ۔ [2]	کے ہاں بڑی قدر و منزلت ہے۔

---

[1] المواہب اللدنیہ

[2] مدارج النبوہ ۱: ۶۵

آیتِ مذکورہ اور مفسرین

اس آیتِ کریمہ کے تحت اہلِ محبت نے جو کچھ تحریر کیا اس کا احاطہ ممکن نہیں اور نہ ہی یہاں مقصود ہے۔ اس میں سے بعض کا ذکر ایمان کی روشنی و جلا کے لیے کرتے ہیں۔

مشہور مفسرِ قرآن امام قرطبیؒ اپنے انداز میں آیت کا معنی کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

اقسم بالبلد الحرام الذی	مجھے آپ سے جو محبت ہے اور میرے
انت فیہ لکرامتک	ہاں آپ کی جو قدر و منزلت ہے اس
علی وحبی لک۔ [1]	کے پیشِ نظر میں اس شہر کی قسم کھاتا
	ہوں جس میں تو جلوہ افروز ہے۔

حضرت ملا علی قاری آیتِ مذکور کا مفہوم ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

انہ سبحانہ و تعالیٰ اقسم	اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے شہر مکہ کی قسم کھائی
بالبلد الحرام وقیدہ بحلول	اور اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہاں
رسولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام	تشریف فرما ہونے کے ساتھ مقید کیا
بہ اظہاراً لمزید فضلہ و	تاکہ شہر مکہ کی عظمت مزید اجاگر ہو اور یہ
اشعاراً بان شرف المکان	واضح ہو کہ مکان کی عظمت صاحبِ مکان
بشرف اھلہ [2]	کی وجہ سے ہوتی ہے۔

امام خازنؒ نے اسی بات کو یوں بیان کیا ہے:

فکانہ عظم حرمۃ	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہاں
مکۃ من اجل انہ صلی	مقیم و جلوہ افروز ہونے کی وجہ

---

[1] القرطبی، ۲۰: ۶۰

[2] شرح الشفاء، ۱: ۷۷

WWW.NAFSEISLAM.COM

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقیم بها [1]	سے شہر مکہ کو عظمت و رفعت حاصل ہوتی ہے۔

ایک نہایت ہی عُمدہ تفسیر

بعض مفسّرین نے اس آیت کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ اگرچہ یہ شہر مکّہ عظیم ہے۔ لیکن اے محبوب تیرے ہوتے ہوئے میں اس کی قسم کیوں کھاؤں۔ کیونکہ اگر مکہ عظیم ہے تو آپ اعظم ہیں اور اعظم و اکرم کے ہوتے ہوئے عظیم کی قسم کیسے کھائی جائے؟

شیخ محمد علوی مالکی یہی معنی بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

اقول وظهر لي معنى آخر	مجھ پر اس آیت کا ایک اور معنی
وهو ان الحق تبارك وتعالى	ظاہر ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تبارک و
يقول لا اقسم بهذا البلد	تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ میں اس شہر
اى ان هذا البلد ولو كان	مکہ کی قسم نہیں کھاتا تو اس کا مطلب یہ
عظيماً فلا اقسم به لانك حللت	ہے کہ یقیناً یہ شہر مکہ عظیم لیکن یہاں
به يا محمد وانت اعظم	تیری موجودگی میں جبکہ تو اس سے اعظم
منه فانا اقسم بك انت اذ	ہے اس کی قسم نہیں کھاتا کیونکہ اعظم
كيف اقسم بالعظيم وفيه	و افضل کے ہوتے ہوئے عظیم کی قسم
الاعظم و الاكرم [2]	نہیں کھائی جاتی۔

یعنی اے حبیب تیرے یہاں ہوتے ہوئے تجھے چھوڑ کر اس شہر کی قسم کھاؤں یہ میری

---

[1] الخازن، ۷: ۲۰۷

[2] محمد الانسان الکامل، ۴۹

WWW.NAFSEISLAM.COM

یغرتِ محبت کے لائق نہیں۔

عاشقِ رسول مولانا شاہ احمد رضا خاں قادریؒ نے اس آیت کے مفہوم کو اس شعر میں بیان کیا ہے:

کھائی قرآں نے خاکِ گزر کی قسم
اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

پہاڑوں کا خوشی میں جھومنا

بعض اوقات جب آپ اپنے غلاموں کے ساتھ کسی پہاڑ پر تشریف فرما ہوتے تو وہ اس خوشی میں جھومنے لگ جاتا کہ آج مجھے آپ کے مبارک قدموں کا بوسہ نصیب ہوا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ احد پہاڑ پر تشریف فرما تھے۔ آپ کے ساتھ اس موقعہ پر حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے۔ احد نے خوشی و مسرت میں جھومتے ہوئے حرکت کی۔

فضربه النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برجلہ و قال اثبت فانما علیک نبی و صدیق و شہیدان [۱]

تو آپ نے اس پر اپنا پاؤں مارا اور فرمایا ٹھہر جا۔ تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

ایک ٹھوکر سے احد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

---

[۱] مشکوٰۃ المصابیح: ۵۶۳

WWW.NAFSEISLAM.COM

اسی طرح کا واقعہ (جبلِ نور) حرا اور جبل ثبیر کے بارے میں بھی ہے۔

ٹھوکر سے سواریوں کا تیز رفتار ہونا

دورانِ سفر کسی مقام پہ اگر کوئی سواری لاغر و کمزور ہونے یا کسی اور وجہ سے سُست رفتار ہو جاتی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے پاؤں کی ٹھوکر لگاتے جس کی برکت سے وہ تمام دیگر سواریوں سے آگے گزر جاتی۔ اس پہ احادیث میں متعدد واقعات موجود ہیں ان میں سے چند کا تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں غزوہ ذات الرقاع کے موقع پر سفر کر رہا تھا۔ میرا اونٹ نہایت کمزور و لاغر تھا جس کی وجہ سے وہ تھک کر بیٹھ گیا۔ حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے۔ فرمایا کیا ہوا؟ سارا ماجرا عرض کیا:

فضربه برجله ودعاله — تو آپ نے دعا فرماتے ہوئے اسے

فسار سيرالم يسر مثله [1] — پاؤں کی ٹھوکر لگائی۔ اب وہ اتنا تیز رفتار ہوا کہ پہلے کبھی نہ تھا۔

بخاری شریف میں ہے کہ پھر مجھے میرے آقا نے پوچھا اب تیرے اونٹ کا کیا حال ہے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ!

بخير قد اصابته بركتك [2] — اب ٹھیک ہے اسے آپ سے برکت حاصل ہو گئی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ! یہ میری اونٹنی ہے جو نہایت

---

[1] متفق علیہ — [2] البخاری

سست رفتار ہے اس پر کرم کیجئے۔

فاتاھا فضربھا برجلہ — آپ نے اسے پاؤں مبارک سے ٹھوکر لگائی۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قسم اٹھا کر کہتے ہیں:

لقد رایتھا تسبق القائد [1] — میں نے اسے دیکھا کہ وہ اس کے بعد کسی سواری کو اپنے آگے نہ بڑھنے دیتی۔

قدمین شریفین کا بوسہ

تمام انسانیت کی ہمیشہ یہ آرزو رہتی ہے کہ کاش ہمیں آپ کے نقش پا کی زیارت و دیدار نصیب ہو۔ صحابہ میں کچھ ایسے خوش قسمت ہیں جن کو آپ کے مبارک قدموں کا بوسہ اور ان کے ساتھ چمٹنا نصیب ہوا۔

حضرت وازع بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم وفد کی صورت میں آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اس وقت ہم اللہ تعالیٰ کے حبیب کی صورت مبارکہ سے ناآشنا تھے۔ ہمارے پوچھنے پر کسی نے بتایا:

ذاک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاخذنا بیدیہ و رجلیہ نقبلھما [2] — یہ اللہ کے رسول ہیں۔ ہم نے آپ کے دستِ اقدس اور مبارک قدموں سے چمٹ گئے۔ اور انہیں چوما۔

دورِ حاضر کے مشہور محدث شیخ عبداللہ محمد صدیق اعلام النبیل میں اس حدیث کے

---

[1] المسلم۔ حجۃ اللہ ۴۴۳

[2] الادب المفرد، ۱۴۴

تحت لکھتے ہیں:

هذا يقتضی انهم کانوا یخرون	یہ حدیث واضح کر رہی ہے کہ وہ حضور
علی رجلی النبی صلی اللہ تعالیٰ	کے قدموں پر گر پڑے تھے اگر یہ عمل
علیہ وآلہ وسلم یقبلوهما	سجدہ ہوتا جیسا کہ مخالفین کہتے ہیں تو
ولو کان هذا الفعل سجوداً	آپ ان کو منع فرماتے جیسا کہ بعض لوگوں
کما یقول المتخرصون لنهاهم	کو آپ نے سجدہ کرنے سے روکا
عنه کما نهی غیرهم ان	تھا۔
یسجد له۔ [1]	

مسند بزار میں حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ مجھے اپنی نبوت و رسالت پر کوئی نشانی بتائیں۔ آپ نے فرمایا اس درخت کے پاس جاؤ اور اسے میری طرف سے کہو کہ وہ تجھے بلا رہے ہیں۔ جب درخت کو آپ کا پیغام ملا تو اس نے فی الفور ادھر ادھر حرکت کی اور اپنی جڑوں سمیت آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گیا۔ پھر اسے آپ نے واپس لوٹنے کا فرمایا لہٰذا وہ واپس ہو گیا۔

امام بوصیریؒ نے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

وجاءت لدعوته الاشجار ساجدة تمشی الیه علی ساق بلا قدم
(آپ کے بلانے پر درخت بھی چل کر آئے حالانکہ وہ قدم نہیں رکھتے۔)

اس پر اس شخص نے آپ سے عرض کیا

یا رسول اللہ ائذن لی ان	یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے میں

---

[1] اعلام النبیل بجواز التقبیل، ۱۰

اقبل رأسك و رجليك — آپؐ کے سرِ اقدس اور پاؤں کو بوسہ
فأذن له فقبل رأسه — دوں۔ آپؐ نے اجازت مرحمت فرمائی
و رجليه ثم قال ائذن — لہٰذا اس نے آپؐ کے سرِ انور اور
لی ان اسجدلك قال لا يسجد — مبارک قدموں کو بوسہ دیا پھر اس نے
احد احدًا ۔[1] — عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے

میں آپؐ کو سجدہ کروں۔ آپؐ نے فرمایا: تم میں سے کوئی دوسرے کو سجدہ نہ کرے۔

مذکور محدث نے اس حدیث کے تحت کیا خوب لکھا ہے!

هذا صريح فی التفرقة — یہ صراحت ہے کہ کسی کے پاؤں کو
بين تقبيل رجل الشخص — چومنا اور اس کو سجدہ کرنے میں
علی وجه التعظيم و بين — واضح فرق ہے۔ پس جن لوگوں نے
السجود له فمن يزعم ان — پاؤں کے چومنے کو سجدہ یا سجدہ
تقبيل الرجلين سجود او — کے ہم مثل قرار دیا ان کا یہ قول
يشبه السجود فهو كاذب — غلط ہے۔
فی زعمه[2]

امام بغوی، طبرانی نے حصین بن وحوح انصاری سے بیان کیا ہے کہ ایک دن حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ سے ملاقات کرتے ہوئے،

---

[1] الشفاء، ۱، ۴۲۱

[2] اعلام النبیل بجواز التقبیل، ۱۵

يلصق برسول صلى الله تعالیٰ علیه وسلم ويقبل قدميه۔	آپؐ کے جسم اطہر کے ساتھ چمٹ گئے اور آپؐ کے مبارک قدموں کو چومنا شروع کر دیا۔

اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! جو آپ کی پسند ہے اس کا مجھے حکم دیجئے میں ہرگز آپ کے حکم سے رُوگردانی نہیں کروں گا۔ حضور اُن پر خوش ہوئے اور فرمایا جاؤ اپنے والد کو قتل کر دو۔ حکم ملتے ہی حلف اٹھایا کہ میں یہ کام ضرور کروں گا اور چل پڑے۔ آپؐ نے واپس آنے کے لیے کہا اور فرمایا میں قطع رحمی کے لیے نہیں آیا۔[1]

---

[1] سیدنا محمد رسول اللہ، ۳۸۵

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

نزاکتِ جسمِ نبوی

آپ کا جسم اطہر حسین و جمیل ہونے کے ساتھ نہایت ہی نرم و نازک تھا۔ حالانکہ آپ زندگی کے تمام نجی اور معاشرتی معاملات سفر، تجارت، جہاد وغیرہ میں بنفسِ نفیس شرکت فرماتے تھے۔

سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رقیق البشرۃ [1]	آپ کا جسم انور نہایت ہی نرم تھا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک سفر کے دوران اپنے ساتھ سوار فرمالیا۔

فما مسست شیئاً قط الین من جلد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [2]	میں نے آپ کے جسم اطہر سے بڑھ کر کسی نرم شی کو مس نہیں کیا۔

---

[1] الوفا، ۲: ۴۰۴

[2] سبل الھدیٰ، ۲: ۱۱۲

Nafse Islam نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

جسم تر و تازہ شاخ کی طرح تھا

حضرت ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے جسم اطہر کی لطافت اور تر و تازگی کو بیان کرتی ہیں :

غصناً بین غصنین فھو	آپ کا وجود اقدس اس تر و تازہ
انضر الثلاثہ منظراً [1]	شاخ کی طرح تھا جو دو شاخوں
	کے درمیان ہو اور آپ تینوں میں خوشنما نظر آتے تھے ۔

آپ کی جلد سب سے خوبصورت تھی

مسند بزار میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے :

کان رسول اللہ صلی اللہ	رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے
تعالیٰ علیہ وسلم احسن	جسم اطہر کی مبارک جلد تمام لوگوں سے
الناس بشراً ۔ [2]	خوبصورت تھی ۔

پھولوں سے نازک بدن اور بان کی چارپائی

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام ایسی چارپائی پر آرام کرتے جو خرمے کی رسی سے بنی تھی اور نیچے کوئی کپڑا تک نہ ہوتا ۔

وکان ارق الناس بشرۃً	حالانکہ آپ کا جسم اطہر تمام لوگوں سے نرم تھا ۔

---

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی ، ۱ : ۲۷۹

[2] مجمع الزوائد

WWW.NAFSEISLAM.COM

جب آپ اٹھتے تو آپ کے مبارک بدن پر اس کی رسیوں کے نشانات ہوتے ایک دن یہ منظر دیکھ کر حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ زار و قطار رو پڑے ۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

ما یبکیک یا عمر ؟	اے عمر رونے کی کیا وجہ ہے ؟

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ !

اما واللہ ما ابکی الا اکون	میں اس لیے رو رہا ہوں میں
اعلم انک اکرم علی اللہ عزو	جانتا ہوں کہ آپ کا مقام اللہ تعالیٰ کے
جل من قیصر و کسریٰ	ہاں قیصر و کسریٰ سے کتنا بلند ہے ۔
انہما یعیشان فیما یعیشان	وہ دنیا کی آسائشوں میں اور
فیہ من الدنیا و انت	آپ اس حال میں ہیں جو میں دیکھ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ	رہا ہوں ۔
وسلم بالمکان الذی اریٰ ۔	

اس پر آپ نے فرمایا اے عمر کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ ہمارے لیے آخرت ہو اور ان کے لیے صرف دنیا ؛ عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے سراسر حق فرمایا ہے [1]

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے کہ آپ ایسی چٹائی پر آرام فرماتے جو سخت تھی ۔ اس کے نشانات آپ کے مبارک بدن پر دکھائی دیتے ہم نے آپ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ !

الا اذنتنا فنبسط تحتک	ہمیں نرم چٹائی بچھانے کی اجازت
الین منہ ؟	دی جائے

---

[1] اخلاق النبی و آدابہ ، ۱۴۱

آپ نے فرمایا: مجھے دنیا سے کیا غرض ؟ میری اور دنیا کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی مسافر دورانِ سفر کسی درخت کے سایہ میں چند لمحات ٹھہر کر آگے گذر جاتا ہے۔ [1]

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ عمل صرف آپ کی ذات تک ہی محدود نہ تھا بلکہ آپ کے تمام اہلِ بیت نبوی اولاد اور بیویوں کا بھی تھا بلکہ آپ کی صحبت سے فیض پانے والے تمام صحابہ کا تھا۔

---

[1] اخلاق النبی و آدابہ، ۳۰۴۱

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

نظافتِ جسمِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم انور لطیف ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت ہی نظیف تھا اور یہ نظافت آپ کو اللہ تعالیٰ نے ولادت کے موقع سے عطا فرما دی تھی۔ آپ کی والدہ مکرمہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ولدته نظيفا ما به قذر [1] — میں نے آپ کو ایسا نظیف جنا کہ آپ کے جسم اطہر پہ کوئی میل تک نہ تھی۔

حضرت ملا علی القاری فرماتے ہیں کہ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

ولدته بغير دم ولا وجع — میں نے آپ کو بغیر خون اور تکلیف کے جنا۔

امام خفاجیؒ "نظيفا ما به قذر" کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اى شىء مما يكون على المولود اى نقياً من الوسخ والدرن [2] — آپ میل کچیل کی ان آلائشوں سے صاف پاک صاف پیدا ہوئے جو ولادت کے موقع پر ہر بچہ کے ساتھ ہوتی ہیں۔

یعنی اللہ پاک کو اتنا بھی پسند نہیں کہ ولادت کے موقع پہ اس کے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس پہ کوئی ایسی چیز ہو جس سے لوگ نفرت کرتے ہیں۔ لہٰذا اس مقصد کے لیے نظامِ ولادت ہی کو بدل دیا۔ نہ آپ کی والدہ کو تکلیف ہوئی اور نہ ہی آپ کے جسم اطہر پہ کوئی میل لگنے دیا۔ [3]

---

[1] المورد الروی ۸۱

[2] شرح شفاء جلد: ۱، ۱۶۵

[3] نسیم الریاض ۱: ۳۶۳

اہتمام نظافت

اس قدر وہبی نظافت کے باوجود آپ نظافت کا اہتمام فرماتے۔ ہمیشہ غسل فرماتے۔ آنکھوں میں سُرمہ لگاتے۔ بالوں کو تیل اور کنگھی فرماتے ۔ صاف ستھرے لباس کا اہتمام فرماتے ۔ سرِ اقدس پہ ٹوپی استعمال فرماتے تاکہ عمامہ شریف تیل کی وجہ سے میلا نہ ہو ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس مبارک پہ پیوند تو ہوتے مگر وہ میلا ہرگز نہ ہوتا۔ آپ کا جسم اطہر خوشبودار تھا مگر اس کے باوجود آپ خوشبو استعمال فرماتے۔

نظافت سے بے اعتنائی

آج مسلمان اسلام کے نظام نظافت و طہارت سے بے خبر اور اس پہ بے عمل ہونے کی وجہ سے ایسی زندگی بسر کر رہے ہیں کہ دیکھنے والا محسوس کرتا ہے کہ شاید اسلام میں نظافت و طہارت کا کوئی تصور نہیں۔ آج شہروں، سڑکوں، گھروں کی حالت دیکھی نہیں جا سکتی۔ بہت کم ایسے مقامات ہونگے جہاں صفائی کا بہتر انتظام و انصرام ہو وگرنہ اکثر مقامات کا حال قابلِ بیان نہیں۔ ہر جگہ ہر مقام پہ گندگی کے ڈھیر نظر آتے ہیں

WWW.NAFSEISLAM.COM

جسمِ اطہر کی خوشبو

آپ کے جسمِ اطہر کے جملہ اعجازات میں سے ایک اعجاز یہ بھی ہے کہ وہ خوشبودار تھا، آپ اگرچہ خوشبو استعمال فرماتے تھے لیکن خوشبو کی محتاجی نہ تھی، آپ کے جسمِ اقدس کی خوشبو اتنی نفیس و دلربا تھی کہ خوشبو اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ آپؐ کے جسمِ اطہر کو یہ اعجاز بعد کے کسی دَور میں حاصل نہیں ہوا بلکہ آپؐ کا مبارک جسم ولادت کے وقت سے ہی معطّر و خوشبودار تھا۔

۱۔ امام ابونعیمؒ اور خطیبؒ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کائنات میں ظہور ہوا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

نظرت الیہ فاذا ھو کالقمر لیلۃ البدر ریحہ یسطع کالمسک الاذفر ۱؎	میں نے زیارت کی تو میں نے آپؐ کے جسمِ اقدس کو چودھویں رات کے چاند کی طرح پایا جس سے تر و تازہ کستوری کی خوشبو کے حلّے پھوٹ رہے تھے۔

۱؎ زرقانی علی المواہب، ۴ : ۲۲۳

حلیمہؓ کے دیس میں خوشبوؤں کی بارات

۲۔ آپ کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

لما دخلت به الی منزل لم یبق منزل من منازل بنی سعد الا شممنا منه ریح المسك والقیت محبته صلی اللہ علیه وسلم فی قلوب الناس حتی ان احدهم كان اذا نزل به اذًی فی جسده اخذ كفه صلی اللہ علیه وسلم فیضعها علی موضع الاذی فیبرأ باذن اللہ تعالٰی سریعًا وكذلك اذا اعتل لهم بعیرًا او شاةً فعلوا ذٰلك[1]

جب میں آپؐ کو لے کر اپنے دیہات پہنچی تو قبیلہ بنی سعد کے تمام گھروں میں کستوری کی خوشبو آنے لگی۔ لوگوں کے دلوں میں آپؐ کی محبت اس قدر پیدا ہو گئی کہ اگر ان میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ کے دستِ اقدس کو پکڑ کر اپنے جسم پر لگاتا اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ فی الفور صحت مند ہو جاتا۔ اسی طرح ان کا اگر کوئی اونٹ بکری وغیرہ بیمار ہو جاتا تو آپؐ کے دستِ اقدس کو اس کے جسم پر لگاتے جس سے وہ تندرست ہو جاتا۔

حضرت ابوطالب اور جسمِ نبویؐ کی خوشبو

امام فخر الدین رازیؒ حضرت ابوطالب کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ آپ

---

[1] سبل الھدیٰ، ۱: ۴۷۲

نے بھائی حضرت عباسؓ کو کہا :

الا اخبرك عن محمد — آپ کو میں وہ بات نہ بتاؤں جو

بما رأيت منه ۔ — میں نے محمدؐ سے دیکھی ہے ۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں مجھے ضرور بتائیں ۔ اس پر حضرت ابوطالب نے درج ذیل واقعہ بیان کیا :

" جب سے حضور علیہ السلام میرے پاس آئے ہیں مجھے آپ سے اتنی محبت ہو گئی ہے کہ میں رات اور دن میں ایک گھڑی بھی ان سے جدا ہونا پسند نہیں کرتا حتیٰ کہ رات کو بھی میں آپؐ کو اپنے پاس سلاتا ہوں ۔ آپ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ کپڑے پہن کر سوتے تھے ۔ کپڑے اتار کر سونا آپ کو پسند نہ تھا ۔

فامرته ليلة ان يخلع ثيابه — ایک رات میں نے کہا کپڑے اتار

و ينام معى فرأيت الكراهة — دیں اور پھر سوئیں ۔ میں نے آپ

فى وجهه لكنه كره ان — کے چہرۂ اقدس سے محسوس کیا کہ یہ

يخالفنى ۔ — بات آپؐ کو پسند نہیں لیکن چونکہ میری بات کو آپ ٹالنا بھی نہ چاہتے تھے

WWW.NAFSEISLAM.COM

آپ نے فرمایا :

يا عماه اصرف بوجهك عنى — اے چچا میں کپڑے اتارتا ہوں مگر

حتى اخلع ثيابى اذلا ينبغى — اپنے چہرے کو دوسری طرف کر لیجئے

لاحد ان ينظر الى جسدى — تاکہ میرے ننگے جسم کو آپ نہ دیکھ پائیں کیونکہ میرے جسم کو (اس حال میں) دیکھنا کسی کے لیے جائز نہیں ۔

حضرت ابوطالب کہتے ہیں کہ مجھے اس پر تعجب ہوا مگر میں نے اپنا منہ دوسری طرف کر لیا تاکہ یہ کپڑے اتار لیں ۔ جب آپ کپڑے اتار کر بستر پہ لیٹے ،

فلما دخلت معه الفراش
اذا بینی و بینه ثوب۔

میں بھی بستر پہ لیٹا لیکن میں نے
دیکھا کہ ہمارے درمیان ایک پردہ
حائل ہوگیا جس کی وجہ سے میں آپ کے جسم کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔
دوسری بات میں نے یہ دیکھی

واللہ ما ادخلته فراشی
فاذا هو فی غایة اللین و
طیب الرائحة کانه غمس
فی المسك۔ فجهدت لانظر
الی جسده فما کنت اریٰ
شیئًا و کثیرا ما کنت
افتقده من فراشی فاذا
قمت لاطلبه نادانی ها
یا عم فارجع ولقد کنت
کثیرا ما اسمع منه کلامًا
یعجبنی ذلك عند مضی
اللیل وکنا لا نسمی علی
الطعام والشراب ولا
نحمده بعد وکان یقول
فی اوّل الطعام بسم الله
الاحد فاذا فرغ من
طعامه قال الحمد لله

کہ آپ کا جسم اطہر نہایت ہی نرم و نازک
اور اس طرح خوشبودار تھا جیسے وہ
کستوری میں ڈبویا ہے۔ میں نے
آپ کے جسم اطہر کو دیکھنے کی کوشش
کی مگر میں نہ دیکھ سکا۔ میں بہت دفعہ
آپؐ کو بستر سے گم پاتا تو بستر سے اٹھ
کر تلاش کرنے نکلتا اور آواز دیتا
کہ اے محمدؐ! تو کہاں ہے۔ آپ
فرماتے اے چچا میں یہاں ہی ہوں
واپس آجاؤ۔ جب رات ڈھل جاتی
تو میں بہت دفعہ آپ سے ایسی گفتگو
سنتا جس سے مجھے بہت تعجب ہوتا۔
ہم کھانے پینے سے پہلے اور بعد
اللہ کا نام نہیں لیتے تھے۔ آپ کھانے
سے پہلے بسم اللہ الاحد
(اس اللہ کے نام سے جو ایک ہے)
اور جب کھانے سے فارغ ہوتے تو

WWW.NAFSEISLAM.COM

ثم لم ارمنه كذبةً ولا	الحمدللہ کہتے ۔ میں نے آپ
ضحكاً ولا جاهليةً ولا وقف	سے کبھی جھوٹ نہیں سنا، ہمہ وقت
مع صبيان يلعبون [1]	متفکر رہتے، کبھی کھل کر ہنستے ہوئے

نہیں دیکھا اور نہ بچوں کے ساتھ فضول کھیل میں وقت ضائع کرتے ہوئے دیکھا۔

رہ گئی ساری زمین عنبر سارا ہو کر

آپؐ کے جسمِ اقدس کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح خوشبودار بنایا تھا کہ جس جگہ، گلی، راستے سے آپؐ کا گذر ہو جاتا وہ خوشبو سے مہک اٹھتے۔ بعد میں گزرنے والا ہر شخص یہ محسوس کر لیتا کہ اس راہ سے اللہ تعالیٰ کے محبوبؐ کا گزر ہوا ہے۔ کیونکہ وہ ان راستوں پر ایسی خوشبو پاتا جو آپؐ ہی کے جسمِ اطہر کا حصہ تھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ اس کیفیت کا ذکر یوں کرتے ہیں:

كان رسول الله اذا مر في	محبوبِ کریمؐ مدینہ طیبہ کے کسی راستے
طريق من طرق المدينة	سے گزر جاتے تو لوگ اس راہ میں
وجدوا منه رائحة	ایسی پیاری مہک پاتے کہ پکار اٹھتے
الطيب وقالوا مر رسول	کہ ادھر سے اس کے پیارے رسولؐ
الله من هذا الطريق [2]	کا ہی گزر ہوا ہے

امام بخاریؒ تاریخ کبیر میں حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں:

لم يكن النبي يمر في	آپؐ جس راستے سے بھی گزر
طريق فيتبعه احد	جاتے بعد میں آنے والا شخص خوشبو
الا عرف انه سلكه	سے محسوس کر لیتا کہ ادھر سے آپؐ کا

---

[1] تفسیر کبیر ۳۱ : ۲۱۴ [2] الخصائص الکبریٰ للسیوطی ۱ : ۶۷

من طيبه [1] گزرہوا ہے۔

اسی کے تحت علامہ علی محمد البجاویؒ لکھتے ہیں:

"راستے سے گزرنے والا اس میں پھیلی ہوئی خوشبو کی وجہ سے محسوس کر لیتا کہ ادھر سے آپؐ کا گزر ہوا ہے کیونکہ ایسی خوشبو آپؐ کے ساتھ مخصوص تھی [2]

گزرے جس راہ سے وہ سیّد والا ہوکر
رہ گئی ساری زمیں عنبر سارا ہوکر

یہ خوشبو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا حصّہ تھی

یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ مہک اور خوشبو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کی تھی نہ کہ استعمال کردہ خوشبو کی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس خوشبو کے محتاج نہ تھے۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو استعمال نہ بھی فرماتے تو پھر بھی یہی کیفیت رہتی۔

۱۔ شیخ الاسلام امام نوویؒ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو جن خصوصیات سے نوازا ان میں سے آپ کے جسم اطہر کا خوشبودار ہونا بھی ہے۔

كانت هذه الريح الطيبة	مہک آپؐ کے جسم اطہر کی صفات میں
منه صلى الله عليه وسلم	سے تھی اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
وان لم يمس طيبا [3]	خوشبو استعمال نہ فرماتے۔

۲۔ امام اسحاق بن راہویہؒ اس بات کی تصریح ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

---

[1] الشفاء ۱: ۸۷ بحوالہ تاریخ کبیر

[2] حاشیہ شفاء ۱: ۸۷

[3] المسلم، ۲: ۲۵۶

ان هذه الرائحة الطيبة كانت رائحة رسول الله من غير طيب [۱]

یہ پیاری مہک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کی تھی نہ کہ اس خوشبو کی جسے آپؐ استعمال فرماتے تھے۔

۳۔ امام خفاجیؒ اسے آپؐ کی خصوصیت قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں:

ريحها الطيبة طبعيًا خلقيًا خصه الله به مكرمةً ومعجزةً له [۲]

اللہ تعالیٰ نے بطور کرامت و معجزہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر میں خلقتہً اور طبعاً مہک رکھ دی تھی۔

۴۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اسی صفت کا بیان یوں کرتے ہیں:

یکی از صفات عجیب آنحضرت طیب ریح است کہ ذاتی وی صلی اللہ علیہ وسلم بودے آنکہ استعمال طیب از خارج کند و ہیچ طیب بداں نمی رسد [۳]

آپؐ کی مبارک صفات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بغیر خوشبو کے استعمال آپؐ کے جسم اطہر سے ایسی خوشبو آتی جس کا مقابلہ کوئی خوشبو نہیں کر سکتی۔

۵۔ علامہ احمد عبدالجواد الدومیؒ لکھتے ہیں:

"آپؐ کا جسم اطہر خوشبو کے استعمال کے بغیر بھی خوشبودار تھا لیکن آپؐ اس کے باوجود پاکیزگی و نظافت میں اضافے کے لیے خوشبو استعمال فرما لیتے۔" [۴]

۶۔ شیخ ابراہیم بیجوریؒ فرماتے ہیں:

---

۱ سبل الہدیٰ، ۲: ۱۲۰

۲ نسیم الریاض، ۱: ۳۴۸

۳ مدارج النبوة، ۱: ۲۴

۴ الاتحافات الربانیہ شرح الشمائل المحمدیہ: ۲۶۳

"احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر سے خوشبو کی دلآویز مہک بغیر خوشبو لگائے آتی رہتی۔ ہاں آپؐ خوشبو کا استعمال فقط اضافہ کے لیے کرتے تھے۔" [1]

کیا آپؐ کے جسمِ اطہر میں خوشبو' واقعۂ معراج کے بعد پیدا ہوئی؟

مذکورہ بالا جتنی روایات ہیں یہ تمام کی تمام اس بات پر دال ہیں کہ خوشبو ہمیشہ سے آپؐ کے جسمِ اطہر کا حصہ تھی۔ خصوصاً سیّدہ آمنہ، سیّدہ حلیمہ اور حضرت ابو طالب کی روایات میں تو اس بات کی تصریح ہے کہ ولادت کے وقت ہی سے بدنِ خیر البشرؐ معطّر و خوشبودار تھا جس کا تذکرہ سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے "ریحہ یسطع کالمسک الاذفر" (آپؐ کی خوشبو تر و تازہ کستوری سے بڑھ کر تھی) اور سیّدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا نے "لم یبق منزل من منازل بنی سعد الاشممنا منہ ریح المسک" (آپؐ کی برکت کی وجہ سے بنی سعد کے تمام گھروں میں کستوری سے بڑھ کر خوشبو آتی تھی) کے الفاظ میں کیا ہے

لیکن بعض لوگوں کو حضرت انسؓ سے مروی ایک روایت سے مغالطہ ہوا جس کی وجہ سے انہوں نے یہ قول کیا ہے کہ خوشبو معراج سے پہلے آپؐ کے جسم کا حصّہ نہ تھی بلکہ واقعہ معراج کے بعد حاصل ہوئی۔ لہٰذا ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ اس روایت کا تفصیلاً ذکر کریں اور یہ واضح کریں کہ وہ روایت ہرگز ہرگز ان مذکورہ روایات کے منافی نہیں اور نہ ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ مقصد تھا۔ وہ روایت یہ ہے۔

ابنِ مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

---

[1] المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ، ۱۰۹

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم منذ اسرى به ريحه ريح عروس واطيب من ريح عروس [1]

جب رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کو شب اسریٰ کا دولہا بنایا گیا تو اس کے بعد آپ کے جسم اطہر سے دلہن کی خوشبو کی طرح خوشبو آتی تھی بلکہ آپ کی خوشبو دلہن کی خوشبو سے زیادہ نفیس تھی۔

مذکورہ روایت کا مفہوم

اس روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا مقصد معراج سے پہلے خوشبو کی نفی نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ معراج کے بعد آپ کی جسمانی خوشبو میں مزید اضافہ ہوا اور پہلے سے بھی زیادہ عجیب مہک کا حامل ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اسے دلہن کی خوشبو سے بڑھ کر قرار دے رہے ہیں ۔۔۔ چونکہ خوشبو دو طرح کی ہوتی ہے ایک تو عام خوشبو ہے جو ہر کوئی ہر موقعہ پر استعمال کرتا ہے لیکن خوشبو کی ایک دوسری خصوصی قسم ہے جسے مخصوص اوقات میں استعمال میں لایا جاتا ہے جیسے حجلۂ عروسی کے لیے مخصوص خوشبو جسے بالعموم دلہنیں ہی استعمال کیا کرتی ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ یہ واضح فرما رہے ہیں کہ جب ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج دولہا بنایا گیا تو اس کے بعد آپ کے جسم اطہر کی خوشبو پہلے سے بھی زیادہ عجیب تھی۔ اس بات کی تصریح مختلف ائمہ دین نے کی ہے۔

۱۔ امام قسطلانی رحمہ اللہ اس بارے میں تصریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لا دلالة فيه على ان مبدأ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کی

---

[1] سبل الهدى، ۲: ۱۲۱

طیب ریح جسدہٗ من لیلۃ الاسراء کما زعم اذ ریح عروس اخص من مطلق رائحۃ طیبۃ فلا ینا فی انہ طیب الرائحۃ من حین ولد [1]

دلالت اس بات پر ہرگز نہیں کہ آپؐ کا جسمِ اقدس معراج کے بعد خوشبودار ہوا بلکہ ان کا مقصد یہ ہے کہ اب آپؐ کے جسمِ اقدس کی مہک میں اس طرح اضافہ ہوا کہ اب دلہن کی خوشبو سے بڑھ کر خوشبو محسوس ہوتی۔ کیونکہ دلہن کی خوشبو دوسری خوشبوؤں سے ممتاز ہوتی ہے۔ لہٰذا آپ کا یہ قول ان روایات کے منافی نہیں جن میں یہ موجود ہے کہ آپؐ کے جسمِ اقدس میں ولادت کے وقت سے خوشبو تھی۔

۲۔ علامہ خفاجی بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کو اضافہ پر محمول کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

انہٗ طیب العنصر لکنہ لما اتصل بالملأ الاعلی والجنان وھبت علیہ نفحات القدس ازداد ہ کان لہ صلی اللہ علیہ وسلم طیب لا یشبہ طیب الدنیا فلہ طیب ذاتی وطیب مکتسب من العالم القدس

یہ مسلّم ہے کہ آپؐ کا جسمِ اطہر خوشبودار تھا لیکن معراج کے موقعہ پر جب آپ کا گزر ملاءِ اعلیٰ، جنان سے ہوا اور تجلیاتِ باری کے انوار کی فضاؤں نے آپؐ کے جسمِ اطہر کو مَس کیا تو اب اس کی جھلک بھی دکھائی دیتی۔ حالانکہ پہلے بھی آپؐ کے جسم میں ایسی خوشبو تھی جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی خوشبو نہیں

---

[1] زرقانی علی المواہب، ۴: ۲۲۳

لا یفارقہ وھو اطیب الطیب[1] کر سکتی تھی گویا یوں کہا جا سکتا ہے کہ آپؐ کے جسمِ اطہر میں دو طرح کی خوشبوئیں تھیں ۔ ایک تو ذاتی جو ولادت سے پہلے ہی موجود تھی اور ایک کسبی جو عالمِ قدس و انوار کا مظہر تھی اور یہ خوشبو بھی پھر آپؐ کے جسمِ اطہر کا حصہ بن گئی اور یہ خوشبو سب خوشبوؤں سے بڑھ کر تھی ۔

حضرت ملّا علی قاری بات سمیٹتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

اعلم انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان طیب الریح دائما[2] اے مسلمان اس بات پر یقین رکھ کہ آپؐ کا جسم ہمیشہ سے خوشبودار تھا ۔

یہ خوشبو بعد از وصال بھی قائم رہی

انسانی جسم سے جب روح پرواز کر جاتی ہے تو اس کے بعد وہ بے اختیار ہو جاتا ہے ۔ جسم کی تر و تازگی بحال نہیں رہتی ۔ جسمِ مصطفوی کا یہ بھی امتیاز ہے کہ وصال کے بعد وہ نہ صرف تر و تازہ رہا بلکہ اس کی وہ مہک بھی اسی طرح قائم رہی جس طرح قبل از وصال تھی ۔

شفاء شریف میں حضرت علیؓ سے مروی ہے :

غسلت النبیؐ فذھبت انظر ما یکون من المیت فلم اجد شیئا فقلت طبت حیا و میتا[3] میں نے رسالت مآبؐ کو غسل دیا ۔ جب میں نے آپؐ کے جسمِ اطہر سے خارج ہونے والی کوئی ایسی چیز نہ پائی جو دیگر اموات سے خارج ہوتی ہے تو

---

[1] نسیم الریاض ، ۱ : ۳۴۸

[2] جمع الوسائل ، ۲ : ۲

[3] الشفاء ، ۱ : ۸۹

پکار اٹھا کہ اللہ کے محبوب ظاہری حیات اور بعد از وصال دونوں حالتوں میں پاکیزگی کا منبع ہیں۔

اور اس کے بعد آپ نے فرمایا:

وسطعت منہ ریح طیبۃ لم نجد مثلھا قط[1] (غسل کے وقت ہی) آپ کے جسم اطہر سے ایسی خوشبو کے مہکے شروع ہوئے کہ ہم نے کبھی ایسی خوشبو نہ سونگھی نہ سُنی۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب میں نے آپ کے مبارک پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو بس ہاتھ پھیرنے کی دیر تھی،

فاح ریح المسک فی البیت لما فی بطنہ۔[2] تمام گھر خوشبو سے مہک اٹھا۔

تمام مدینہ مہک اُٹھا

حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب آپ کے پیٹ مبارک پر ہاتھ پھیرا۔

قیل وانتشر فی المدینۃ تو تمام مدینہ خوشبو سے مہک اٹھا۔

ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے:

وضعت یدی علی صدر رسول اللہ یوم مات فمربی میں نے وصال کے بعد آپ کے سینۂ اقدس پر ہاتھ رکھا۔ اس کے بعد مدت

---

[1] الشفاء ۱: ۸۹

[2] شرح الشفاء ۱: ۱۶۱

جمع اکل والتوضاء ما یذھب ریح المسك من یدی۔ گزر گئی۔ کھانا بھی کھاتی ہوں، وضو بھی کرتی ہوں (یعنی کام کاج کرتی ہوں) لیکن میرے ہاتھ سے کستوری کی خوشبو نہیں گئی۔ [1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین سے فارغ ہو چکے تو سیدہ عالم حضرت فاطمہؓ قبرِ انور پہ حاضر ہوئیں۔

فاخذت قبضة من تراب القبر فوضعته علی عینها وبکت وانشأت۔ تربتِ مبارک کی خاک اٹھا کر آنکھوں سے لگائی، آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپ نے یہ شعر پڑھا۔

ما ذا علی من شم تربة احمد
ان لا یشم مدی الزمان غوالیا

جس شخص نے آپ کی تربتِ مبارک کی خاک کی خوشبو کو سونگھ لیا اسے اس کے بعد دنیا میں کسی خوشبو کی ضرورت نہیں رہتی۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

اب تک مہک رہے ہیں مدینے کے راستے

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ آپ جن راستوں سے گزر جاتے وہ آپ کے جسمِ اطہر کی خوشبو سے مہک اٹھتے تھے اس پہ اس سے بڑھ کر اور کیا شہادت ہو سکتی ہے کہ

[1] الخصائص الکبرٰی، ۲ : ۴۷۶

آج چودہ سو سال گزر جانے کے باوجود مدینہ طیبہ کی سرزمین اور آب و ہوا اُسی راحتِ جاں خوشبو سے معطّر ہے اور اب بھی مدینہ منورہ کے سبزہ زار اور در و دیوار سے ایسی دلآویز مہک اٹھتی محسوس ہوتی ہے جو عاشقانِ رسول کے مشامِ دل و جان کے لیے کیف و سرور کا سامان ہے۔

۱۔ علامہ یاقوت حمویؒ لکھتے ہیں:

ومن خصائص المدينة انها طيبة الريح وللعطر فيها فضل رائحة لا توجد في غيرها۔[۱]	مدینہ پاک کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی آب و ہوا خوشبودار ہے اور وہاں کے عطر میں ایسی مہک ہوتی ہے جو اس کے علاوہ کہیں اور نہیں۔

۲۔ شیخ عبدالحق محدثِ دہلویؒ تحریر فرماتے ہیں:

بدانکہ ہنوز از در و دیوارِ مدینہ طیبہ ارواحِ فائحست کہ محبان بشامہ محبت آن را می دریابند و شاید کہ استشمام شمۂ ازیں بشامہ ذوق بعضی از جویای مشتاق نیز رسیدہ باشد۔[۲]	اب بھی مدینہ کے در و دیوار خوشبوؤں سے رچے بسے ہوئے ہیں اور اہلِ محبت اپنے شامۂ محبت کے ذریعے ان سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

کوچے کوچے میں مہکتی ہے یہاں بوئے قمیص
یوسفستان ہے ہر ایک گوشۂ کنعانِ عرب

۳۔ حضرت شیخؒ امام شبلیؒ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

۱۔ معجم البلدان، ۵: ۸۷

۲۔ مدارج النبوۃ، ۱: ۲۲

که یکی از علماء صاحب وجدانست میگوید که تربت مدینہ را نغمہ خاص است که در ہیچ مشک و عنبر نیست۔ [1]	صاحب وجدان بزرگ فرماتے ہیں کہ خاکِ مدینہ میں ایک خاص مہک ہے جو کسی کستوری اور عنبر میں نہیں ۔

۴۔ امام عبداللہ عطارؒ مدینہ پاک کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں :

بطیب رسول الله طاب نسیمها !

فما المسك والكافور والصندل الرطب

مدینہ کی آب و ہوا میں حضور علیہ السلام کی خوشبو سے ایسی مہک اٹھتی ہے کہ اب اس کے مقابلے میں کستوری ، کافور اور تر و تازہ صندل کی کوئی حیثیت نہیں ۔

۵۔ امام ابن بطالؒ مدینہ منورہ کے درودیوار کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

من سكنها يجد من تربتها وحيطانها رائحة حسنة ۔ [2]	جس کو بھی مدینہ منوّرہ کی حاضری نصیب ہوگی وہ اس شہرِ پاک کی مٹی اور درو دیوار سے ایک دلآویز خوشبو پائیگا ۔

۶۔ امام الاشبیلیؒ بیان کرتے ہیں :

لتربة المدينة نفحة ليس طيبها كما عهد من الطيب بل هو عجيب من الاعاجيب۔ [3]	مدینہ کی مٹی میں ایک خصوصی مہک ہے جو کسی خوشبو میں نہیں بلکہ یہ عجائبات میں سے ہے ۔

---

[1] مدارج النبوۃ ، ۱ : ۲۲۴ ۔ [3] وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ ، ۱ : ۶۷

[2] وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ ، ۱ : ۶۷

WWW.NAFSEISLAM.COM

۷۔ امام نورالدین سمہودیؒ مدینہ پاک کے نام طیبہ کی وجہ تسمیہ ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اما من الطیب لطیب امورها کلها وطیب رائحتها ووجود ریح الطیب بها ۱؎

یہ لفظ طیب (خوشبو) سے مشتق ہے اس شہر کے تمام ذرات اور اس کی آب و ہوا میں مہک کی وجہ سے اس کا نام طیبہ رکھ دیا گیا ہے۔

۸۔ امام محمد بن یوسف الصالحیؒ بیان کرتے ہیں:

ان من اقام بها یجد من تربتها وحیطانها رائحة طیبة لاتکاد توجد فی غیرها۔ ۲؎

مدینہ میں اقامت پذیر لوگ مدینہ کی مبارک خاک اور دیواروں سے ایسی مہک محسوس کرتے ہیں جو کسی اور خوشبو میں نہیں ہو سکتی۔

۹۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

وگفته اند که ساکنانِ ایں بقعهٔ شریف از تربت و در و دیوار او روائح طیبه می یابند که در ہیچ طیبے نتواں یافت ۳؎

شہر مدینہ کے لوگ اس کی مٹی اور در و دیوار سے ایسی خوشبوئیں پاتے ہیں جن کا مقابلہ کوئی اور خوشبو نہیں کر سکتی۔

خاکِ طیبہ از دو عالم خوشتر است
خنک آں شہرے کہ در وے دلبر است

۱؎ وفاء الوفا ۱: ۱۷

۲؎ فضائل المدینة المنورة ۵۲۰

۳؎ جذب القلوب

WWW.NAFSEISLAM.COM

۱۰۔ شیخ احمد بن عبد الحمید العباسی خاک طیبہ کے بارے میں علامہ یاقوت حمویؒ کی رائے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

لما کانت طینۃ المدینۃ	مدینہ طیبہ کی مٹی اصلاً چونکہ نہایت
طیبۃ الاصل زکیۃ	مطہر و مزکی ہے یہ اسی کیفیت کا ظہور
الخلقۃ ظھر ذلک المحال	ہے کہ اس کے تمام مقامات،
فیہا ظھورًا حیث یوجد	محلوں، بازاروں اور گلیوں میں
فی اماکنھا وازقتھا نفحۃ	مہک اور خوشبو ہے۔
طیبۃ [1]	

جسم اطہر کے پسینے میں خوشبو

آپ کے مبارک جسم کا پسینہ نہایت ہی خوشبودار تھا۔ چونکہ آپؐ کا جسم کثیف نہ تھا، اس لیے آپ کے بدنِ مبارک پر پسینہ کی وجہ سے کپڑا میلا بھی نہ ہوتا تھا۔

۱۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

کان عرقہ فی وجھہ مثل	پسینے کے قطرے آپ کے چہرۂ انور
اللؤلؤ اطیب ریحًا من المسک	پر موتیوں کی طرح دکھائی دیتے جو کستوری
الاذفر [2]	سے بڑھ کر خوشبودار ہوتے۔

۲۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان ریح عرق رسول اللہ	میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں۔

---

[1] عمدۃ الاخبار فی مدینۃ المختار، ۳۰

المسك بابي وامي لم ارقبله ولا بعده مثله [1]	آپ کے پسینے کی خوشبو کستوری سے بڑھ کر تھی۔ آپ جیسا نہ پہلے گزرا ہے اور نہ بعد میں آئے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ ہر خوشبو سے بڑھ کر خوشبودار تھا

۳۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے:

ولا شممت مسکاً قط ولا عطراً کان اطیب من عرق النبی صلی اللہ علیہ وسلم [2]	میں نے آپؐ کے پسینے کو ہر عطر اور کستوری سے بڑھ کر خوشبودار پایا۔

۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ مبارک پسینہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کان عرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطیب من ریح المسک الاذفر [3]	آپؐ کے چہرۂ اقدس پر پسینہ کے قطرے خوبصورت موتیوں کی طرح دکھائی دیتے اور اس کی خوشبو عمدہ کستوری سے بڑھ کر تھی۔

۵۔ حضرت حبیب بن ابی مروۃؓ سے مروی ہے کہ مجھے قبیلہ بنی حریش کے ایک شخص نے بیان کیا کہ جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعزؓ کو رجم فرمایا تو میں بھی اپنے والد گرامی کے ساتھ وہاں موجود تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین

---

[1] ابن عساکر ۱۰: ۲۱۷

[2] شمائل الترمذی

[3] سبل الھدیٰ، ۲: ۱۱۸

سے پتھر اٹھا کر مارا تو مجھ پر خوف طاری ہو گیا۔

فضمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسال من عرق الطہ مثل ریح المسک [1]	رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی بغل میں لے لیا۔ آپ کی مبارک بغل سے خوبصورت موتیوں کی طرح پسینے کے قطرے جھڑے جن کی مہک کستوری سے بڑھ کر تھی۔

آپؐ کا مبارک پسینہ بطور خوشبو استعمال کیا جاتا تھا

بہت سے صحابہ اور صحابیات کے بارے میں منقول ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پسینے کو اپنے پاس محفوظ کر لیتے اور اسے بطور عطر استعمال کرتے۔

مسلم شریف میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی ہمارے ہاں قیلولہ فرمایا کرتے۔ ایک دن میری والدہ حضرت ام سلیمؓ گھر سے کہیں گئی ہوئی تھیں۔ بعد میں آپ تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا:

فقیل لها هذا النبی صلی اللہ علیہ وسلم نائم فی بیتک علی فراشک	انہیں اطلاع ملی کہ آپ کے ہاں تو محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم استراحت فرما ہیں۔

وہ جلدی سے گھر لوٹیں دیکھا تو واقعۃً آپؐ قیلولہ فرما رہے ہیں۔ اور آپؐ کے جسم اطہر سے پسینے کے قطرے بستر پر گر رہے ہیں۔

جاءت امی بقارورۃ فجعلت تسلت العرق فیها	میری والدہ نے ایک شیشی لے کر اس میں آپؐ کے مبارک پسینے کو جمع کرنا شروع کر دیا۔

---

[1] الوفاء، ۲: ۴۰۸

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بیدار ہو گئے اور اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہو کر فرمایا:

ماھذا الذی تصنعین ؟ — تو یہ کیا کر رہی ہے ؟

انہوں نے عرض کیا۔

هذا عرقك نجعله فی طیبنا وھو من اطیب الطیب ۔ — یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ آپ کا مبارک پسینہ تمام خوشبوؤں سے بڑھ کر خوشبودار ہوتا ہے اس لیے میں جمع کر رہی ہوں تاکہ ہم اسے اپنی خوشبوؤں میں ملائیں۔

دوسری روایت میں جواب کے الفاظ یہ ہیں:

نرجوا برکته لصبیاننا — ہم اسے اپنے بچوں کو برکت کے لیے لگائیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا:

اصبت [1] — تو نے درست کیا

محبوب کے پسینے سے کفن کو معطر کرنے کی حسین خواہش

بخاری شریف کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے:

فاوصی انس ان یجعل منه فی حنوطه من ذلك السك فجعل فی حنوطه [2] — حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ میرے وصال کے بعد جب میرے کفن اور میت کو خوشبو لگاؤ تو میرے آقا کے مبارک

---

[1] مسلم، ۲ : ۲۵۷

[2] البخاری : باب من زار قوماً فقال عندھم

پسینہ کو اس میں ضرور شامل کر لینا۔ لہٰذا ایسا ہی کیا گیا۔
ڈاکٹر عبدہٗ یمانی لفظ حنوط کی تشریح یوں کرتے ہیں،

ماتطیب بہ اکفان و اجسام الموتیٰ خاصۃ[1]
وہ خصوصی خوشبو جو میت کے جسم اور کفن میں استعمال ہوتی ہے۔

خوشبو والوں کا گھر

طبرانی، ابویعلی اور ابن عدی نے سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ میری بیٹی کی شادی ہونے والی ہے لیکن میرے پاس اسے دینے کے لیے کوئی خوشبو نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سلسلے میں میری مدد فرمائیں۔

آپ نے فرمایا:

ایتنی بقارورۃ واسعۃ الرأس وعود شجرۃ.
ایک کھلے منہ والی شیشی اور لکڑی کا کوئی ٹکڑا لے کر آؤ۔

وہ شخص حسب ارشاد شیشی اور لکڑی لے کر آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے اس لکڑی کی مدد سے اپنی مبارک کلائی کا پسینہ اس شیشی میں جمع فرمایا۔ حتیٰ کہ وہ بھر گئی۔ آپ نے فرمایا:

خذھا وامر بنتک تتطیب بہ[2]
اسے لے جا اور بیٹی سے کہہ کر اسے بطور خوشبو استعمال کرے۔

جب وہ شخص آپ کا مبارک پسینہ گھر لے گیا اور اس کے گھر والوں نے اسے

---

[1] بابی انت وامی یا رسول اللہ۔ ۷۸
[2] المواھب اللدنیہ

بطور خوشبو استعمال کیا تو ان کا گھر خوشبو سے مہک اٹھا۔ اس کی خوشبو صرف اسی گھر تک محدود نہ رہی بلکہ دیگر اہل مدینہ بھی اس خوشبو کو محسوس کرتے۔ اسی وجہ سے اہل مدینہ اس گھر کو بیت المطیبین (خوشبو والوں کا گھر) کے نام سے یاد کرتے تھے۔

پسینہ کی خوشبو نسل در نسل

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دن حضور علیہ السلام استراحت فرما رہے تھے۔ آپ کی جبین مبارک پر خوبصورت موتیوں کی طرح پسینے کے قطرات ہویدا تھے۔ میں نے ان میں سے کچھ قطرے ایک شیشی میں جمع کر کے محفوظ کر لیے۔ اتفاقاً انہی دنوں میری ایک ملنے والی خاتون کی بیٹی کی شادی ہوئی میں نے اس شیشی میں سے پسینہ مبارک کے چند قطرے اس خاتون کو بطور تحفہ دیئے۔ اس خاتون نے اسے بطور خوشبو استعمال کرتے ہوئے اپنی بیٹی کو لگایا۔ اس پسینہ مبارک کی برکت سے لڑکی کے اس عضو سے ہمیشہ خوشبو آتی تھی جس پر پسینہ مبارک لگایا گیا تھا۔ یعنی یہ خوشبو ساری عمر باقی رہی اس کے بعد اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی اس سے بھی وہی خوشبو آیا کرتی یہاں تک کہ اس لڑکی کی نسل میں جو بچہ بھی پیدا ہوتا اس سے وہی مہک اور خوشبو آتی۔ اس مبارک خاندان اور گھر کو اہل مدینہ بیت العطارین (خوشبو والوں کا گھر) کہہ کر پکارتے تھے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اسی بات کا تذکرہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

در بعضے روایات آمدہ است کہ مردے بول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را خوردہ بود پس بوئے خوش میدمید از وے و از اولاد وی

بعض روایات میں ہے کہ ایک آدمی نے حضور علیہ السلام کا بول مبارک پیا تو جہاں خود اس کے جسم سے خوشبو آتی وہاں اس کی اولاد میں پشت در پشت خوشبو چلتی رہی۔

خونِ اقدس میں خوشبو

حضور علیہ السلام کا جسمِ اطہر نورٌ علیٰ نور ہونے کی وجہ سے خوشبوؤں کا منبع و مرکز تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ کے جسم کے ہر حصے سے خوشبو آتی حتیٰ کہ آپؐ کے خونِ مبارک میں بھی عجیب قسم کی مہک تھی۔

امام حاکمؒ، بزارؒ، طبرانیؒ نے بیان کیا ہے کہ ایک موقعہ پر آپؐ نے پچھنے لگوائے۔ اِن کی وجہ سے جو خون برتن میں جمع ہوا آپؐ نے عبداللہ بن زبیرؓ کو حکم دیا کہ اس کو کہیں باہر دفن کر آؤ۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جب یہ خون مبارک لے کر باہر آئے تو سوچا کہ اسے کہاں دفن کروں؟ اچانک خیال آیا کہ آج تو اسے بطور تبرک پی ہی لینا چاہیئے کیونکہ ایسا موقعہ شاید دوبارہ نہ آئے۔ آپ نے یہ سوچ کر وہ خون پی لیا۔

فبلغ رسول الله فعله	رسالت مآبؐ کو جب اس واقعہ
فقال اما انه لا تصيبه	کی اطلاع ہوئی تو آپؐ نے فرمایا عبداللہ
النار [1]	بن زبیرؓ کے جسم کو دوزخ کی آگ نہیں جلا سکتی۔

خونِ اقدس شہد سے میٹھا تھا

مشہور تابعی امام شعبیؒ بیان کرتے ہیں:

فقيل لابن الزبير كيف	عبداللہ بن زبیرؓ سے لوگوں نے پوچھا
وجدت طعم الدم	کہ بتائیے آپؐ کے خون کا ذائقہ کیسا تھا؟

[1] شرح الشفاء ۱: ۱۶۱

WWW.NAFSEISLAM.COM

آپ نے فرمایا :

اما الطعم فطعم العسل — ذائقہ شہد کی طرح اور خوشبو کستوری

واما الرائحة فرائحة المسك[1] — سے بڑھ کر تھی۔

وصال کے وقت تک منہ سے خوشبو آتی رہی

امام قسطلانی کتاب الجواہر المکنون فی ذکر القبائل والبطون کے حوالے سے لکھتے ہیں:

لما شرب عبد الله بن زبير تضوع فمه مسكا وبقيت رائحته موجودة فى فمه الى ان صلب[2]

جب سے عبداللہ بن زبیر نے آپؐ کا خون مبارک نوش کیا تھا۔ اسی دن سے ان کے منہ سے کستوری سے بڑھ کر خوشبو آتی تھی۔ حتی کہ وہ خوشبو ان کے منہ میں سے اس دن تک آتی رہی جب ان کو سولی پر چڑھا کر شہید کردیا گیا۔

جسم سے مس ہونے والی شے میں خوشبو پیدا ہو جاتی

آپؐ کا جسم اطہر اس طرح خوشبودار تھا کہ اگر کسی بھی شخص کا جسم آپؐ کے ساتھ مس ہو جاتا تو اس میں بھی مہک پیدا ہو جاتی مثلاً اگر کسی نے آپؐ سے مصافحہ کی سعادت حاصل کی تو اس کے ہاتھوں میں خوشبو ہی خوشبو ہوتی۔ اگر آپؐ نے کسی کے جسم پر دست شفقت پھیر دیا تو اس کے جسم سے خوشبو آتی رہتی۔ جس بچے کے سر پر آپؐ اپنا مبارک ہاتھ رکھ دیتے وہ اس کی برکت سے آنے والی خوشبو کی وجہ سے اس طرح دوسروں سے ممتاز ہو جاتا ہر کوئی کہتا اس کے سر پر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیرا ہے۔

1۔ شرح الشفاء، ۱ : ۱۶۱ — 2۔ المواهب مع الزرقانی، ۴ : ۲۶۶

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان فرماتی ہیں :

وکان کفہ کف عطار مسّہا طیب أولم یمسہا بہ یصافحہ المصافح فیظل یجد ریحہا ویضع یدہ علی رأس الصبی فیعرف من بین الصبیان من ریحہا من رائحۃ [1]

کہ آپؐ دنیوی خوشبو استعمال فرمائیں یا نہ فرمائیں آپؐ کے مبارک ہاتھ ہر وقت اس طرح خوشبودار رہتے جس طرح کسی عطار کا ہاتھ ہوتا ہے اگر کوئی شخص آپؐ سے مصافحہ کی سعادت حاصل کر لیتا تو تمام دن اس کے ہاتھ سے خوشبو آتی رہتی۔

اسی طرح اگر آپ کسی بھی بچّے کے سر پہ اپنا دستِ شفقت رکھ دیتے تو وہ بچہ اس کی خوشبو سے تمام بچوں سے ممتاز ہو جاتا۔

کوئی خوشبو صحابی کے جسم کی خوشبو کا مقابلہ نہ کر پاتی

طبرانی میں حضرت عتبہ بن فرقدؓ (جنہوں نے حضرت فاروقِ اعظمؓ کے عہدِ مبارک میں موصل کو فتح کیا) کے بارے میں ان کی اہلیہ ام عاصم سے مروی ہے کہ ہم عتبہؓ کی چار بیویاں تھیں۔ ہم میں سے ہر ایک اپنے خاوند کی خاطر ایک دوسری سے زیادہ اور اچھی خوشبو استعمال کرتی۔ لیکن اس کے باوجود عتبہ کے جسم کی خوشبو ہماری خوشبو پہ غالب رہتی۔ اس طرح جب عتبہؓ کسی محفل یا اجتماع میں جاتے تو لوگ ان سے پوچھتے کہ آپ یہ خوشبو کہاں سے لاتے ہیں ایسی خوشبو تو یہاں میسّر نہیں۔ ایک دن ہم تمام خواتین نے ان سے پوچھا کہ ہم خوشبو لگانے میں مبالغہ سے کام لیتی ہیں لیکن اس کے باوجود آپ کے جسم کی خوشبو بغیر خوشبو کے استعمال کے اس پہ غالب آجاتی ہے اس کا سبب کیا ہے؟

---

[1] سبل الہدیٰ ۲: ۱۱۷

اس پر حضرت عتبہؓ نے یہ واقعہ سنایا:

اخذنی الشری علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتیتہ فشکوت ذٰلك الیہ فأمرنی ان اتجرد فتجردت وقعدت بین یدیہ والقیت ثوبی علی فرجی فنفث فی یدہ و مسح ظهری وبطنی بیدہ فعبق بی هذا الطیب من یومئذٍ [1]

میرے جسم پر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں پھنسیاں نکل آئیں۔ میں نے آپؐ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر ان کے بارے میں عرض کیا۔ آپؐ نے مجھے کپڑے اتارنے کا حکم دیا۔ میں نے کپڑے اتار کر اور ستر ڈھانپ کر آپؐ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپؐ نے اپنے دستِ مبارک پر دم فرما کر میری پشت اور پیٹ پر پھیرا۔ جس دن سے میرے آقاؐ نے دستِ مبارک پھیرا ہے اسی دن سے میرا جسم اس عمدہ خوشبو سے بریز رہتا ہے۔

یہاں مقصود ان کی پھنسیوں کا علاج تھا مگر آپؐ کے لعابِ اقدس نے ان کے جسم پر ایسا اثر کیا کہ نہ صرف ان کو پھنسیوں اور بیماری سے نجات ملی بلکہ جسم کو ہمیشہ کے لیے خوشبودار بنا دیا حالانکہ اعلیٰ سے اعلیٰ خوشبو بھی استعمال کرنے سے اس کا اثر دو چار روز باقی رہتا ہے۔ اس کے بعد اس کا ازالہ ہو جاتا ہے مگر لعابِ دہنِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تاثیر دیکھیے کہ اس نے جسم کو ہمیشہ کے لیے معطر کر دیا۔

ہاتھوں میں خوشبو

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے جب بھی آپ کے

[1] المواهب اللدنیہ ۱: ۲۸۲

WWW.NAFSEISLAM.COM

ساتھ مصافحہ کیا یا میرا جسم آپ کے جسم اطہر کے ساتھ مَس ہوا تو میں اپنے ہاتھوں اور جسم میں کستوری سے بڑھ کر خوشبو پاتا۔

لقد کنت اصافح رسول اللّٰه او یمس جلدی جلدہٗ فاتعرفه بعد فی یدی وانه لاطیب رائحة من المسک۔ (سیدنا محمد رسول اللّٰہ، ۱۹)

میں آپ کے ساتھ مصافحہ یا جسم کے ساتھ مس کرنے کے بعد ایسی خوشبو محسوس کرتا جو کستوری سے بڑھ کر ہوتی۔

کنواں خوشبو سے مہک اُٹھا

مسندِ احمد میں حضرت وائل بن حجر رضی اللّٰہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے میرے والدِ گرامی نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں پانی کا ڈول حاضر کیا گیا۔ آپ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے اس ڈول سے پانی نوش فرمایا اور اس کے پانی کے ساتھ کلی فرما کر پانی کنویں میں ڈالا۔ بس کلی کے پانی کے کنویں میں پھینکنے کی دیر تھی کہ تمام کنواں خوشبو سے مہک اٹھا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

خون کی برکت سے جہنم سے آزادی

امام ابنِ حبان نے سیّدنا عبداللّٰہ ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ ایک قریشی نوجوان نے آپ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو پچھنے لگائے۔ جب وہ پچھنے لگانے سے فارغ ہوا تو آپ کا مبارک خون لے کر دیوار کی پچھلی طرف چلا گیا۔

فنظر یمینًا وشمالاً فلم یر احدً فحسا دمه۔

دائیں اور بائیں دیکھا کہ کوئی آدمی دیکھ تو نہیں رہا اس کے بعد اس نوجوان نے خون مبارک پی لیا۔

خون پی لینے کے بعد آپؐ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے اس کا چہرہ دیکھ

کر فرمایا :

ویحك ما صنعت بالدم؟ — تونے خون کے ساتھ کیا کیا ؟

اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اسے دیوار کے پیچھے غائب کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا :

این غیبته ؟ — کہاں غائب کیا ؟

عرض کیا :

یا رسول اللّٰہ نفست علی دمك ان اھریقه فی الارض فھو فی بطنی۔ — یا رسول اللہ آپ کے مبارک خون کی تعظیم کا تقاضا تھا کہ اسے زمین پر نہ بہاؤں لہٰذا میں نے اسے اپنے پیٹ میں غائب کر دیا۔

اس پر آپؐ نے اس نوجوان کو یہ خوشخبری سنائی۔

اذھب فقد احرزت نفسك من النار [1] — جا تونے اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے محفوظ کر لیا۔

امام زرقانیؒ اس پر دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں :

لان دمه لا تمسه النار وقد مازج لحمه دمه [2] — آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خون مبارک کو جہنم کی آگ مس نہیں کر سکتی چونکہ اس نوجوان کے جسم میں آپؐ کا خون مبارک شامل ہو چکا تھا اس لیے اس پر بھی جہنم کی آگ حرام ہوئی۔

---

[1] المواہب اللدنیہ ۱ : ۲۸۴

[2] زرقانی ۴ : ۲۳۰

جنّتی کی زیارت

سننِ سعید بن منصور میں حضرت عمرو بن سائب رضی اللہ عنہ سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والدِ گرامی حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ جب غزوۂ احد میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا لب مبارک زخمی ہوا اور اس سے خون بہنے لگا تو حضرت مالک بن سنانؓ سے شدّتِ جذبات سے رہا نہ گیا اور انہوں نے موقع غنیمت جانتے ہوئے اپنا منہ مبارک ہونٹوں پر رکھ کر خون چوسنا شروع کر دیا اور اتنا چوسا کہ ہونٹ مبارک سفید ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اے مالک چھوڑ دو ایسا نہ کرو اِس پر اس محب صادق نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ لا واللہ — پیارے آقا! میں اس نعمت کو
لا امجہ ابداً — کیسے چھوڑ دوں۔

جب آپ نے دیکھا کہ اس نے یہ عمل فقط میری محبت میں کیا ہے تو خوش ہوئے اور فرمایا:

من اراد ان ینظر الی رجل — جو شخص چاہتا ہے کہ وہ کسی جنتی
من اهل الجنة فلینظر — کو دیکھے وہ اس نوجوان کو دیکھ لے۔
الیٰ هٰذا [1]

دوسری روایت میں آپؐ کے یہ الفاظ ہیں:

من سره ان ینظر — جو شخص خواہش رکھتا ہے کہ وہ
الی رجل خالط دمی — ایسے شخص کو دیکھے جس کے خون کے

---

[1] المواہب اللدنیہ، ۱: ۲۸۴

دمہ فلینظر الی مالک بن سنان ؎
ساتھ میرا خون مل چکا ہے تو وہ مالک بن سنان کو دیکھ لے۔

مختلف جواب ارشاد فرمانے کی حکمت

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں یہ سوال پیش ہوا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہما دونوں نے حضور علیہ السلام کا مبارک خون پی لیا تھا۔ مگر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن زبیر کے بارے میں ویل لک اور حضرت مالک بن سنان کے بارے میں لا تمسک النار کے الفاظ فرمائے۔ دونوں کا عمل ایک تھا مگر آپ نے ہر ایک کے بارے میں مختلف الفاظ کیوں فرمائے؟ اس کی کیا حکمت تھی!

حافظ ابن حجر نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے دونوں کے مستقبل کے احوال کے پیشِ نظر یہ کلمات ارشاد فرمائے تھے۔ چونکہ عبداللہ بن زبیر کی زندگی میں مشکلات آنا تھیں اس لیے آپ نے افسوس کا اظہار فرماتے ہوئے ان کی مشکلات کی طرف اشارہ کیا اور مالک بن سنان نے چونکہ اسی دن غزوہ میں شہید ہو جانا تھا اس لیے انہیں جنت کی بشارت دی ؎

؎ زرقانی، ۴: ۲۳۰

؎ نسیم الریاض، ۱: ۴۴۸

جسمِ نبوی اور سایہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کو کائنات کی ہر شے سے زیادہ لطیف و نظیف بنایا اور اسے مادی، عنصری کثافت سے مبرا رکھا۔

اس لیے قرآن نے آپ کو سراپا نُوْر قرار دیا۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ — تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور آیا اور روشن کتاب۔

اس آیتِ مبارکہ میں نور سے مراد آپ کی ذاتِ اقدس ہے۔ قرآن نے آپ کی ذاتِ اقدس کو فقط نور ہی قرار نہیں دیا بلکہ اسے سِرَاجًا مُّنِيْرًا بھی فرمایا۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ○ — اے محبوب! ہم نے آپ کو شاہد، مبشر، نذیر، اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور سراجِ منیر بنا کر بھیجا ہے۔

جب قرآن حکیم نے آپ کے جسمِ اطہر کو سراپا سراجِ منیر قرار دیا ہے تو اس کے بعد

اس میں مادی کثافت کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ قرآن کی بیان کردہ اس مقدس نورانیت کو ائمہ اسلام نے آپ کے جسمِ اطہر کے سایہ نہ ہونے پر دلیل بنایا ہے۔

۱۔ امام ابن سبع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

انہ کان نورًا فکان اذا مشی فی الشمس او القمر لاینظر لہ ظل قال بعضھم ولیشھد لہ حدیث قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی دعائہ و اجعلنی نورًا۔ [۱]	آپ کی ذات اقدس کے سراپا نور ہونے کی وجہ سے سورج اور چاند کی روشنی میں آپ کا سایہ دکھائی نہ دیتا تھا۔ بعض محدثین نے فرمایا ہے کہ آپ کا سایہ نہ ہونے کی شہادت حضور علیہ السلام کی یہ حدیث بھی فراہم

کرتی ہے جس میں آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا کی ہے اے اللہ! مجھے سراپا نور بنا دے۔

۲۔ امام المحدثین قاضی عیاض رح فرماتے ہیں:

لا ظل لشخصہ فی شمس و لا قمر لانہ کان نورًا [۲]	آپ کے جسم اقدس کا سایہ اس لیے نہیں تھا کہ آپ سراپا نور تھا۔

۳۔ عظیم محدث امام رزین رح رقم طراز ہیں:

لم یکن لہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ظل فی شمس ولا فی قمر لغلبۃ انوارہ [۳]	غلبۂ انوار کی وجہ سے آپ کے جسمِ اطہر کا سایہ دھوپ اور چاندنی میں دکھائی نہیں دیتا تھا۔

---

[۱] خصائص کبریٰ ۱: ۶۸
[۲] الشفاء ۱: ۵۲۲
[۳] زرقانی ۴: ۲۲۰

۴۔ صاحب مجمع بحار الانوار اس بات کی تصریح یوں کرتے ہیں:

من اسمائه صلی اللہ علیه وسلم النور قیل من خصائصه صلی اللہ علیه وآله وسلم انه اذا مشی فی الارض فی الشمس والقمر لا یظهر له ظل [1]

آپ کے اسمائے مبارکہ میں سے ایک نور بھی ہے (اسی لیے) آپ کے خصائص میں سے بیان کیا گیا ہے کہ دھوپ اور چاندنی میں آپ کا سایہ نہ ہوتا تھا۔

۵۔ امام خفاجی شرح شفاء میں محدث ابن سبع کے قول لا ظل لشخصه فی شمس ولا قمر لانه کان نورًا کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(لا ظل لشخصه) ای جسده الشریف ولا قمر مما تری فیه الظلال لحجب الاجسام ضوء النیرین و نحوهما وعلل ذلك ابن سبع (لانه کان نورا) و الانوار شفافة لطیفة لا تحجب غیرها لانوار لا ظل لها کما هو مشاهد فی الانوار الحقیقة وقد

آپ کے مقدس اور لطیف جسم کا سایہ دھوپ اور چاندنی میں نہیں ہوا کرتا تھا۔ کیونکہ سایہ اس وجہ سے دکھائی دیتا ہے کہ اجسام کثیفہ چاند سورج کی روشنی کے لیے حجاب و رکاوٹ ہوتے ہیں (آپ کا جسم اطہر کثیف نہیں بلکہ لطیف ہے) امام ابن سبع نے عدم سایہ پر آپ کے سراپا نور ہونے کو دلیل بنایا ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ انوار لطیف اور شفاف

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

[1] مجمع بحار الانوار، ۳: ۴۰۲

نطق القرآن بانه النور المبين وكونه بشرًا لاينافيه كما توهم فان فهمت فهو نور على نور فان النور ظاهر بنفسه المظهر لغيره [1]

ہونے کی وجہ سے دوسرے کے لئے رکاوٹ و حاجب نہیں ہوتے اس لیے انوار کا سایہ نہیں ہوتا۔ جس طرح کہ انوار حقیقت میں مشاہدہ کیا جاتا ہے اور قرآن آپ کے نور مبین ہونے پر ناطق ہے اور آپ کا بشر ہونا آپ کے نور ہونے کے ہرگز منافی نہیں۔ پس اگر تجھے فہم نصیب ہو جائے تو یقین کرے کہ آپ ایسے نور ہیں جو دوسروں پر غالب ہے کیونکہ نور کہتے ہی اسے ہیں جو خود ظاہر ہو اور غیر کو ظاہر کرنے والا ہو۔

غلبۂ نور کی وجہ سے بشریت بھی بے سایہ تھی

آپ کی ذاتِ اقدس سراپا نور تھی اس لیے سایہ نہ ہونا کوئی عجیب بات نہ تھی کیونکہ نور کا سایہ واقعتاً نہیں ہوتا مگر جب آپ اس عالم شہادت و دنیا میں انسانیت کی بھلائی کے لیے لباس بشریت میں تشریف لائے تو اس لباس کے باوجود اللہ پاک نے آپ کا سایہ پیدا نہ فرمایا۔ اس کی واضح وجہ تو یہ ہے کہ آپ کی مبارک بشریت بھی نور سے مغلوب تھی اسی لیے قرآن مجید نے آپ کی دونوں شانیں بیان فرمائیں:

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ   وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ

WWW.NAFSEISLAM.COM

[1] نسیم الریاض، ۳: ۲۸۲

الاُولیٰ کی تفسیر میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات میں جو بلندی عطاء فرمائے گا، ان میں سے ایک یہ ہے کہ:

اول تا آنکہ بشریت ترا اصلاً وجود نماند و غلبۂ نور حق بر تو علی السبیل الدوام حاصل شود ۱؎	آپ میں بشریت کا وجود بالکل نہ رہے گا۔ اور نور حق کا غلبہ دائمی طور پر حاصل ہو جائے گا۔

امام ابن حجر مکی افضل القریٰ میں فرماتے ہیں:

ومما یؤید انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان نور انہ کان اذا مشی فی الشمس لا یظہر لہ ظل لانہ لا یظہر الا الکثیف وھو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قد خالصہ اللہ من سائر الکثافات الجسمانیات وصیرہ نورًا صرفًا لا یظہر لہ ظل اصلا ۲؎	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور خالص ہونے کی تائید جس بات سے ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام جب سورج یا چاند کی روشنی میں چلتے تو آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا کیونکہ سایہ صرف اور صرف جسم کثیف کا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے جسم اقدس کو تمام جسمانی کثافتوں سے خالص کر کے ایسا نور محض بنا دیا تھا جس کا سایہ اصلاً ظاہر نہ ہو۔

مولانا رشید احمد گنگوہی آپ کی بشریت کو سراپا نور قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

۱؎ تفسیر عزیزی پ عم: ۲۱۷

۲؎ افضل القریٰ

ایں ذات پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم از جملہ اولادِ آدم علیہ السلام اند مگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذات خود را چناں مطہر فرمود کہ نورِ خالص گشتند۔ [1]

آپ کی ذاتِ مبارکہ اولاد آدم میں سے ہے لیکن آپ نے اپنی ذات کو اس طرح مطہر فرمایا کہ اب آپ سراپا نور قرار پائے۔

آپ کے جسمِ اطہر کی لطافت

جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے کہ آپ سراپا نور تھے لیکن لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے لباسِ بشریت میں تشریف لائے لیکن اس بشریت پر بھی نور کا غلبہ تھا۔ اس غلبہ کا اظہار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشادِ عالی سے بھی ہوتا ہے جس میں آپ نے انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو اہلِ جنت کی ارواح کی مانند قرار دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

انا معاشر الانبیاء نبتت اجسادنا علی ارواح اھل الجنۃ۔ [2]

ہم انبیاء ہیں۔ ہمارے اجسام اہلِ جنت کی ارواح کی مانند بنائے گئے ہیں۔

ارواحِ اہلِ جنۃ کا لطیف تر اشیاء میں شامل ہونا ظاہر ہے۔ جب انبیاء علیہم السلام کے اجسام مقدسہ کا مقام ان ارواح سے بلند ہے تو انبیاء کے ارواح کا کیا مقام ہوگا؟

---

[1] امداد السلوک: ۸۵

[2] زرقانی علی المواہب

انبیاء علیہم السلام کے مقدس اجسام کی لطافت

مذکورہ روایت میں رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء علیہم السلام کے مقدس اجسام کی لطافت کا ذکر بھی فرمایا کہ ان کے اجسام بمنزل اہل جنت کے ارواح کے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان مبارک ہستیوں کے اجسام میں کثافت نہیں رکھی بلکہ ان کے اجسام کو لطیف اشیاء سے بھی لطیف تر بنایا حتیٰ کہ ان کے جسم کا نہ تو سایہ ہوتا تھا اور نہ ہی ان کا خون اور بول و براز ناپاک۔

کیونکہ انسان کا سایہ دار اور ناپاک ہونا کثافت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جو لوگ انبیاء علیہم السلام کی مثلیت کا دعویٰ کرتے ہیں، انہیں غور کرنا چاہیئے کہ ہم جو سراپا کثافت ہیں، کس طرح لطیف تر جسم کے مثل ہو سکتے ہیں۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ نے ایسے نادان ذہن کو اپنے ان دل نشین اشعار کے ذریعے سمجھایا ہے اور مختلف مثالیں دے کر واضح کیا ہے کہ دو چیزوں کا بظاہر صورۃً ایک جیسا ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ دونوں حقیقتاً بھی ایک دوسرے کے مثل ہوں۔

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر

(پاک لوگوں کو اپنے جیسا نہ کہا کرو۔ شیر اور شِیر (دودھ) لکھنے میں ہم شکل ہوتے ہیں مگر دونوں میں کتنا بڑا فرق ہے)

ایں ندانستند ایشاں از عمی ہست فرقے درمیاں بے انتہیٰ

(مگر ان اندھوں کو کور باطنی کی وجہ سے یہ نظر نہ آیا کہ اِن کے اور اُن کے درمیان بے انتہا فرق ہے)

ہر دو گوں زنبور خوردند از محل لیک شد زاں نیش و زاں دیگر عسل

(بھڑ اور شہد کی مکھی دونوں نے ایک ہی شگوفہ کا رس چوسا مگر ایک سے زہر

پیدا ہوا اور دوسرے سے شہد (جو کہ سراپا شفا ہے)

ہر دو گوں آہو گیاہ خوردند و آب
زیں یکے سرگیں شد و زاں مشک ناب

(دونوں قسم کے ہرن ایک ہی گھاس کھاتے ہیں اور ایک ہی گھاٹ پر پانی پیتے ہیں مگر ایک سے مینگنیاں پیدا ہوتی ہیں اور دوسرے سے خالص کستوری)

ہر دو نے خوردند از یک آبخور
آں یکے خالی و آں پر از شکر

(دونوں قسم کے گنے ایک ہی پانی سے سیراب ہوتے ہیں مگر ایک کھوکھلا اور خالی رہتا ہے اور دوسرے سے چینی اور شکر پیدا ہوتی ہے)

شیر آں باشد کہ مرد او را خورد
شیر آں باشد کہ مردم را درد

(شیر (دودھ) وہ شے ہے جسے آدمی پی جاتا ہے اور شیر وہ جانور ہے جو آدمی کو پھاڑ کھاتا ہے)

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد
کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد

(اسی غلط قیاس کے سبب لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اللہ کے بندوں کے مرتبے سے آگاہی ہوتی ہے)

اشقیاء را دیدۂ بینا نبود
نیک و بد در دیدۂ شاں یکنود

(بدبخت لوگ حق بین نگاہ سے محروم ہوتے ہیں۔ اس لیے ان کی نظروں میں نیک و بد یکساں دکھائی دیتے ہیں)

ہمسری با انبیاء برداشتند
اولیاء را ہمچو خود پنداشتند

(اسی وجہ سے کبھی انبیاء علیہم السلام کی برابری کا دعویٰ کر بیٹھتے ہیں۔ اور کبھی اولیاء کو ہم مثل سمجھنے لگتے ہیں)

گفت اینک ما بشر ایشاں بشر
ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور

(دلیل یہ دیتے ہیں) کہ ہم بھی بشر وہ بھی بشر ہم سونے اور کھانے میں یکساں ہیں پھر

WWW.NAFSEISLAM.COM

فرق کیوں ؟

صد ہزاراں ایں چنیں اشباہ بیں　　فرق شاں ہفتاد سالہ راہ بیں

(ایسے ہی تمہیں لاکھوں اشیاء ملیں گی جو شکل وصورت میں شاید مختلف نہ ہوں مگر (ان (کی حقیقت) میں ستر برس کی راہ کا فاصلہ ہوگا۔

ایں خورد گردد پلیدی زیں جدا　　واں خورد گردد ہمہ نورِ خدا

اسی طرح غذا نبی اور غیر نبی دونوں کھاتے ہیں مگر غیر نبی سے نجاست بن کر خارج ہوتی ہے اور جو نبی کھاتا ہے وہ تمام کا تمام نور بن جاتا ہے۔

اولیاء کرام کے وجود بمنزلہ ارواح کے ہوتے ہیں

حضور علیہ السلام کے فیضان سے یہ نعمت آپ کی امت کے اولیائے کرام کو بھی ان کے حسب حال نصیب ہوتی ہے۔ حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رح بعض اولیائے کرام کے حوالے سے بیان کرتے ہیں

ارواحنا اجسادنا واجسادنا ارواحنا یعنی ارواحِ ما کار اجساد می کنند و گاہے اجساد از غایتِ لطافت برنگ ارواح می برآید و می گویند کہ رسولِ خدا را سایہ نبود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ لے

ہمارے ارواح اجسام ہیں اور ہمارے اجسام ارواح ہیں۔ جس کا معنی یہ ہے کہ ہمارے ارواح بمنزل اجسام کے کام کرتے ہیں اور کبھی اجسام انتہائی لطافت کی وجہ سے ارواح کی صورت اختیار کر لیتے ہیں (اور چونکہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم اقدس ہر ایک سے لطیف تر ہے) لہٰذا آپ کے جسم کا سایہ نہیں تھا۔

لے تذکرۃ الموتیٰ والقبور : ۲۱

سایہ نہ ہونے کی حکمت

مذکورہ بالا آیات اور احادیث و اقوالِ ائمہ سے یہ واضح ہو گیا کہ آپ کے سراپا نور ہونے کی وجہ سے آپ کا سایہ نہ تھا۔ اب ہم یہاں بعض صحابہ اور اہلِ محبت کے اقوال درج کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک باوجود لباسِ بشریت کے آپ کا سایۂ اقدس پیدا نہ کرنے کی کیا حکمت ہے؟

• کسی شخص کا پاؤں نہ آجائے

جب بعض منافقین نے اپنے خبثِ باطن کا اظہار کرتے ہوئے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عصمت و پاک دامنی کے خلاف تہمت و افتراء پردازی کا طوفان کھڑا کر دیا تو ـــــــ

اگرچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی رفیقۂ حیات کی معصومیت کے بارے میں باخبر تھے، جس کا ذکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے جاں نثار صحابہ کے سامنے ان الفاظ میں فرما بھی دیا تھا:

واللہ ما علمت علی اھلی الا خیرا[1] — "خدا کی قسم! میں جانتا ہوں کہ میری اہلیہ کا دامن اس تہمت سے پاک ہے"

حقیقتِ حال سے باخبر ہونے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسئلہ میں مصلحتاً سکوت اختیار فرمایا اور بایں خیال کچھ کہنا گوارا نہ کیا کہ یہ بدبخت میری کہی ہوئی بات کب مانیں گے؟ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کے

---

[1] البخاری، ۱: ۳۶۴

بارے میں وحی الٰہی کے منتظر رہے۔

آپ نے بعض صحابہ کرام سے اس معاملہ پر فرداً فرداً رائے طلب کی تو انہوں نے اپنی اپنی محبت کا اظہار بڑے ہی احسن پیرائے میں کیا۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! میں اس بات پر یقین کامل رکھتا ہوں کہ یہ سراسر جھوٹ ہے اور یہ منافقین کی شرارت ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے مبارک جسم کو مکھی کے بیٹھنے سے اس لیے محفوظ رکھا کہ وہ گندی اشیاء پر بیٹھتی ہے۔ جو اللہ آپ کے لئے اتنی معمولی سی چیز، جو خلافِ نظافت ہے، پسند نہیں فرماتا تو وہ ایسی خاتون کو آپ کے لیے کیسے پسند فرمائے گا جو ایسے فعل کی مرتکب ہو؟

انا قاطع بكذب المنافقين	"مجھے ان منافقین کے جھوٹے ہونے
لان الله عصمك من	پر اس وجہ سے یقینِ کامل ہے کہ
وقوع الذباب على جلدك	اللہ تعالیٰ نے آپ کے جسم اطہر کو
يقع على النجاسات	مکھی کے بیٹھنے سے محفوظ رکھا ہے تو
فيتلاطخ بها فلما عصمك	جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنی چھوٹی
الله من ذلك القدر من	سی خلافِ نظافت شے سے محفوظ رکھا
القذر فكيف لا يعصمك	ہے تو اس سے یہ کیسے ممکن ہے کہ
عن صحبة من تكون	وہ آپ کو ایسی خاتون سے محفوظ
متلطخة بمثل هذه	نہ رکھے جو ایسے فعل کا ارتکاب کرنے
الفاحشة [1]	والی ہو:

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان الفاظ میں اپنی محبت کا اظہار فرمایا:

---

[1] مدارک التنزیل، ۳ : ۲۴۳

WWW.NAFSEISLAM.COM

ان الله ما اوقع ظلك على الارض لئلا يضع انسان قدمه على ذلك الظل فلما لم يمكن احدا من وضع القدم [1]

"اللہ تعالیٰ نے آپ کا مبارک سایہ زمین پر اس لیے نہیں پڑنے دیا کہ کہیں اس پر کسی انسان کا قدم نہ آئے۔ جب اللہ تعالیٰ آپ کے سایہ کو قدم آنے سے محفوظ رکھتا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ کی اہلیہ محترمہ ایسے عمل میں ملوث ہو جائے!

مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پیارے انداز میں یوں عرض کیا:

ان جبريل اخبرك ان على نعليك قذرًا امرك باخراج النعل عن رجلك بسبب ما التصق به من القذر فكيف لا يأمرك باخراجها بتقدير ان يكون متلطخة بشيء من الفواحش [2]

"اگر آپ کی نعلینِ اقدس پر ادنیٰ سی نجاست لگ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ جبریلِ امین کے ذریعے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع فرماتے ہیں اور اسے اتارنے کا حکم دیتے ہیں۔ اگر آپ کی اہلیہ محترمہ ایسے فعل کی مرتکب ہوتیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو اُن کو جدا کر دینے کا حکم دے دیتے:

ان اقوالِ صحابہ میں جہاں آپ کے عدمِ سایہ کا ذکر ہے وہاں ان لوگوں کے لیے

---

[1] مدارک التنزیل ۳۰ : ۳۴۳

[2] " " " "

درسِ عبرت بھی ہے جو آج بھی کہتے ہیں کہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں عدم علم کی وجہ سے پریشان رہے۔ جب صحابۂ کرام کو آپ کی اہلیہ کے پاکیزہ ہونے کا یقین کامل حاصل ہے تو آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو بطریق احسن تھا۔ جیسا کہ بخاری شریف کے حوالے سے اوپر گزر چکا ہے۔

آپ کے جسمِ اطہر سے بڑھ کر کوئی شئے لطیف نہیں تو سایہ کیسے ہو؟

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے جسم اطہر کے سایہ نہ ہونے کی توجیہہ یوں بیان فرماتے ہیں:

اورا صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نبود در عالم شہادت۔ سایہ ہر شخص از شخص لطیف تر است۔ چوں لطیف تر از وے صلی اللہ علیہ وسلم در عالم نباشد اورا سایہ چہ صورت دارد۔	"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس عالم شہادت (دنیا) میں سایہ نہیں تھا۔ کیونکہ ہر شخص کا سایہ اس سے لطیف تر ہوتا ہے۔ اور آپ سے بڑھ کر کائنات کی کوئی شے لطیف نہیں اس لیے آپ کا سایہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

• زمین کے ناپاک حصہ پر نہ آجائے

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ذوق کے مطابق توجیہہ پیش کرتے ہیں کہ اگر آپ کا مبارک سایہ ہوتا تو ممکن تھا کہ زمین کے کسی ناپاک حصے پر واقع ہو جاتا اور اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہیں۔

نمی افتد حضرت را سایہ بر زمین کہ محلِ نجاست است (مدارج النبوۃ، ۱: ۱۶۱)	"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایۂ اقدس اس لیے نہیں پڑتا تھا کہ زمین محلِ نجاست ہے۔"

WWW.NAFSEISLAM.COM

• کسی کافر کا پاؤں نہ آجائے

امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ سایہ نہ ہونے کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

وحکمۃ ذٰلک صیانتہ عن ان یطاء کافرعلیٰ ظلہ۔[1] — یہ آپ کی تکریم کی وجہ سے تھا کہ کہیں آپ کے سایہ پر کسی کافر کا قدم نہ آجائے"۔

حکیم ترمذی نے بھی حضرت ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت کا معنیٰ بیان کرتے ہوئے لکھا کہ سایہ نہ ہونے کی وجہ یہ ہے :

لئلا یطأ علیہ کافر فیکون مذلۃً لہ۔[2] — "تاکہ کوئی کافر آپ کے سایہ پر قدم نہ رکھ سکے۔ ورنہ یہ آپ کی تکریم کے خلاف ہوتا۔"

سایہ نہ ہونے پر ائمہ امت کے اقوال

۱۔ حکیم ترمذی حضرت ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں :

لم یر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل فی شمس ولا قمر۔[3] — "سورج کی روشنی اور چاند کی چاندنی میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔

۲۔ امام ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیاتِ مبارکہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے

---

[1] زرقانی علی المواہب

[2] سبل الہدیٰ ، ۲ : ۱۲۳

[3] الخصائص الکبریٰ ، ۱ : ۶۸

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہیں :

ان ظله صلی الله علیه وسلم کان لا یقع علی الارض و انه کان نورًا وکان اذا مشی فی الشمس او القمر لا یظهر له ظل۔ [1]

" آپ کا سایۂ اقدس زمین پر نہ پڑتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً سراپا نور تھے اور آپ کا سایہ دھوپ یا چاندنی میں چلتے ہوئے نظر نہیں آتا تھا۔"

۳۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

لا ظل لشخصه فی شمس ولا قمر لانه کان نورًا۔ [2]

" سراپا نور ہونے کی وجہ سے دھوپ اور چاندنی میں آپ کا جسمِ اقدس بے سایہ تھا۔"

۴۔ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں :

لم یکن له صلی علیه وسلم ظل فی شمس ولا قمر۔ [3]

شمس و قمر میں آپ کا سایہ قطعاً نہیں تھا۔

۵۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ الباری فرماتے ہیں :

ولم یقع له ظل علی الارض ولا رای له ظل فی شمس ولا فی قمر۔ [4]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ اقدس زمین پر نہیں پڑتا تھا اور نہ دھوپ میں نظر آتا نہ چاندنی میں۔

---

[1] زرقانی علی المواہب، ۴ : ۲۲۰

[2] الشفاء، ۱ : ۵۲۲

[3] المواہب، ۴ : ۲۸۰

[4] کتاب الخمیس فی احوال انفس نفیس

WWW.NAFSEISLAM.COM

۶۔ علامہ حسین محمد دیار بکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں :

لم یقع ظله علی الارض	"زمین پر آپ کا سایہ نہیں پڑتا
ولا رای له ظل فی	اور نہ ہی دھوپ اور چاندنی میں
شمس ولا قمر۔	دکھائی دیتا تھا۔"

۷۔ علامہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

لم یکن له صلی الله	"آپ کا سایہ ہی نہ تھا جو دھوپ
علیه وسلم ظل یظهر	اور چاندنی میں ظاہر ہوتا۔"
فی شمس ولا قمر۔ [۱]	

۸۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں :

نہ بود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم	"آپ کا سایہ ہی نہ تھا، نہ آفتاب کی
را سایہ نہ در آفتاب و نہ در قمر [۲]	روشنی میں اور نہ چاند کی چاندنی میں۔"

۹۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

سایہ ایشاں بر زمیں نمی افتاد۔	"آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔"

۱۰۔ مولانا رشید احمد گنگوہی بیان کرتے ہیں :

بہ تواتر ثابت شد کہ آنحضرت علی	"یہ بات تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ
سایہ نہ داشتند وظاہر است کہ بجز نور	آپ صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نہیں رکھتے تھے
ہمہ اجسام ظل می دارند۔ [۳]	اور ظاہر ہے کہ نور کے علاوہ ہر جسم کا
	سایہ ہوتا ہے۔"

---

[۱] فتوحاتِ احمدیہ [۳] امداد السلوک ، ۸۶

[۲] مدارج النبوۃ : ۲۶

فضائل میں حدیث ضعیف کا معتبر ہونا

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جس حدیث سے آپ سایہ نہ ہونا ثابت کر رہے ہیں وہ تو ضعیف ہے تو اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ ضعیف حدیث احکام میں تو قابلِ استدلال نہیں ہوتی مگر فضائل میں اس کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ محدثین نے جابجا اس کی تصریح فرمائی ہے۔ اگر اس کا ضعف شدید تر ہو تو بھی ہمیں مضر نہیں کیونکہ ہمارے نزدیک سایہ نہ ہونے کی اصل دلیل وہ آیاتِ قرآنیہ اور احادیث ہیں جن میں آپ کی ذاتِ اقدس کو نور اور سراجِ منیر قرار دیا گیا ہے۔ یہ روایات اس کی تائید کرتی ہیں اور وہ روایت یہ ہے۔

حکیم ترمذی نے حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لم یکن یری لہ ظل فی شمس ولا قمر۔[1]	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ دھوپ اور چاندنی میں دکھائی نہیں دیتا تھا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

سایہ کا نہ ہونا حدیثِ متصل سے ثابت ہے

بعض لوگ حدیثِ ذکوان رضی اللہ عنہ کو مرسل قرار دیتے ہوئے اسے قابلِ استدلال نہیں سمجھتے حالانکہ انہیں علم ہونا چاہئیے کہ عدمِ سایہ کے بارے میں فقط حدیثِ ذکوان رضی اللہ عنہ ہی نہیں بلکہ دیگر روایات بھی ہیں۔ ان میں سے ایک حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

---

[1] الخصائص الکبریٰ، ۱: ۶۸

سے مروی ہے جو متصل ہے۔ امام زرقانی نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:

فھو مرسل لکن روی ابن مبارک و ابن جوزی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما لم یکن للنبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ظل۔[1]	حدیثِ ذکوان بے شک مرسل ہے مگر امام عبداللہ بن مبارک اور امام ابن جوزی نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے متصلاً ذکر کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کا سایہ مبارک نہیں تھا۔

عدم سایہ پر حدیثِ مرفوع موجود ہے

عدم سایہ کے بارے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قول بھی مروی ہے۔ مدارک التنزیل میں امام نسفی "لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْہُ" کی تفسیر کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں کہ جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عائشہ کے بارے میں حضرت عثمانؓ سے پوچھا تو انہوں نے عرض کیا:

ان اللہ ما اوقع ظلک علی الارض لئلا یضع انسان قدمہ علیٰ ذلک الظل۔[2]	لاریب آپ کا سایہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر واقع نہیں کیا تاکہ کہیں کوئی شخص آپؐ کے سایہ اقدس پر اپنا قدم نہ رکھ دے۔

آپؐ کا یہ ارشاد حدیثِ تقریری کے درجے پر فائز ہے کیونکہ آپ نے عدمِ سایہ

---

[1] زرقانی، ۴: ۲۲۰

[2] مدارک، ۳: ۳۲۲

WWW.NAFSEISLAM.COM

کا ذکر رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں کیا اور آپ نے اس پر خاموشی اختیار فرمائی۔ اگر سایہ نہ ہونا غلط ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت عثمان کا رد فرما دیتے۔ گویا یہ قول براہِ راست آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قرار پایا جسے اصطلاحِ محدثین میں حکماً مرفوع کہا جاتا ہے۔

Nafse Islam

عدمِ سایہ تواتر سے ثابت ہے

بعض علماء نے اس بات کی تصریح کر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جسم اقدس کا سایہ نہ ہونا تواتر سے ثابت ہے۔

مولانا رشید احمد گنگوہی امداد السلوک میں اس مسئلہ پر یوں رقمطراز ہیں:

وبتواتر ثابت شد کہ آنحضرت ﷺ سایہ نداشتند وظاہر ست کہ بجز نور ہمہ اجسام ظل می دارند۔ [1]	تواتر سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نہیں رکھتے تھے اور ظاہر ہے کہ نور کے سوا تمام اجسام کا سایہ ہوتا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

ظنّی مسئلہ کے لئے دلیلِ ظنّی کافی ہوتی ہے

بعض لوگ کم علمی اور ناواقفیت کی وجہ سے مسئلہ سایہ پر نصوص قطعیہ اور قرآن وحدیث سے دلائل صریحہ کا تقاضا کرتے ہوئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ بابِ عقائد میں مطلقاً سوائے نصِ قطعی اور قرآن وحدیث کی صریح عبارت کے کوئی چیز قابلِ قبول نہیں۔ حالانکہ ان کا یہ قول غلط اور بے بنیاد ہے کیونکہ قطعی دلیل اور قرآن وحدیث

---

[1] امداد السلوک ۸۶۰

کی نصوصِ صریحہ صرف ان عقائد کے لیے ضروری ہیں جو قطعی ہوں اور جن پر ایمان کا مدار ہو باقی عقائدِ ظنیہ میں تو دلائلِ ظنیہ ہی کافی ہوں گے ۔ عدمِ سایہ مسائلِ ظنیہ میں سے ہے ۔

شرح عقائد میں تفضیلِ رسل کی بحث میں شارح فرماتے ہیں :

لا خفاء فی ان المسئلہ ظنیۃ	مخفی نہ رہے کہ یہ مسئلہ ظنی ہے ۔
یکتفی فیھا بالادلۃ الظنیۃ	یہاں دلائلِ ظنیہ پر اکتفاء کر لیا جاتا ہے ۔

امام عبدالعزیز پرہاروی اس مسئلہ پر تفصیلاً گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

ان المسائل الاعتقادیۃ قسمان	مسائل اعتقادیہ دو طرح کے ہوتے
احدھما مایکون المطلوب	ہیں ایک وہ جن میں یقین مطلوب
فیہ الیقین کوحدۃ الواجب	ہوتا ہے مثلاً وحدت واجب تعالیٰ
وصدق النبی صلی اللّٰہ	اور نبی اکرم صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم
علیہ وسلم وثانیھما	کا صدق ، دوسرے وہ جن میں ظن
ما یکتفی فیھا بالظن	پر اکتفاء درست ہو مثلاً مسئلہ
کھذہ المسئلۃ و	تفضیلِ رسل ۔ پہلی قسم کے مسائل
الاکتفاء بالدلیل الظنی	میں دلیلِ ظنی پر اکتفاء جائز نہیں
انما لا یجوز فی الاول	ہاں دوسری قسم کے مسائل میں دلیل
بخلاف الثانی ۔	ظنی کافی ہوتی ہے ۔

۱؎ شرح عقائد : ۱۲۶

۲؎ النبراس بحث تفضیلِ رسل

فضلاتِ مبارکہ اور جسمِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

انسان جن اشیاء کو استعمال کرتا ہے۔ مثلاً گوشت، سبزی، پھل، کھانا، پانی وغیرہ تمام کی تمام پاکیزہ اور خوشبودار ہوتی ہیں مگر جب ان اشیاء کو انسانی جسم کی صحبت میسر آتی ہے تو اس کی کثافت کی وجہ سے ان میں تعفن اور بدبو پیدا ہو جاتی ہے اور اتنا فرق واقع ہو چکا ہوتا ہے کہ وہی اشیاء جو پہلے پسندیدہ اور مرغوب تھیں اب قابلِ نفرت و کراہت ہو چکی ہوتی ہیں۔ اور تمام کی تمام انسانی جسم سے ناپاک فضلہ کی صورت میں خارج ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک جسم کو اتنا مقدس و مطہر، پاکیزہ، خوشبودار اور لطیف بنایا کہ اتنی لطافت ملائکہ کو بھی (جو نورانی مخلوق ہیں) میسّر نہیں۔ چنانچہ جب یہی اشیاء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اقدس کی صحبت میں رہنے کے بعد بصورت فضلہ خارج ہوتیں تو بجائے بدبو پیدا ہونے کے ان میں پہلے سے بھی زیادہ مہک اور خوشبو پیدا ہو چکی ہوتی۔ ایسی مہک جس کا مقابلہ کوئی دوسری خوشبو نہ کر پاتی۔ جس زمین کے ٹکڑے کو آپ بول و براز کے لیے منتخب فرماتے وہ اسے نگل لیتا اور وہاں سوائے خوشبو کے اور کچھ محسوس نہ ہوتا۔

NafseIslam
WWW.NAFSEISLAM.COM

فضلات زمین نگل جاتی اور وہاں سے خوشبو آتی

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بیت الخلاء تشریف لے جاتے ہیں۔ آپ کے واپس آنے پر جب کبھی میں اندر جاتی ہوں تو

فلا اری شیئاً الا انی کنت اشم رائحۃ الطیب۔	وہاں کچھ بھی نظر نہیں آتا ہاں مگر کستوری سے بڑھ کر خوشبو پاتی ہوں۔

اس پر آقا علیہ السلام نے فرمایا:

انا معاشر الانبیاء نبتت اجسادنا علی ارواح اھل الجنۃ فما خرج منھا ابتلعہ الارض [1]	ہم انبیاء ہیں۔ ہمارے اجسام اہلِ جنت کی ارواح کی مانند بنائے گئے ہیں ان سے جو کچھ بھی خارج ہوتا ہے زمین اسے نگل لیتی ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

کچھ روایت کے بارے میں

بعض علماء نے مذکورہ روایت کو موضوع قرار دیا ہے کیونکہ اس کے رواۃ میں حسن بن علوان ہے جس کا کذب مسلّم ہے۔ امام قسطلانیؒ اور امام زرقانیؒ اس رائے کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لکن للحدیث طرق غیر	جب یہ روایت ابن علوان کے علاوہ

---

[1] زرقانی علی المواہب، ۴ : ۲۲۹

طریق ابن علوان فلا ینبغی دعوی وضعه مع وجودها۔[1]

دیگر طرق سے بھی مروی ہے تو اس پر موضوع کا حکم لگانا کسی طرح درست نہیں ۔

حضرت ملا علی قاریؒ نے یہی تصریح فرمائی ہے ۔

ان الحکم علیه بالوضع خاص بتلك الطریق دون بقیة الطرق۔[2]

ابنِ علوان کے لحاظ سے اسے موضوع قرار دیا گیا ہے دوسرے طرق کے لحاظ سے یہ موضوع نہیں ہے ۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے الخصائص الکبریٰ میں اس کے دیگر سات طرق کا بھی بیان کیا ہے ۔

۲۔ امام دارقطنیؒ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی ان الفاظ میں روایت کی ہے ۔

یا رسول الله اراك تدخل الخلاء ثم تجئ الرجل یدخل بعدك فما یری لما تخرج منك اثرا۔

یا رسول اللہ میں دیکھتی ہوں کہ آپ بیت الخلاء تشریف لے جاتے ہیں آپ کے بعد وہاں داخل ہونیوالے شخص کو کوئی شے نظر نہیں آتی ۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا :

اما علمت ان الله امر الارض ان تبتلع ما خرج من الانبیاء

اے عائشہؓ! تجھے علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دے رکھا ہے کہ انبیاء

---

[1] زرقانی علی المواہب، ۴: ۲۲۹

[2] جمع الوسائل، ۲: ۲

WWW.NAFSEISLAM.COM

علیہم السلام کے جسموں سے جو کچھ خارج ہوا سے نگل جائے۔

۳۔ حضرت ملا علی قاریؒ اور امام زرقانیؒ ایک صحابی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر کے موقع پر رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء رفع حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ جب آپ باہر تشریف لائے تو بعد میں، مَیں داخل ہوا۔ میں نے دیکھا کہ وہاں کوئی شے نہیں۔

ورأیت فی ذالک الموضع ثلاثة احجار اللاتی استنجی بھن فاخذتھن فاذابھن یفوح منھن روائح المسک فکنت اذا جئت یوم الجمعة المسجد اخذتھن فی کمی فتغلب رائحتھن روائح من تطیب و تعطر۔	ہاں میں نے وہاں تین ایسے پتھر پائے جن کو آپ نے استعمال فرمایا تھا میں نے ان کو اٹھایا تو ان سے کستوری کی طرح خوشبو آرہی تھی۔ میں انہیں جمعہ کے دن مسجد میں اپنی جیب میں لے کر آتا ان کی خوشبو ان تمام خوشبوؤں اور عطروں پر غالب آجاتی جو دوسرے لوگ لگا کر آئے ہوتے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام زرقانیؒ نے اس روایت کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

فالمعنی وجدتھن عطرًا مبالغة کان عینھن انقلبت من الحجریة الی العطریة۔	میں نے ان کو اس طرح سراپا عطر پایا گویا پتھر اپنی ماہیت بدل کر عطر کی ماہیت اختیار کر چکے تھے۔

لہ زرقانی، ۴ : ۲۲۸

آپؐ کی خصوصیت

انہیں روایات کے پیشِ نظر محدّثین نے آپؐ کی یہ خصوصیت ذکر کی ہے۔
حضرت قاضی عیاض لکھتے ہیں:

اذا اراد ان یتغوط انشقت الارض فابتلعت غائطہ و بولہ وفاحت لذلک رائحۃ طیبۃ۔ [1]	جب آپ رفع حاجت کا ارادہ فرماتے تو زمین پھٹ جاتی اور آپ کے بول و براز کو نگل جاتی، وہاں سے خوشبوؤں کے حلے آتے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اس خصوصیت کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

چوں آنحضرت می خواست تغوط کند یعنی قضائے حاجت نماید شگافتہ میشد زمین و فرو می برد بول او را و فائح میشد ازاں بوئے خوش مطلع نمیشد برانچہ بیروں می آمد ازوے ہیچ بشرے۔ [2]	جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بول و براز کا ارادہ فرماتے تو زمین میں شگاف واقع ہو جاتا اور بول و براز کو نگل جاتی۔ وہاں سے خوشبو کے حلے آتے اور کوئی بھی انسان آپؐ کے جسم اطہر سے خارج ہونے والی شے کو نہ دیکھ پاتا تھا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

و ہیچ کس اثر فضلہ ایشان را بر روئے زمین ندیدہ زمین می شگافت و فرو	آپؐ کے مبارک فضلہ کا اثر کسی نے زمین پر نہیں دیکھا۔ زمین پھٹ جاتی

---

[1] الشفاء، ۱: ۸۸

[2] مدارج النبوۃ، ۱: ۲۵

میرود وازاں مکان بوئے مشک می شمیدند	تھی اور اسے نگل جاتی اور اس مقام سے ہر کوئی خوشبو کی مہک پاتا ۔

صحابہ اور فضلاتِ آقاؐ کا ادب

احادیث میں متعدد ایسے واقعات بھی ہیں کہ بعض صحابہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلاتِ مبارک کو استعمال کیا ، جس کی وجہ سے ان کے اجسام کو مختلف برکات کا حصول ہوا ۔

مشہور صحابیہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک رات حضور علیہ السلام نے ایک برتن میں پیشاب فرمایا ۔ مجھے پیاس محسوس ہوئی ۔ میں اٹھی ۔

فشربت مافیھا وانا لا اشعرانہ بول لطیب رائحتہ[1]	میں نے اس پیشاب کو پانی سمجھ کر پی لیا وہ اپنی پیاری پیاری مہک کی وجہ سے مجھے پیشاب محسوس تک نہ ہوا ۔

صبح حضور علیہ السلام نے مجھے بلا کر حکم دیا کہ فلاں برتن میں پیشاب ہے ۔ اسے باہر پھینک دو ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے میں نے پانی سمجھ کر پی لیا ہے ۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

فضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی بدت نواجذہ ثم قال واللہ لایجعن بطنک ابداً[2]	یہ سن کر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اتنے مسکرائے کہ آپ کی مبارک داڑھیں نظر آنے لگیں اور پھر فرمایا اے ام ایمن آج کے بعد تیرے پیٹ کو بیماری لاحق نہ ہوگی ۔

---

[1] المواہب مع الزرقانی ۱ : ۲۲۱ [2] اشرف الوسائل الی فہم الشمائل : ۷۷

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ ام یوسف برکت نامی خاتون نے بھی اسی طرح آپ کا مبارک پیشاب پی لیا۔ جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یا ام یوسف فما مرضت	اے ام یوسف تجھے کوئی مرض لاحق
قط حتی کان مرضها	نہ ہوگی سوائے اس مرض کے کہ جس
الذی ماتت فیه۔ [1]	سے تیری موت واقع ہو جائے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ مذکورہ روایت کے بارے میں فرماتے ہیں۔

وحدیث هذه المرأة	یہ حدیث جس میں اس خاتون کے
التی شربت بوله صحیح [2]	پیشاب مبارک پینے کا ذکر ہے صحیح ہے

امام قسطلانی رح لکھتے ہیں:

حدیث شرب البول	یہ حدیث صحیح ہے۔ امام دارقطنی نے
صحیح رواه الدارقطنی و	روایت کرکے اسے صحیح قرار دیا ہے۔
قال هو حدیث حسن صحیح [3]	

البرہان میں طبرانی اور بیہقی کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ برہ نامی خاتون نے بھی آپ کا بول مبارک پیا تھا جس پر رحمت دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خاتون آتش جہنم سے چاروں طرف سے محفوظ ہوگی۔ [4]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بول مبارک بطور تبرک استعمال کیا جاتا

امام قسطلانی رح مذکورہ روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بول مبارک

---

[1] الخصائص الکبریٰ

[2] الشفاء ۱: ۹۰

[3] المواہب اللدنیہ ۱: ۲۸۵

[4] البرہان فی خصائص حبیب الرحمان: ۲۹۸

بطور تبرک بھی صحابہ نے استعمال کیا۔

وروی انه کان یتبرک ببوله و دمه صلی الله علیه وسلم [1]

مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بول اور خون مبارک کو بطور تبرک استعمال کیا جاتا تھا۔

عظیم محدث شارح مسلم امام نووی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص مبارکہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وکان بوله و دمه یتبرك بهما۔ [2]

آپ کے مبارک بول اور خون کو متبرک سمجھا جاتا تھا۔

شیخ الاسلام والمسلمین امام ابو یحییٰ زکریا الانصاری الشافعی روض الطالب میں رقم طراز ہیں:

وکان یتبرک ویستشفی ببوله و دمه۔ [3]

آپ کے مبارک خون اور بول کو بطور تبرک استعمال کیا جاتا اور اس کی برکت سے بیماروں کو شفاء نصیب ہوتی۔

فضلاتِ مبارکہ کی طہارت اور علماءِ اسلام کی تصریحات

سابقہ گفتگو میں یہ واضح ہوگیا کہ حضراتِ انبیاء علیہم السلام خصوصاً سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلاتِ مبارکہ دیگر لوگوں کی طرح نہیں بلکہ وہ سراسر مہک

---

[1] المواہب اللدنیہ، ۱ : ۲۸۴

[2] تہذیب الاسماء واللغات، ۱ : ۴۲

[3] شرح روض الطالب من اسنی المطالب، ۳ : ۱۰۶

اور خوشبو تھے۔ صحابہ کرام نے انہیں بطور تبرک استعمال کیا اور ان کے اجسام میں اس کی برکات اور فوائد بھی مرتب ہوئے۔ یہاں ہم جدید و قدیم علماء اسلام کے اقوال و تصریحات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں جن میں یہ موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بول و براز امت کے حق میں پاک ہے۔

۱۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ بول شریف کی طہارت آپ کی خصوصیت قرار دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں:-

وقد تكاثرت الادلة على طهارة فضلاته وعده الائمة ذلك فى خصائصه[۱]

آپ کے فضلات مبارکہ کے پاک ہونے پر کثیر دلائل ہیں۔ آئمہ نے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت قرار دیا ہے۔

۲۔ شرح شمائل میں روایاتِ شرب بول ذکر کرنے کے بعد رقم طراز ہیں:

وبهذا استدل جمع من ائمتنا المتقدمين وغيرهم على طهارة فضلاته صلى الله عليه وسلم وهو المختار وفاقاً بجمع من المستاخرين فقد تكاثرت الادلة عليه وعده الائمة من خصائصه[۲]

انہی روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے ائمہ متقدمین کی ایک جماعت نے یہ قول کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بول و براز پاک ہے اور یہی قول مختار ہے اور تمام متاخرین کا اسی قول پر اتفاق ہے۔ اس پر کثیر دلائل شاہد ہیں۔ اور ائمہ نے حضور علیہ السلام کے خصوصی شمائل میں شمار کیا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

[۱] فتح الباری شرح البخاری، ۱: ۲۱۸ [۲] اشرف الوسائل الی فہم الشمائل ،،

۳ امام شامی فتاویٰ شامی میں تحریر کرتے ہیں :

صحح بعض ائمة الشافعية طهارة بوله عليه السلام وسائر فضلاته وبه قال ابوحنيفه [1]	بعض شوافع اس بات کے قائل ہیں کہ آپؐ کا مبارک بول بلکہ تمام فضلات پاک ہیں اور امام ابوحنیفہ کی رائے بھی یہی ہے ۔

۴ ۔ قاضی عیاض بول وبراز کی طہارت پر دلیل قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

ولم يامر واحداً منهم غسل فم ولا نهاه من عوده [2]	آپ نے ان کو (یعنی بول استعمال کرنے والے صحابہ کو) منہ دھونے کا

حکم دیا اور نہ ہی ایسا عمل دوبارہ کرنے سے منع فرمایا ۔

۵ ۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں :

ان بوله ودمه وسائر فضلاته طاهرة	آپؐ کا بول مبارک، خون اور باقی تمام فضلات پاک ہیں ۔

۶ ۔ امام ابوبکر بن العربیؒ لکھتے ہیں :

بول النبی صلی الله علیه وسلم ونحوه طاهران [3]	حضور علیہ السلام کا مبارک بول اور براز طاہر ہیں ۔

۷ مولانا اشرف علی تھانوی رقم طراز ہیں :
علماء آپؐ کے بول وبراز کے پاک ہونے کے قائل ہوتے ہیں ۔ ابوبکر بن

---

[1] فتاویٰ شامیہ، ۱ : ۲۱۲

[2] الشفاء ۱ :

[3]

سابق مالکی اور ابونصر نے اس کو نقل کیا ہے [1]

۸۔ مولانا انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں :

ان العلماء ذھبوا الی طھارۃ فضلاتہ صلی اللہ علیہ وسلم [2] علماء اسلام کا مذہب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام فضلات پاک ہیں

ایک مغالطے کا ازالہ

بعض لوگ فضلات مبارکہ کے بارے میں مذکورہ عقیدہ نہیں رکھتے۔ بلکہ آپ کے بول و براز کو دوسرے لوگوں کی طرح ہی قرار دیتے ہیں۔ اس پر ان کی دلیل یہ ہے کہ اگر آپ کے بول و براز پاک ہوتے تو آپ رفع حاجت کے بعد وضو نہ فرماتے۔ حالانکہ ہمیشہ آپ کا مبارک معمول رہا کہ رفع حاجت کے بعد طہارت فرماتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ آپ کا بول و براز پاک تھا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ امت کے حق میں پاک ہیں نہ کہ آپ کے حق میں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ خود وضو فرماتے لیکن بول و براز استعمال کرنے والوں کو نہ تو منہ دھونے کا حکم دیا اور نہ ہی آئندہ محتاط رہنے کی تلقین فرمائی بلکہ کسی کو فرمایا کہ تیرے پیٹ کو کبھی مرض لاحق نہ ہوگا۔ اور کسی کو فرمایا کہ تو نے اپنے جسم کو جہنم کی آگ سے محفوظ کر لیا۔ واضح بات ہے کہ اگر اس کا حکم وہی ہوتا جو دوسروں کے بول و براز کا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کوئی نہ کوئی حکم ضرور صادر فرماتے۔ کم از کم آئندہ محتاط رہنے کی تلقین ہی فرما دیتے لیکن آپ ملاحظہ کر چکے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے منع کرنے کے انہیں خوشخبری سنائی۔

---

[1] نشر الطیب، ۱۹۲

[2] فیض الباری شرح البخاری، ۱ : ۲۸۹

حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے کہ اگر بول و براز پاک ہے تو پھر انبیاء علیہم السلام کو وضو کی حاجت کیوں ہوتی ہے؟ لکھتے ہیں:

لا لانها نجسة کلا بل هی طاهرة بل طیبة حلال الاکل والشرب لنا من نبینا صلی الله علیه وسلم کما دل علیه غیره حدیث بل لانها نجاسة فی حقهم صلی الله علیه وسلم لرفعة مکانهم ونهایة نزاهة شانهم کما اشرت الیه فهذا ما نختاره نرجوان یکون صوابا ان شاء الله تعالیٰ.

وضو کی ضرورت اس لیے پیش نہیں آتی تھی کہ یہ ناپاک ہیں بلکہ وہ تو پاک ہیں بلکہ وہ ایسے طیب ہیں کہ ان کا کھانا اور پینا دونوں ہمارے لیے حلال ہیں جیسے کہ اس پر احادیث شاہد ہیں ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ بول و براز انبیاء علیہم السلام کی رفعتِ شان اور پاکیزگی کمال و طہارت کی وجہ سے ان کے حق میں ناپاک متصور ہوں گے۔ ہمارے نزدیک پسندیدہ رائے یہی ہے۔ قوی امید ہے کہ اللہ کے ہاں یہی صواب کا درجہ پا جائے۔

اہم نوٹ!

بعض دوستوں کے سامنے جب آپ کے فضلات مبارکہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو وہ اسے اتنا پسند نہیں کرتے جتنا کرنا چاہیئے۔ وجہ واضح ہے کہ ہمیں حضور علیہ السلام سے وہ کامل محبت ہی نہیں جس کی وجہ سے ذہن میں تنقید پیدا نہ ہو۔ اس لیے ہم یہاں صحابیٔ رسول حضرت

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اور اُمت کے ایک عظیم محدّث کے قول و عمل کا ذکر کرنا ضروری تصور کرتے ہیں ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام ایک دن عبداللہ بن ابی کے ہاں دراز گوش پر سوار ہو کر تشریف لے گئے ۔ وہاں آپ کی سواری نے پیشاب کیا تو اس منافق نے ناک ڈھانپتے ہوئے کہا :

خل سبیل حمارک وقد — اپنی سواری کو دور لے جاؤ اس کی
اذانا نتنہ — بدبو نے ہمیں پریشان کر دیا ہے ۔

اس پر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فی الفور کہا : اے اللہ کے دشمن

واللہ ان بول حمارہ لاطیب — حضور علیہ السلام کی مبارک سواری کے
من مسک [1] — پیشاب کی خوشبو کستوری سے بھی بہتر ہے ۔

اُمت کے عظیم محدّث حافظ ابن حجر کے استاد شیخ الاسلام سراج البلقینی کے بارے میں امام عبدالوہاب شعرانی بیان کرتے ہیں کہ وہ حضور علیہ السلام سے محبت و عقیدت کا اظہار ان کلمات سے کرتے :

واللہ لو وجدت شیئاً من — اللہ کی قسم کاش مجھے آپ کا بول و براز
بول النبی صلی اللہ علیہ وسلم — نصیب ہو جائے تو میں اسے محبت
وغائطہ لاکلتہ وشربتہ [2] — سے کھاؤں اور پیوں

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و احسان اور حضور علیہ السلام کے وسیلہ سے ہمیں اپنی اور اپنے پیارے حبیب علیہ السلام کی سچی محبت و اطاعت سے نوازے ۔

آمین بجاہ سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] تفسیرات احمدیہ، ۶۷۳ بحوالہ مدارک، کشاف، عمدۃ القاری شرح بخاری ۱۰ : ۲۰۹

[2] الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر ۲ : ۶۱

WWW.NAFSEISLAM.COM

مراجع و مصادر

نمبر شمار	کتاب	مصنف		مطبع
١	قرآن مجید	انّہٗ لتنزیل رب العالمین		
٢	البخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ المتوفی	٢٥٦	نور محمد اصح المطابع کراچی
٣	المسلم	امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیریؒ،	٢٦١	” ” ” ”
٤	الترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ	٢٧٩	قرآن محل، کراچی
٥	ابو داؤد	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی	٢٧٥	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
٦	ابن ماجہ	امام ابو عبداللہ محمد بن یزید		
٧	النسائی	امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی	٣٠٣	نور محمد کارخانہ تجارت کراچی
٨	شمائل ترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ	٢٧٩	قرآن محل کراچی
٩	جمع الوسائل فی شرح الشمائل	ملا علی بن سلطان محمد القاریؒ	١٠١٤	دار المعرفۃ بیروت لبنان
١٠	شرح الشمائل برحاشیہ جمع الوسائل	شیخ عبدالرؤف المناویؒ	١٠٠٣	” ” ” ”
١١	زہر الخمائل علی الشمائل	امام جلال الدین سیوطیؒ	٩١١	مکتبۃ القرآن، قاہرہ
١٢	اشرف الوسائل الی فہم الشمائل	حافظ ابن حجر مکیؒ		مخطوطہ پنجاب یونیورسٹی
١٣	المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ	شیخ ابراہیم بن محمد الباجوریؒ		مصطفیٰ البابی، مصر
١٤	اتحافات الربانیہ بشرح الشمائل المحمدیہ	شیخ احمد عبدالجواد الدومیؒ		مکتبۃ التجاریہ الکبریٰ مصر

WWW.NAFSEISLAM.COM

نمبر شمار	کتاب	مصنف	مطبع
۱۵	خصائل نبوی شرح شمائل ترمذی	مولانا محمد زکریا سہارنپوری	مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
۱۶	انوار غوثیہ شرح الشمائل النبویہ	مولانا سید میر شاہ قادری	تحقیقات امام احمد رضا کراچی
۱۷	اخلاق النبی وآدابہ	امام ابو محمد جعفر بن حیان الاصبہانی المعروف بابی الشیخؒ ۳۶۹	دار الکتاب العربی بیروت
۱۸	الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ	قاضی ابو الفضل عیاض بن موسیٰ المالکیؒ ۵۴۴	عیسیٰ البابی قاہرہ
۱۹	شرح الشفاء	ملا علی بن سلطان محمد القاریؒ	المشہد الحسینی قاہرہ
۲۰	نسیم الریاض فی شرح الشفاء القاضی عیاض	شیخ احمد شہاب الدین الخفاجیؒ ۱۰۶۹	دار الفکر بیروت
۲۱	المواہب اللدنیہ	شیخ شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی ۹۱۱	" " "
۲۲	زرقانی علی المواہب اللدنیہ	علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی مالکی ۱۱۲۲	" " "
۲۳	شمائل الرسول	امام ابو الفداء اسماعیل ابن کثیرؒ ۷۷۴	دار المعرفۃ للطباعۃ بیروت لبنان
۲۴	دلائل النبوۃ	امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانیؒ ۴۳۰	دار النفائس، بیروت
۲۵	دلائل النبوۃ ومعرفۃ احوال صاحب الشریعہ	امام ابو بکر احمد بن حسین البیہقیؒ ۴۵۸	مکتبہ اثریہ اردو بازار لاہور
۲۶	اعلام النبوۃ	امام ابو الحسن علی بن محمد الماوردیؒ ۴۵۰	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۲۷	الوفاء باحوال المصطفیٰ	امام عبد الرحمن بن الجوزیؒ ۵۹۷	مکتبہ نوریہ رضویہ گنج بخش روڈ لاہور
۲۸	سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد	امام محمد بن یوسف الصالحی الشامیؒ ۹۴۲	مطابع الاہرام التجاریہ قاہرہ
۲۹	سیدنا محمد رسول اللہ شمائلہ الحمیدہ خصالہ المجیدہ	شیخ عبد اللہ سراج الدین شامی	مطابع الاصیل حلب سوریا

WWW.NAFSEISLAM.COM

نمبر شمار	کتاب	مصنف	مطبع
۳۰	وصف النبی دکانک تراہ	شیخ مجدی محمد الشہادی	مکتبہ ابن سینا قاہرہ
۳۱	وسائل الوصول الی شمائل الرسول	امام یوسف بن اسمٰعیل النبہانی ۱۳۵۰	مصطفیٰ البابی، مصر
۳۲	بے مثل بشر	مولانا محمد اعظم نوشاہی ۱۳۷۵	شرکت حنفیہ لمیٹڈ گنج بخش روڈ لاہور
۳۳	مسند احمد	امام احمد بن حنبل ۲۴۱	المکتبۃ الاسلامی، بیروت
۳۴	فتح الباری	شیخ الاسلام شہاب الدین احمد بن علی بن محمد عسقلانی ۸۵۲	دار الاحیاء والتراث العربی بیروت
۳۵	عمدۃ القاری	امام بدر الدین عینی ابو محمد محمود بن العینی ۸۵۵	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
۳۶	تہذیب ابن عساکر	امام ابو القاسم علی بن حسین الشافعی ۵۷۱	دار المیسرہ بیروت
۳۷	طبقات ابن سعد	امام محمد بن سعد بن منیع البصری ۲۳	دار للطباعۃ والنشر بیروت
۳۸	الطبرانی	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی ۳۶۰	مطبعۃ الزہراء الحدیثیہ، موصل عراق
۳۹	مسند بزار	امام ابو بکر احمد بن عمرو بزار	
۴۰	مجمع الزوائد	امام نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی	دار الکتاب العربی بیروت
۴۱	سنن دارمی	امام محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن الدارمی ۲۵۵	
۴۲	المستدرک	امام ابو عبد اللہ الحاکم نیشاپوری ۴۰۵	دار الباز مکۃ المکرمہ
۴۳	الخصائص الکبریٰ	امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱	مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
۴۴	الانوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی ۱۳۵۰	مصطفیٰ البابی حلبی مصر
۴۵	مراسیل ابی داؤد	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی ۲۷۵	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۴۶	محمد، الانسان الکامل	شیخ محمد بن علوی مالکی	مطابع رشید مدینہ منورہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

نمبر شمار	کتاب	مصنف	مطبع
۴۷	جواہر البحار	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی ۱۳۵۰	مصطفیٰ البابی مصر
۴۸	اسماء النبی الکریم	شیخ صوفی برکت علی	دار الاحسان فیصل آباد
۴۹	مدارج النبوۃ	شاہ عبدالحق محدث دہلوی ۱۰۵۲	مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
۵۰	حاشیۃ الوفاء	علامہ محمد اشرف سیالوی	فرید بک سٹال لاہور
۵۱	مشکوٰۃ المصابیح	امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب ۷۴۰	اصح المطابع کراچی
۵۲	الریاض الانیقۃ فی شرح اسماء النبی الخلیفہ	امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱	دار الکتب العلمیہ بیروت
۵۳	بابی انت وامی یا رسول اللہ	ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی	تہامۃ جدہ
۵۴	علموا اولادکم محبۃ رسول اللہ	״ ״ ״	دار القبلہ جدہ
۵۵	بدن خیر البشر	مولانا محمد اول احملی	نور محمد ناشران کتب فاروق آباد شیخوپورہ
۵۶	تقریب الوصول الی معرفۃ الرسول	شیخ احمد فرید	مکتبہ الایمان سکندریہ
۵۷	عمدۃ اللبیب شرح شیم الحبیب	علامہ نیاز احمد	مدرسہ قاسم العلوم ہریانہ ہند
۵۸	فیض الباری	علامہ انور شاہ کاشمیری ۱۳۵۲	مکتبہ عزیزیہ، لاہور
۵۹	حدائق بخشش	اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی
۶۰	قصیدہ بردہ	امام شرف الدین محمد بن سعید بوصیری ۶۹۴	تاج کمپنی لاہور
۶۱	ذکر جمیل فی ذکر الحلیۃ الحبیب الخلیل	مولانا محمد شفیع اوکاڑوی	مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی

WWW.NAFSEISLAM.COM

نمبر شمار	کتاب	مصنف	مطبع
۶۲	خصائص مصطفیٰ	علامہ سید محمود احمد رضوی	مکتبہ رضوان، لاہور
۶۳	بدایۃ السؤل فی تفضیل الرسول	امام عز عبدالعزیز بن عبدالسلام سلمیؒ	المکتب الاسلامی دمشق
۶۴	روح المعانی	امام شہاب الدین سید محمود آلوسی ۱۲۷۰	مکتبہ امدادیہ ملتان
۶۵	الاصابہ فی تمیز الصحابہ	حافظ ابن حجر عسقلانیؒ ۸۵۲	مطبعۃ السعادۃ مصر
۶۶	شواہد النبوۃ	مولانا عبدالرحمٰن جامی	مکتبہ نبویہ، لاہور
۶۷	اشرف التفاسیر	مفتی احمد یار خان نعیمیؒ	مکتبہ اسلامیہ گجرات
۶۸	کنز الاعمال	امام علاؤ الدین علی المتقی بن حسام الدین الہندی ۹۷۰	مؤسسۃ الرسالہ
۶۹	نور الایمان فی زیارۃ آثار حبیب الرحمٰن	مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی	مکتبہ فریدیہ ساہیوال
۷۰	دیوان حسان	حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۷۱	مجموعۃ الفتاوی	مولانا عبدالحئی لکھنوی ۱۳۰۴	
۷۲	دلائل الخیرات	امام عبداللہ محمد بن سلیمان الجزولیؒ	مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
۷۳	مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات	امام محمد المہدی الفاسیؒ مالکی ۸۵۴	" " "
۷۴	جلاء الافہام	شیخ شمس الدین ابو عبداللہ محمد ابی بکر ابن قیم ۷۵۱	دار التجاریہ، مصر
۷۵	فضائل درود	مولانا محمد زکریا سہارنپوری	
۷۶	فضائل رمضان	" " " "	
۷۷	مولد الدیبعی	امام عبدالرحمٰن بن الدیبع الشیبانیؒ ۹۴۴	

نمبر شمار	کتاب	مصنف	مطبع
۷۸	منھاج الصالحین	شیخ عزالدین بلیق	دارالفتح للطباعۃ والنشر بیروت
۷۹	شرف الامۃ المحمدیہ	شیخ محمد بن علوی مالکی	دارالمدینۃ المنورۃ بالکبیمہ
۸۰	السنن الکبریٰ	امام ابوبکر احمد بن الحسین بن علی البیہقیؒ	دار صادر بیروت
۸۱	النہایہ	امام بدرالدین عینیؒ	
۸۲	الدرالمنثور	امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱	محمد امین دمج بیروت
۸۳	البرہان فی خصائص حبیب الرحمٰن	علامہ ابوالطاہر محمد بشیر احمد	دارالعلوم حامدیہ رضویہ سولپور
۸۴	جامع الصفات	علامہ سید محمود احمد رضوی	مکتبہ رضوان ۔ لاہور
۸۵	الزبدۃ فی شرح البردہ	امام نورالدین علی بن سلطان محمد القاری المکی ۔ ۱۰۱۴	جمعیت علماء سکندریہ پیرجوگوٹھ سندھ ۔
۸۶	موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان	شیخ ابن حجر الہیثمی	دارالکتب العلمیہ لبنان
۸۷	انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب	امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱	مطابع سحر جدہ
۸۸	اشعۃ اللمعات	شاہ عبدالحق محدث دہلوی ۱۰۵۲	مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
۸۹	البدایہ والنہایہ	حافظ ابن کثیر ۷۷۴	
۹۰	حجۃ اللہ علی العالمین	امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی ۱۳۵۰	" " فیصل آباد
۹۱	المفردات فی غریب القرآن	امام راغب اصفہانی ۵۰۲	نور محمد اصح المطابع کراچی
۹۲	تفسیر کبیر	امام فخرالدین ابوعبداللہ محمد بن عمر رازیؒ ۶۰۶	دارالکتب العربیہ پشاور

Nafseislam
WWW.NAFSEISLAM.COM

نمبر شمار	کتاب	مصنف	مطبع
۹۳	تفسیر الخازن	امام علاؤ الدین علی بن محمد الخازن	دار الکتب العربیہ پشاور
۹۴	مرقاۃ المفاتیح	امام علی بن سلطان محمد القاری رح	مکتبہ امدادیہ ملتان
۹۵	الکرمانی شرح بخاری	امام محمد بن یوسف بن علی بن محمد سعید الکرمانی	دار احیاء التراث العربی بیروت
۹۶	الترغیب والترہیب	امام منذری رح	
۹۷	الجامع لاحکام القرآن	امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی رح	دار الکتاب العربی مصر
۹۸	الادب المفرد	امام محمد بن اسمعیل بخاری رح	
۹۹	اعلام النبیل بجواز التقبیل	شیخ عبد اللہ محمد الصدیق الغماری	
۱۰۰	تاریخ کبیر	امام محمد بن اسماعیل بخاری	دار الباز مکۃ المکرمہ
۱۰۱	معجم البلدان	امام یاقوت حموی	
۱۰۲	وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ	علامہ سید علی بن احمد سمہودی ۹۱۱	
۱۰۳	الذخائر المحمدیہ	شیخ محمد بن علوی مالکی	مکتبہ حسان مصر
۱۰۴	مقامِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	علامہ منظور احمد فیضی	مکتبہ محمدیہ احمد پور شرقیہ بہاولپور
۱۰۵	الصلاۃ والبشر فی الصلوٰۃ علی خیر البشر	امام مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی ۸۱۷	دار القرآن دمشق
۱۰۶	الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	
۱۰۷	نشر الطیب	مولانا اشرف علی تھانوی	
۱۰۸	الابریز من کلام سیدی عبد العزیز	احمد بن عبد المبارک	
۱۰۹	تفسیراتِ احمدیہ	شیخ احمد ملا جیون	

نمبر شمار	کتاب	مصنف	مطبع
۱۱۰	الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر	امام عبدالوہاب شعرانی ۹۷۳	مصطفیٰ البابی مصر
۱۱۱	شمائل امدادیہ	حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ۱۳۱۷	
۱۱۲	المورد الروی فی المولد النبوی	امام ملا علی قاری ۱۰۱۴	مطبعہ السعادہ مصر
۱۱۳	شرح روض الطالب	امام ابو یحییٰ زکریا انصاری	دارالفکر، بیروت
۱۱۴	تہذیب الاسماء واللغات	امام یحییٰ بن شرف نواوی ۶۷۶	دارالکتب العلمیہ، بیروت
۱۱۵	فتوحات الٰہیہ	علامہ سلیمان بن عمر الجمل ۱۲۰۴	المطبعۃ البہیۃ، مصر
۱۱۶	النبراس شرح شرح عقائد	علامہ عبدالعزیز پرہاروی	شاہ عبدالحق اکیڈمی لاہور
۱۱۷	مقالات کاظمی	علامہ احمد سعید کاظمی	شرکت حنفیہ لمیٹڈ، لاہور
۱۱۸	الشریعۃ	امام ابوبکر محمد بن الحسین الآجری	
۱۱۹	عمدۃ الاخبار فی مدینۃ المختار	شیخ احمد بن عبدالحمید العباسی	دارالتراث العربی
۱۲۰	فتاویٰ شامی	علامہ سید امین بن عابدین ۱۲۵۲	داراحیاء التراث العربی بیروت
۱۲۱	فضائل المدینۃ المنورہ	شیخ محمد یوسف الصالحی	

WWW.NAFSEISLAM.COM